

محبوب خدا صلی علیہ وسلم کے خصلت پر مشتمل اردو میں پہلی جامع کتاب

# مُصْطَفٰی اِستِیَارَاتِی

تَصْنِیْفُ

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر خلیل ابراہیم عظمیٰ

ترجمہ

مفتی محمد خان قادری

حجاز پبلی کیشنز لاہور



نام کتاب	انتیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
مصنف	ڈاکٹر ابراہیم ملا خاطر مدظلہ
مترجم	مفتی محمد خاں قادری
معاون	محمد الیاس قادری
کتابت	سید قمر الحسن ضیغم قادری
ناشر	مرکز تحقیقات اسلامیہ ۲۰۵ شاہد مان لاہور
طباعت بار اول	صفر المنظر ۱۴۱۱ھ اگست ۱۹۹۰ء
بار دوم	رجب المرجب ۱۴۱۲ھ دسمبر ۱۹۹۳ء
بار سوم	اپریل ۱۹۹۹ء
تعداد	گیارہ سو (۱۱۰۰)
قیمت	روپے

محقق العصر مفتی محمد خان قادری کے تمام تصانیف کے علاوہ دیگر علماء کے تحقیقی و علمی کتب بارعایت حاصل کرنے کے لیے حجاز پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور سے رجوع فرمائیں۔



# انتساب

اپنے شیخ طریقت

قدوة الاولیاء حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری الکیلانی البغدادیؒ

کے نام —

• جن کی ہستی فیضانِ غوثِ اعظمؒ کی امین ہونے کے ساتھ ساتھ عالمِ اسلام کے لئے قابلِ فخر سرمایہ تھی۔

اور جن کی توجہات و فیوضات کے چشمے افق تا افق متلاشیانِ حق اور رہروانِ راہِ طریقت کے علم و عمل کو سیراب کر کے انہیں لذتِ بندگی سے سرشار کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی باطنی توجہات اور روحانی فیوضات کا سایہ ہمارے سر پہ پرتا ابد قائم رکھے۔

سب دربارہ حیدرؐ

محمد خاں قادری

مرکز تحقیقاتِ اسلامیہ ۲۰۵ شادمان لاہور



# تأثرات

عظیم فاضل ڈاکٹر خلیل ابراہیم طاہر (استاذ السحریہ جامعہ اسلامیہ) نے اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سوائے خصائص جمع فرمائے ہیں جو دیگر انبیاء علیہم السلام کی نسبت آپ ہی کا خاصہ ہیں۔ یہ پہلی کتاب ہے جس میں اس قدر نہایت ہی احسن انداز میں خصائص کو جمع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خصوصی رحمت سے فاضل مصنف کو ایسی عظیم کتاب لکھنے کی توفیق بخشی جسے نہایت ہی قبولیت حاصل ہوئی اور اس کے سابقہ (چاہے) تمام ایڈیشن ختم ہو چکے ہیں۔ اس ایڈیشن کی طباعت کی سعادت دارالقبیلہ کے حصہ میں آئی ہے جس نے اسے قارئین کے لیے خوبصورت، مشکل الفاظ کی شرح اور حوالہ جات کے ساتھ شائع کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے نوازے اور آپ کی ذات کو ہمارے لیے ذات، خاندان اور پیارے کے لئے ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب بنادے اور روز قیامت آپ کے جھنڈے کے نیچے جگہ نصیب فرمائے۔



ڈاکٹر محمد عبدہ یکانی (مہذبہ)

(مصنف علامہ الاولاد کم محبة رسول اللہ، دینی افست داعمی پیام رسول اللہ)



# فہرست

۱۱	کلمہ آغاز
۱۳	مصنف، کتاب اور مترجم کے بارے میں
۲۱	مقدمہ
۲۷	باب اول —
۲۷	حضور علیہ السلام کے اُن درجات کا تذکرہ جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا میں نوازا۔
۲۹	اللہ رب العزت کا تمام انبیاء و رسل سے آپ پر ایمان کا عہد۔
۳۱	اہل کتاب کو آپ کے بارے میں کامل علم تھا۔
۳۲	تخلیق آدم سے پہلے آپ کا نبی ہونا۔
۳۵	پہلا مسلمان ہونا۔
۳۶	آپ کا خاتم النبیین ہونا۔
۳۸	آپ رسول الاسلام ہیں۔
۴۰	حضور علیہ السلام کا انبیاء سے تعلق۔
۴۲	آپ مؤمنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔
۴۴	اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان آپ ہیں۔
۴۶	آپ مخلوقِ خدا سے افضل اور اولادِ آدم کے سردار ہیں۔
۴۹	آپ کی طاعت و بیعت اللہ ہی کی طاعت و بیعت ہے۔



- ۵۱ - آپ پر ایمان اللہ تعالیٰ کی ذات کے ایمان کے ساتھ متصل ہے۔
- ۵۲ - آپ رحمت اللعالمین ہیں۔
- ۵۵ - آپ کا وجود امت کے لیے محافظ ہے۔
- ۵۶ - آپ کی رسالت تمام مخلوق کے لیے ہے۔
- ۵۷ - آپ کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی۔
- ۶۰ - اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام زندگی کی قسم کھائی۔
- ۶۱ - اللہ تعالیٰ نے آپ کے شہر کی قسم کھائی۔
- ۶۱ - آپ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی۔
- ۶۳ - اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام لے کر خطاب نہیں فرمایا۔
- ۶۴ - آپ کے ذکر مبارک کو تمام انبیاء سے مقدم رکھا۔
- ۶۵ - آپ کا نام لے کر جانے سے منع فرمایا۔
- ۶۶ - آپ کی آواز سے بلند آواز نہ کرنے کا حکم۔
- ۶۷ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حائری سے پہلے صدقہ دینا۔
- ۶۸ - اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو سہرا یا نور بنایا۔
- ۷۰ - آپ کو شریعت کا کچھ حصہ آسمان پر عطا کیا گیا۔
- ۷۲ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ کا جواب دینا۔
- ۷۵ - اللہ تعالیٰ کا آپ پر ہمیشہ درود پڑھنا۔
- ۷۶ - سفر معراج۔
- ۷۸ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثل معجزات پانا۔
- ۸۱ - آپ کے سبب سے آپ کے قیامت تک کے غلاموں کو بخش دیا گیا۔
- ۸۲ - حضور علیہ السلام کا اپنی مقبول دعا کو قیامت تک مؤخر کر لینا۔



- ۸۴۔ آپ کو جوامع الکلم عطا فرمایا گیا۔
- ۸۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذیہین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں۔
- ۸۶۔ حضور علیہ السلام کے ہمزاد کا مسلمان ہونا۔
- ۸۷۔ ایک ماہ کی مسافت سے آپ کا رعب طاری ہو جانا۔
- ۸۸۔ اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں کا حضور کے حق میں گواہی دینا۔
- ۸۹۔ حضور علیہ السلام کا بیت المقدس میں تمام انبیاء کی امامت کرنا۔
- ۹۰۔ بنی نوع انسان کے تمام زمانوں سے حضور کے زمانہ کا بہتر ہونا۔
- ۹۱۔ آپ کے گھر اور منبر کے درمیانی حصہ کا جنت کے باغوں میں سے ہونا۔
- ۹۲۔ شق القمر کا معجزہ عطا کیا جانا۔
- ۹۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پشت مبارک کے چھپے دیکھنا۔
- ۹۴۔ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا حق ہونا۔
- ۹۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انبیاء کا ان کی امتوں سمیت پیش کیا جانا۔
- ۹۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان مہربوت کا ہونا۔
- ۹۷۔ حضور علیہ السلام کو غیب پر مطلع کیا جانا۔
- ۹۸۔ باب ثانی ان خصائص کے بیان میں جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو آخرت میں نوازا
- ۱۰۰۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گواہ ہونا۔
- ۱۰۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعات کا عطا کیا جانا۔
- ۱۰۲۔ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلے اٹھایا جانا۔
- ۱۰۳۔ آپ کا انبیاء علیہم السلام کا امام اور خطیب ہونا۔
- ۱۰۴۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا آپ کے جھنڈے کے نیچے ہونا۔
- ۱۰۵۔ آپ کا پل صراط پر سے سب سے پہلے گزرنا۔
- ۱۰۶۔ آپ کا سب سے پہلے جنت کے دروازے کو کھٹکھٹانا۔



- ۱۲۱ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلے جنت میں داخل ہونا۔
- ۱۲۲ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ عطا کیا جانا۔
- ۱۲۳ - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود عطا کیا جانا۔
- ۱۲۵ - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر عطا کیا جانا۔
- ۱۲۶ - آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو حمد کا جھنڈا عطا ہونا۔
- ۱۲۸ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عرش کے دائیں جانب کرسی کا ہونا۔
- ۱۲۹ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کا سب انبیاء سے زیادہ ہونا۔
- ۱۳۱ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت کے دن اذین و آخرین کا سردار ہونا۔
- ۱۳۳ - آپ کا سب سے پہلے شفاعت کرنا اور آپ کی شفاعت کا سب سے پہلے قبول ہونا۔
- ۱۳۵ - حضور علیہ السلام کا لوگوں کو اس دن خوشخبری دینا جس دن انبیاء علیہم السلام بھی آپ کی پناہ لیں گے۔
- ۱۳۶ - عرش الہی کے نیچے سجدہ میں آپ کو خصوصی کلمات کا عطا کیا جانا۔
- ۱۳۹ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کا حوض کوثر پر ہونا۔
- باب ثالث
- ۱۴۳ - ان کرامات و انعامات کا تذکرہ جو اللہ تعالیٰ نے حضور کے سبب آپ کی امت پر کیے۔
- ۱۴۵ - امت مسلمہ کو تمام امتوں سے بہتر بنایا۔
- ۱۴۷ - اللہ تعالیٰ نے اس امت کا نام "مسلمین" رکھا اور انہیں اسلام کے ساتھ خاص کیا۔
- ۱۴۹ - اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے دین کو کامل اور نعمت کو پورا کر دیا۔
- ۱۵۰ - اللہ تعالیٰ کا امت مسلمہ سے بوجھ کو دور کرنا۔
- ۱۵۲ - حق تعالیٰ علیہ السلام کا مسلمانوں کے امام کے چھپے نماز پڑھنا۔



- ۱۵۴۔ امتِ مسلمہ کی صفوں کا ملائکہ کی صفوں کی طرح بنایا جانا۔
- ۱۵۵۔ امتِ مسلمہ کے لیے مالِ غنیمت کا حلال ہونا۔
- ۱۵۶۔ تیمم اور نماز کے لیے روئے زمین کا پاک ہونا۔
- ۱۵۸۔ امتِ مسلمہ کو جمعہ کا دن عطا کیا جانا۔
- ۱۵۹۔ جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کا عطا کیا جانا۔
- ۱۶۰۔ امتِ مسلمہ کو لیلۃ القدر عطا کیا جانا۔
- ۱۶۱۔ زمین میں اللہ تعالیٰ کا امتِ مسلمہ کو گواہ بنانا۔
- ۱۶۳۔ سابقہ کتب میں امتِ مسلمہ کا ذکر۔
- ۱۶۵۔ امتِ مسلمہ کو بھوک کے سبب سے ہلاک نہ کیا جانا اور کسی غیر مسلم دشمن کو اُن پر مسلط نہ کیا جانا۔
- ۱۶۸۔ نمازِ عشاء کا عطا کیا جانا۔
- ۱۷۰۔ امتِ مسلمہ کا جمیع انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا۔
- ۱۷۵۔ اللہ رب العزت کی شان میں تنقیص سے محفوظ رکھنا۔
- ۱۷۹۔ امتِ مسلمہ میں سے ایک گروہ کا ہمیشہ حق پر قائم رہنا۔
- ۱۸۳۔ انبیاء علیہم السلام کے حق میں اُن کی امتوں پر گواہی۔
- ۱۸۵۔ امتِ مسلمہ کا سب سے پہلے پل صراط کو عبور کرنا۔
- ۱۸۶۔ سب سے پہلے جنت میں داخلہ اور دیگر لوگوں کا داخلہ حرام ہونا۔
- ۱۸۸۔ جنت کے دروازے الباب الایمن سے صرف امتِ مسلمہ کا داخلہ ہونا۔
- ۱۸۹۔ اللہ کا امتِ مسلمہ کے فدیہ میں دوسری امتوں کے لوگوں کا دینا۔
- ۱۹۰۔ امتِ مسلمہ کا چمکتے ہاتھ، پاؤں اور چمکتے چہرے کے ساتھ آنا۔
- ۱۹۳۔ اہل جنت میں سب سے زیادہ ہونا۔



۱۹۵۔ امتِ مسلمہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر دے گا۔

۱۹۸۔ تھوڑے عمل پر زیادہ ثواب۔

۲۰۱۔ امتِ مسلمہ تمام کی تمام جنت میں داخل ہوگی۔

۲۰۵۔ امتِ مسلمہ میں شفاعات کا کثرت سے ہونا۔

۲۰۶۔ کفار تمنا کریں گے، کاش وہ مسلمان ہوتے۔

۲۰۸۔ امتِ مسلمہ کا سب سے آخری اور سب سے پہلے ہونا۔

۲۱۰۔ امتِ مسلمہ کی کثیر تعداد کا بغیر حساب جنت میں داخل ہونا۔

۲۱۲۔ امتِ مسلمہ کے پاس ایسی نشانی کا ہونا جس سے وہ اپنے رب کو پہچانے گی۔

۲۱۳۔ جنتیوں کے سرداروں کا امتِ مسلمہ میں سے ہونا۔

۲۱۶۔ خاتمہ۔ (آقا کے حضور مصطفیٰ کا اعترافِ عجز)

نافس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## کلمہ آغاز

اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے بندہ کو ۱۹۸۷ء میں جب محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضری کا موقع نصیب ہوا تو حسبِ عادت و ذوق شہرِ طیبہ میں کتب کی خریداری کے لیے گیا۔ ایک دوکان پر دیگر کتب کے علاوہ شیخ ابراہیم ملاحظہ فرمادیں (استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ) کی کتاب "عظیم قدرہ و رفعتہ مکافئہ عند ربہ" پر نظر پڑی۔ دیکھتے ہی محسوس ہوا کہ یہ کتاب میرے آقا علیہ السلام کے خصائص و کمالات پر ہے۔ اٹھا کر فہرست دیکھی تو دل کھل اٹھا کہ یہ کتاب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کا ایک گلدستہ ہے۔

صاحبِ مکتب سے منہ مانگے ریال دے کر کتاب خرید لی۔ اسی وقت ارادہ کیا کہ اسے اپنے ملک میں اردو زبان میں شائع کیا جائے۔ کیونکہ عربی زبان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص پر بہت سی کتب ہیں مگر اردو زبان میں ایسی کوئی کتاب نہ تھی۔ اس کتاب کا ایک امتیاز یہ بھی تھا کہ یہ ان امتیازات پر مشتمل ہے جو آپ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہ السلام کے درمیان ہیں۔

پاکستان آتے ہی اپنی تدریسی، تحریری ذمہ داریوں میں الجھ گیا۔ کافی عرصہ بیت گیا آخر ایک دن میں نے اس کا ترجمہ شروع کر دیا۔ بڑی مشکل سے ابجاقریات میں خصوصاً کا ترجمہ ہوا تھا کہ پھر مصروفیات اڑے آگئیں۔ لیکن تمنا تھی اس لیے بار بار شروع کرتا



مگر کام رک جاتا۔ لہذا میں نے فیصلہ کیا کہ اس میں کسی ساتھی کا تعاون حاصل کیا جائے تاکہ اس نہایت ہی پاکیزہ ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکوں۔ فاضل نوجوان عزیز محمد الیاس قادری سے بات کی کہ آپ اپنی استعداد کے مطابق ترجمہ کر کے لایا کریں۔ میں اس پر نظر ثانی کر لیا کر دل گا۔ انہوں نے اس کی حامی بھر لی۔ اللہ تعالیٰ عزیم کو حضور علیہ السلام کی توجہات نصیب فرمائے۔ اس طرح یہ خوبصورت ترجمہ آپ کی خدمت تک پہنچا ہے۔

ابھی ترجمہ شروع تھا کہ ماہنامہ ضیائے حرم کے ایڈیٹر جناب گل محمد فیضی سے قاری غفور احمد چشتی اساذ جامعہ اسلامیہ برمنگھم کی ملاقات میں اس کا تذکرہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ ساتھ ساتھ ہمیں دیتے چلیں تاکہ ضیائے حرم میں یہ کتاب بالاقساط شائع کر دیں۔ ہم نے محسوس کیا کہ شاید کتابی صورت میں تاخیر ہو جائے گی لہذا ضیائے حرم کو دیدی۔ اب اس میں بالاقساط شائع ہو رہی ہے۔

آخر میں میں اپنے قابلِ فخر دوست محترم رانا جاوید القادری کا شکریہ ادا ہوں کہ انہوں نے مختصر وقت میں مصنف، کتاب اور مترجم کے بارے میں ابتدائیہ تحریر فرمایا۔ ان تعارفی کلمات میں انہوں نے فاضل مصنف اور کتاب کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ تو بالکل حق ہے مگر مجھ ناچیز کے متعلق جو کچھ تحریر کیا اس پر میں شرمندہ ہوں۔ کیونکہ ان میں سے کوئی بات بھی میرے نزدیک مجھ پر صادق نہیں آتی۔ میرے دامن میں اللہ تعالیٰ اور ان کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم کے سوا کچھ نہیں۔

نوٹ : اس کتاب کا ترجمہ ہندوستان کے نامور عالم دین شیخین اختر مصباحی نے خطبہ رسولی کے نام سے بھی کیا ہے۔

احقر الانام

محمد خان قادری

مرکز تحقیقات اسلامیہ شادمان، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

رانا جاوید القادری ایڈیٹر

یوں تو باری تعالیٰ جل جلالہ کی صفت ربوبیت کے جلوے کائنات رنگ و بو میں ہر سو منتشر اور اپنے اپنے حسبِ ظرف اس کی صفات کے منظر بن کر انسان کو دعوتِ فکر و تدبیر دے رہے ہیں لیکن عالم ہست و بود میں جو ذات اس کی شانِ ربوبیت کی منظر آتم اور اس کی صفات و کمالات کا پرتو کامل ہے وہ صرف اور صرف ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ کا وجودِ معبود نہ صرف روحی بزمِ کائنات ہے بلکہ آپ ہی کے ذات و وجہ تخلیق کائنات بھی ہے۔ آپ ہی کی خاطر کائناتِ عالم کی بساط بچھائی گئی اور جب کائنات ارض و سما میں کوئی آپ کے فیضان کا خوشہ چین آپ کے دربار کا دریو نہ کرے اور آپ کے نقشِ پا کا متلاشی نہیں رہے گا۔ یہ بساط لپیٹ دی جائے گی۔

بنابریں آپ جیسی ذیشان اور عالی مرتبت ہستی کے صفات و کمالات کا فہم، اوصاف و محاسن کا شعور اور فضائل و شمائل کا کامل ادراک نہ عقل انسانی کے بس کی بات ہے اور نہ ہی آپ کے اوصافِ حمیدہ اور درجاتِ مقدمہ کا اظہار و بیان انسانی قدرت و استطاعت کا بقا تو ایسی لئے ذاتِ باری تعالیٰ نے نہ صرف و دفعنا لک ذکر کی شان عطا کرتے ہوئے اپنے محبوب کے اوصاف و کمالات اور فضائل و امتیازات کا بیان اپنے ذمے لے لیا بلکہ اپنے آخری کلام کی صورت میں اپنے محبوب



کے سیرت و کردار، عادات و اطوار اور اسوہ و اخلاق کے بیان کے ساتھ ساتھ آپؐ کے اوصاف و کمالات، مراتب و درجات اور فضائل و شمائل کا ایک لافانی مرقع بھی عالم انسانیت کو عطا کر دیا تاکہ فہم انسانی اگر اوصاف و کمالات محمدیؐ کو احاطہ بیان میں لانا چاہے تو اس کے پاس معیار کی ایک کسوٹی موجود ہو جس کی مدد و نشی میں وہ خالق کائنات کی ہم نوائی کرتے ہوئے اس کے محبوب کے حسن و جمال، اوصاف و کمالات اور خصائص و امتیازات کے بیان میں لب بعیدت و اکر سکے۔

اس اعتبار سے قرآن حکیم منبع رشد و ہدایت اور سرچشمہ علم و معرفت ہونے کے ساتھ ساتھ محبوب رب العالمین کے فضائل و شمائل اور اوصاف و امتیازات کا اولین اور مستند ترین مجموعہ بھی ہے۔ جس طرح متکاشیان رشد و ہدایت اور طالبان علم و حکمت ہر دور میں محنت شاقہ اور عرق ریزی کے ذریعے قرآنی علوم و معارف اور اسرار و حکم کی نقاب کشائی کرتے رہے ہیں اور اس حکمت و معرفت کے بحر ذخار میں غوطہ زن ہو کر علم و عرفان کے موتی تلاش کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح بحر عشق و محبت کے شنادر قرآن سے صاحب قرآن کے اوصاف و کمالات کے موتی، آپ کے خصائص و امتیازات کے صدف، آپ کے فضائل و شمائل کے یاقوت اور سیرت و اخلاق کے دکتے ہیروں سے امت کے اہل عشق اور صاحبان دل کا دامن بھرتے رہے ہیں۔ قرآن سے صاحب قرآن کے اخلاق و اطوار اور اوصاف و شئون کی خوشہ چینی کا یہ سلسلہ ازل تا اب جاری و ساری رہے گا۔ صرف یہی نہیں بلکہ مادی ترقی اور سائنسی تحقیقات کے نتیجے میں بھی فہم انسانی جوں جوں اپنے کمال کی طرف بڑھے گا اور کائنات کے سرسبزہ رازوں اور مخفی گوشوں سے جوں جوں پردہ اٹھے گا توں توں رونق بزم کائنات کے اوصاف و کمالات، مقامات و درجات اور خصائص و امتیازات بھی بے نقاب ہوتے چلے جائیں گے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپؐ کی حقیقت، اوصاف



دکالت اور مقامات و درجات کے ایسے لیے گوشے منظر عام پر آتے چلے جائیں گے جن سے ہنوز فہم و دانش انسانی نابلد و نا آشنا ہے بلکہ میرا ذوق و وجدان تو یہاں تک کہتا ہے کہ کائنات و حقیقت کائنات کے حوالے سے منظر عام پر آنے والی سرنئی تحقیق کسی نہ کسی اعتبار سے محبوب رب العالمین ہی کی کسی نہ کسی شانِ دلربائی کی آئینہ دار اور آپ ہی کے کسی نہ کسی وصف و کمال کی ناقابلِ تردید شہادت ہوگی۔

مثال کے طور پر دورِ حاضر کی جدید ترین تحقیق نے آغاز کائنات کے حوالے سے جو نظریہ پیش کیا ہے وہ "نظریہ نور" ہے اور اسی نورانی نظریے کی خبر "قد جاءکم من اللہ نور" کے رُخ زیبا والے سراپا نور اللہ کے رسولؐ نے "ادل ماخلق اللہ نور" کہہ کر آج سے چودہ سو برس قبل دے دی تھی۔ علیٰ ہذا القیاس منظرِ غائر و بطریقِ عشق دیکھا جائے تو دورِ حاضر کی تمام ایجادات و تخلیقات اور تحقیقات و اختراعات آپ ہی کی کسی نہ کسی شانِ محبوبیت پر ناطق و شاہد نظر آتی ہیں۔ کوئی ایجاد آپ کی شانِ رحمت کی وسعت اور ہمہ گیری پر دلالت کر رہی ہے تو کوئی آپ کے خدا و ادنانِ صرف و قدرت پر کوئی تخلیق آپ کی خدا و ادنانِ سماعت پر دلالت کر رہی ہے تو کوئی آپ کے خدا و اد و خدا نما علم و معرفت پر۔

ہر جا بہی جہانِ رنگ و بو      آل کہ از خاش بر دید آرزو  
یا نورِ مصطفیٰ اورا بہا است      یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ است

غرض اہل علم و صاحبانِ عشق نے ہر دور میں اپنے خالق و مالک کی اتباع و سنت کی پیرامین میں بزم کائنات کے صدر نشین آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح و ثناء تعریف و توصیف اور خصائص و امتیازات کے بیان میں متنوع انداز اور منفرد اسلوب پناہ اور اپنے اپنے ذوقِ تحقیق، وسعتِ فہم، بولنی طبع اور بول و قلمونی



ظرف کے مطابق حقیقتِ محمدیہ کے بحرِ ناپیدا کنار میں غوطہ زن ہو کر معرفتِ محمدیہ کے موتی دامنِ تحقیق میں بھرتے رہے لیکن کوئی بھی اوصاف و کمالاتِ مصطفویٰ اور امتیازات و خصائصِ محمدی کے اظہار و بیان کا حق ادا نہ کر سکا۔

پروفیسر ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر کا شمار بھی بلاشبہ ایسی ہی نابغہ روزگار ہستیوں میں ہوتا ہے جنہیں رب الغلیمین نے اپنے محبوب کی شانِ یکتائی کے اظہار و بیان میں اپنی ہم نوائی عطا کرتے ہوئے خصائص و امتیازاتِ مصطفویٰ کے بیان کے لیے منتخب فرمایا۔ پروفیسر موصوف کی زیرِ نظر تصنیف امتیازاتِ مصطفویٰ کے بیان میں کمتخذ و اعتبارات سے ایک منفرد کاوش اور ایمان افروز تصنیف ہے جہاں اس کتاب کا ایک ایک لفظ عشقِ مصطفیٰ کی چاشنی، ادبِ رسالتِ مآب کی شیرینی اور غلامیِ رسول کی حلاوت سے لبریز ہے اور اسے بجا طور پر عشاقِ مصطفیٰ اور اہلِ محبت کے لیے ایک گراں قدر تحفہ قرار دیا جاسکتا ہے وہیں علمی و ادبی اور فنی اعتبار سے بھی اس کی حیثیت آسمانِ علم و ادب کے ایک درخشندہ ستارے کی ہے۔ تصنیفِ ہذا کے انہی خصائص نے اس موضوع پر جانے والی دیگر کتب سے اسے ممتاز و منفرد مقام عطا کر دیا ہے۔ فاضلِ مصنف دنیا نے اسلام کے ایک نامور محقق اور معروف سکالر ہیں۔ آپ عالمِ عرب کی ان چند شخصیات میں سے ہیں جو فنِ حدیث میں سند کا درجہ رکھتی ہیں۔ آپ نے امام شافعیؒ کی علمِ حدیث میں خدمات پر ڈاکٹر ٹیٹ کی ڈگری لی ہے اور عمرِ عزیز کا ایک طویل حصہ مذہبِ شافعی کی ترویج و اشاعت کے لیے وقف کر رکھا۔ چنانچہ آپ کی اس وقت تک کم و بیش چودہ ضخیم کتب صرف امام شافعیؒ اور ان کے افکار و نظریات سے متعلق ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ایک عرصہ سے مدینہ منورہ میں قیام پزیر ہیں۔ دیگر علوم و فنون پر اب تک منظرِ عام پر آنے والی کتب تقریباً بیس ہیں۔



مصنف نے اپنے اختتامی کلمات میں اس کتاب کی جو وجہ تصنیف بیان کی ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ معرفتِ محمدیؐ اور شوقِ رسالتِ مآبؐ کو جزوِ ایمان سمجھتے ہیں اور اسلامی معاشرے کے استحکام اور بقا و ارتقاء کے سلسلہ میں اس کے اہمیت و افادیت اور ناگزیریت پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپؐ فرماتے ہیں: "میں یہ سطر میں تمام مخلوقات کے لیے لکھ رہا ہوں تاکہ وہ حبیبِ محبوب نبیؐ مکرم و شافع و شفیع اور اس بزرگی والے رسولؐ جو تمام جہانوں کے رب کا بھیجا ہوا ہے، کی قدر و منزلت اور آپؐ کے علوم و تربت کی پہچان کر سکیں۔"

آگے چل کر فرماتے ہیں: "تاکہ آپؐ کی اتباع و اقتداء کے لیے بھرپور کوشش کر سکیں آپؐ کو عظیم نمونہ اور روشنی کا مینار بنالیں اور آپؐ کے علاوہ دائیں بائیں کسی اور کی اقتداء نہ کریں۔"

اسی طرح مقدمے میں کتاب کی ضرورت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "تاکہ یہ چیز مسلمانوں کے ایمان کو حضورؐ کے بارے میں پختہ کرے اور غیر مسلموں کو اپنے عقائد پر نظر ثانی کی دعوت دے۔ عام مسلمانوں کو اس سے سکون و اطمینان ملے اور ان کے دل میں حضورؐ کی محبت اور آپؐ کا اشتیاق مزید بڑھے۔"

فاضل مصنف نے اس مقصد کے حصول کے لیے حضورؐ کے سوا ایسے فضائل بیان فرمائے ہیں جو تمام انبیاء و رسل سے آپؐ کو ممتاز کرتے ہیں یعنی یہ امتیازات وہ ہیں جو حسنِ یوسفؑ، ذمِ عیسیٰؑ، یدِ بیضا جیسی خصوصیات کے علاوہ ہیں۔ فاضل مصنف نے سرکارِ دو عالمؐ کا ہر امتیاز اور ہر خاصہ نصِ قرآنی اور حدیثِ صحیح سے ثابت کیا ہے اور اس سلسلے میں اس بات کا خصوصی اہتمام کیا ہے کہ بخاری و مسلم



ہی سے استنباط کیا جائے۔ اس کتاب کی اہمیت و افادیت اور قبولیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی کیا جاسکتا ہے کہ مقوڑے ہی عرصہ میں اس کے سات ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ عالم عرب کے عظیم محقق ڈاکٹر محمد عبدالہ نے مصنف کی اس کاوش کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے

”مصنف نے عہد حاضر کے تقاضے پورے کرنے کے ساتھ ساتھ خاص نبوی پر جو مواد جمع کیا اس کی نظیر نہیں ملتی“

کتاب کی افادیت اور افادیت و اہمیت کے پیش نظر ضرورت اس بات کی تھی کہ اس کا اردو ترجمہ کیا جائے اور عالم عرب میں ہونے والی اس منفرد اور بنیظیر کاوش کا فیض اہل پاکستان تک پہنچایا جائے۔ رب العزت نے اس ضرورت کی تکمیل کے سعادت جس شخصیت کو عطا کی وہ بھی حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق غلامی اور عشق و محبت کا ایک مجسم پیکر ہے۔ محترم مفتی محمد خان قادری مدظلہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ایک عرصہ تک علامۃ الناس کے قلب و باطن میں عشق مصطفیٰ کی شمع فروزاں رکھنے اور امت مسلمہ کو اتحاد یک جہتی کی دعوت دینے والی تحریک۔

”منہاج القرآن“ کے بانی ارکان میں سے ہیں۔ لیکن یہاں اس حقیقت کو بیان کرنے میں بھی کوئی مذاقہ نہیں کہ انہوں نے ۲۱ مئی ۱۹۷۷ء سے قائد تحریک کے ساتھ بنیادی اختلافات کی وجہ سے منہاج القرآن سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ اور اب مرکز تحقیقات اسلامیہ شادمان کے ڈائریکٹر اور حضرت سلطان باہو ٹرسٹ کے زیر اہتمام جامعہ اسلامیہ لاہور (سمن آباد) کے شیخ الجامعہ کی حیثیت سے نوہالان ملت کی تعلیم و تربیت کا فرض سرانجام دے رہے ہیں۔

رب العزت نے قبلہ مفتی صاحب کو اسلام کی سر بلندی، دین و ملت کے لیے جاں سوزی اور ملک و قوم کی فلاح و ترقی کے لیے جو جذبات عطا کر رکھے ہیں وہ



بہت کم علماء میں نظر آتے ہیں۔ وہ دن رات خدمتِ دین و ملت کے جذبے سے سرشار ہو کر تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں لگن ہیں۔ امتیازاتِ مصطفیٰ کی برکت سے رب العزت نے ان کے نوکِ قلم کو وہ جولانی عطا کر دی ہے کہ اب تک ماشاء اللہ درجن سے زائد کتابوں کے مصنف بن چکے ہیں۔ عربی کی شہرہ آفاق کتب کے تراجم کے ضمن میں عالمِ عرب کے نامور محقق اور معروف سکالر ڈاکٹر محمد بن علوی مالکی کی تصنیف "شفاء الفؤاد بزیارة خیر العباد کا اردو ترجمہ "در رسول کی حاضری" کے نام سے منظرِ عام پر آچکا ہے۔ مستقل تصانیف میں سرکارِ دو عالم کے ظاہری حسنِ جمال اور حلیہ مبارک کے بیان پر مشتمل تصنیف "شاہکار ربوبیت" واقعاً علم و ادب کا ایک شاہکار ہے۔ اس موضوع پر اتنی جامع مدلل، پُر تاثیر اور حلاوت آمیز کتاب آج تک اردو زبان میں نہیں چھپی۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کے شہرہ آفاق سلام کی شرح "شرح سلام رضا" نے مفتی صاحب کو اہلسنت کے کروڑوں عوام کے قلب و روح تک رسائی عطا کر دی ہے اور اہل حضرت کے شارح کی حیثیت سے ان کا مقام دنیائے علم و ادب میں مسلم ہو گیا ہے۔ مذکورہ بالا کتب کے علاوہ مفتی صاحب کی بعض فنی تصانیف بھی ہیں جن میں مہناج المنطق، مہناج النحو، معارف الاحکام (اصول فقہ) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ رب العزت قبلہ مفتی صاحب کے علم و عمل اور خدمتِ دین کے جذبے میں ہمیشہ از ہمیشہ اضافہ فرمائے اور وہ اسی طرح متلاشیانِ علم اور اہل محبت کی تشنگی بھجانے کا سامان کرتے رہیں اور امتیازاتِ مصطفیٰ، شاہکار ربوبیت کی طرح دیگر تصانیف کے ذریعے امتِ مسلمہ کے عروجِ مردہ میں عروجِ مصطفویٰ کی روح پھونکتے رہیں۔ رب العزت ان کی مساعی جمیدہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول



عطا فرمائے اور وہ فیوضِ توجہاتِ مصطفویٰ کے بیش از بیش سزاوار ہیں۔ آمین  
بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

احقر العباد  
رانا جاوید القادری  
مرکز تحقیقاتِ اسلامیہ، شادمان، لاہور۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد  
وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً إلى يوم الدين !

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں اور تمام مخلوق پر فضیلتیں عطا کیں اور  
خصائص عطا کئے وہ آپ کے علاوہ کسی اور نبی اور رسول کو عطا نہیں کیے گئے۔ نیز آپ پر  
جو احسانات اور شفقتیں فرمائیں اور جس اعزاز و اکرام سے آپ کو نوازا وہ آپ ہی کا امتیاز ہیں۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جو گواہیاں دیں، آپ کی تعریفیں بیان فرمائیں، آپ کے ہاتھ پر  
جو کرامات اور انعامات ظاہر فرمائے اور وہ شائیں جن کے ساتھ آپ کے خلق اور خلق دونوں کو کمال بخشا  
جن اسمائے مبارکہ سے آپ کو نوازا، غیب کی باتیں جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مطلع کیا اور  
آپ کو دشمنوں سے محفوظ کیا، ان کی اذیتوں پر آپ کی دلجوئی کی اور جو کچھ دنیا میں عطا  
کیا مثلاً آپ کے دین کو منتخب فرمایا اور اسے دوام بخشا اور آپ کو اپنا دین دے کر بھیجا، جو کچھ  
آخرت میں عطا فرمایا مثلاً علم و مرتبت، بلند کی درجات، آپ کا شفیع ہونا، مقام محمود کا حامل ہونا

(نوٹ : یہ مقدمہ مصنف نے کتاب کی طباعتِ اول کے موقع پر لکھا)۔



حوض کوثر کا ساقی ہونا، شاہد ہونا، تمام مخلوق کا وسیلہ ہونا، صاحبِ منبر اور صاحبِ لواء (جھنڈا) ہونا، تمام انبیاء کا آب کے جھنڈے تلے جمع ہونا نیز یہ کہ آپ کا اولین و آخرین کا سردار ہونا، آپ کا سب سے پہلے شفاعت کرنا، آپ کی شفاعت کا سب سے پہلے قبول کیا جانا، آپ کی امت کا تمام انبیاء علیہم السلام کی امتوں سے زیادہ ہونا یا جو کچھ آپ کو آپ کی امت کے حوالے سے عطا کیا گیا، مثلاً (دنیا میں) امت کا نام امتِ مسلمہ رکھنا، اسے بہترین امت بنانا، اس کا حق پر قائم رہنا، مگر ابھی پر جمع نہ ہو سکا، اس سے اُن کلمات کے ساتھ کلام کرنا جن کلمات سے سابقہ انبیاء علیہم السلام سے خطاب کیا اس کے اعمال میں زیادہ ثواب رکھنا، گزشتہ کتابوں میں اس کی مثل اور اوصاف بیان کرنا، اپنے نبی کی شان میں غلو سے محفوظ رکھنا، اللہ کی شان میں طعن سے بچنا، اس سے بوجھ اور مشقت اٹھالینا، اور اس کے لیے دین کو مکمل کرنا جبکہ آخرت میں اس کے حق میں آپ کو راضی کرنا، آپ کو دکھ نہ دینا، اس امت کے بدلے میں دیگر افراد کا فدیہ دینا، تمام امت کا جنت میں جانا، گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں اُن کی امتوں کے خلاف اس کا گواہی دینا جیسا کہ یہ امت خود اپنے آپ پر گواہ ہے، اس کا دنیا میں آخری اور قیامت میں اول ہونا، اس کے ساتھ ایک خاص علامت کا ہونا یعنی یہ اس حال میں لائی جائے گی کہ اس کے افراد کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں نور سے چمکتے ہوں گے، اللہ کا ایک خاص علامت کو اس کے ساتھ مختص کرنا جس سے یہ اپنے رب کو پہچانے گی، اس امت میں جنتیوں کے بوڑھوں کے دوسرے درول کا ہونا، جوانوں کے دوسرے درول کا ہونا اور جنت کی عورتوں کی سردار کا ہونا جبکہ کفار یہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ اس امت میں سے ہوتے....

یہ سب کچھ اور دیگر بے شمار امتیازات و خصائص جو اللہ رب العزت نے اپنی مخلوق میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کسی کو نہ تو مجموعی طور پر دیئے ہیں اور نہ ہی انفرادی طور پر۔ قرآن اور حدیث کا گہرائی سے مطالعہ کرنے والا مذکورہ بیان پر صراحت کے ساتھ بے شمار نصوص پائے گا۔



یہ بات سب کو معلوم ہے کہ جب بھی کوئی انسان اپنے کمال اور حُسن و جمال کے اعتبار سے ایسی صفات اور امتیازات کا حامل ہوتا ہے جو اس کے علاوہ کسی میں نہ پائی جاتی ہوں تو اس کی عظمت میں اضافہ ہوتا ہے، اس کی شان بلند ہوتی ہے اور وہ اعزاز و اکرام نیز عزت و احترام کا مستحق ہو جاتا ہے، تو اس ہستی کی کیا شان ہوگی کہ جس میں ایسی صفات، کمالات اور امتیازات پائے جاتے ہوں جو (اور تو اور) اُن انبیاء و رُسُل میں بھی نہ پائے جائیں جو مخلوق میں بہترین، بنی نوع انسان کے سردار، نیز انسانوں میں کامل ترین اور افضل ترین ہیں۔ یہ بات بلاشبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلیٰ مرتبے اور عظیم درجات پر دلالت کرتی ہے۔

جب خود اُس اللہ نے کہ جو یہ ساری فضیلتیں عطا فرمانے والا ہے ان صفات، کمالات اور شانوں کو دیگر انبیاء علیہم السلام کی بجائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے ساتھ خاص کیا ہے تو یہ بات بلاشبہ اُس کی بارگاہ میں آپ کی فضیلت، علو مرتبت اور بلندی شان پر دلالت کرتی ہے۔

بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء علیہم السلام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے عہد لیا۔ آپ کو اُن سب سے بہتر، اُن کا سردار، اُن کا خطیب، انہیں خوشخبری دینے والا، اُن کا گواہ، اُن کے حق میں اور ان کے اُتیوں کے خلاف گواہی دینے والا بنایا۔

یہ سب کچھ اور اس کے علاوہ بے شمار خصوصیات جس کا کچھ حصہ ہم انشاء اللہ بیان کریں گے، بلاشبہ و شبہ اور قطعی طور پر حضور علیہ السلام کی رفعتِ قدر اور آپ کے اس عظیم درجے کے ساتھ خاص (اُس پر متمکن) ہونے پر دلالت کرتا ہے کہ جس تک کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکا اور نہ ہی کوئی نبی اور رسول۔

انسان سامنے نظر آنے والی چیز کی شان بیان کر سکتا ہے اور کسی کے اوصاف کا بیان نہ کر (قلبا) اس کے قریب ہو سکتا ہے لیکن کوئی فرد بشر، بشمول صحابہ کرام



کے اتنی بزرگی کے حامل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان نہیں کر سکا۔ خواہ وہ خلقی اور خلقی صفات ہوں خواہ کمال صفات، خواہ آپ کے امتیازات اور اخلاق میں آپ کی بلندی اور عظمت ہو، خواہ فی نفسہ آپ کی انفرادیت — اور پھر جب لوگ اعلیٰ صفات سے متصف کسی آدمی کے قریب ہوتے ہیں اور اس سے تعلق قائم کرتے ہیں تو اس ہستی (سے تعلق) کے بارے میں سوچے جو اپنی صفات اور کمالات میں عام مخلوق تو انبیاء علیہم السلام سے بھی ممتاز ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

بہم انشاء اللہ آئندہ صفات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند ایسے امتیازات کا ذکر کریں گے جو آپ کو دیگر انبیاء علیہم السلام سے ممتاز کرتے ہیں۔ تاکہ یہ چیز مسلمانوں کے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان و یقین کو پختہ کرے اور غیر مسلم کو اپنے عقائد پر نظر ثانی کی دعوت دے۔ پس مسلمان کو اطمینان اور سکون ملے، اُس کے ایمان (کے درجات) میں اضافہ ہو، اُس کے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور آپ کا اشتیاق مزید بڑھے اور وہ خود کو آپ کی صفات کے زیور سے آراستہ کرے۔ یعنی آپ کی اتباع میں کمال حاصل کرے، کیونکہ اسے اسی شے کی دعوت دی گئی ہے جبکہ غیر مسلم کو آپ پر ایمان لانے، آپ کے لائے ہوئے قرآن کی تصدیق کرنے اور آپ کے دین والے عقائد رکھنے کے ساتھ ساتھ، جس کا کہ اُن کے انبیاء علیہم السلام کی طرف سے اُن سے عہد لیا گیا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احوال مبارکہ کے مطالعہ کی دعوت دی جاتی ہے۔

پس اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ اور عظمت و بزرگی کی ایک دھندلی سی تصویر کھینچ سکوں تو یہی میرا مقصود ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو میرے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ میں نے اس کی بھرپور کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ لغزشوں اور خطاؤں پر مجھے معاف کرے۔

میں نے اس کتاب میں جو بھی حدیث بیان کی ہے اس پر اعتقاد رکھنے میں قاری کے قلبی سکون اور اطمینان کے لیے اس کا مکمل حوالہ بیان کیا ہے جو حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم یا ان میں سے کسی ایک میں ملی، میں نے اسے کہیں اور تلاش نہیں کیا۔ اور نہ ہی، چند مستثنیات کے علاوہ، ان دو کے علاوہ کسی اور کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ جمیع کتب حدیث میں صحیح ترین یہی دو کتابیں ہیں۔ اور جو حدیث ان میں مذکور ہو وہ صحت کے بلند درجوں کی حامل ہے۔ اور جو حدیث ان میں نہ ملی اسے دیگر کتب سے متقدمین کی تحسین اور تصحیح کی حامل دیکھ کر نقل کر دیا۔ میں نے اس باب میں کوئی ضعیف حدیث بھی نقل نہیں کی کیونکہ میرے پاس الحمد للہ خاصی اور کافی مقدار میں احادیث صحیحہ موجود تھیں۔ نیز یہ کہ میں نے صرف نصوص کا ذکر کیا ہے۔ نہ تو آلامشا، اندہ شہ کی طرف توجہ دی اور نہ ہی اہل علم کے اقوال نقل کیے۔ کیونکہ میرا مقصد صرف وصفت بیان کرنا ہے نہ کہ ان کی تفسیر۔ لہذا صرف استدلال اور اختصار سے کام لیا ہے تاکہ بحث لمبی نہ ہو۔ میں نے اس کتاب کو دو فصلوں میں تقسیم کیا ہے:

فصل اول: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مبارکہ میں پائی جانے والی وہ شانیں جن سے اللہ نے آپؐ کا اکرام فرمایا۔  
اس فصل کے دو حصے ہیں:

- (۱) وہ کمالات جن سے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نوازا۔
  - (۲) وہ کمالات جن سے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نوازا۔
- : نوازشات جن سے اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے حوالے سے آپؐ کو نوازا۔ اس کے بھی دو حصے ہیں:



(۱) وہ کمالات جن کے ذریعے اللہ رب العزت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حوالے سے دنیا میں آپ کا اکرام فرمایا۔

(۲) وہ امتیازات جن کے ذریعے اللہ رب العزت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے حوالے سے آخرت میں آپ کا اکرام فرمایا۔

میں اللہ تعالیٰ سے قول میں سچائی، عمل میں اخلاص اور اس کی اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل محبت مانگتا ہوں اور اس سے وہ چیز طلب کرتا ہوں جس کے ساتھ وہ اپنے صالح بندوں سے راضی ہوتا ہے۔ نیز دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے دین اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کا سچا خادم بنائے۔

یقیناً انسان سے لغزشیں ہوتی ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ ہمیں، ہمارے والدین، ہمارے مشائخ، نیز انہیں بھی کہ جن کا ہم پر حق ہے، معاف فرمائے اور میں رب کریم سے سوال کرتا ہوں کہ اس کتاب کو خالص اور اُس دن نفع دینے والا ذخیرہ بنائے۔ جب نہ تو مال نفع دے گا، نہ ہی اولاد۔ بے شک وہ بہت ہی اچھا مالک اور دوست ہے اور وہ کیا ہی پیارا مددگار ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔  
وصلی اللہ وسلم وبارک علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

النیزۃ المنورہ — ربيع الاول — ۱۴۰۰ھ

البربر الہدیم

خلیل البربر الہدیم

## باب اول

ان خصائص کے بیان میں جن سے  
اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو دنیا میں نوازا۔

[WWW.NAFSEISLAM.COM](http://WWW.NAFSEISLAM.COM)



اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء علیہم السلام سے جن خصوصیات کی وجہ سے امتیاز بخشا ہے وہ انہی سے بھی زائد ہیں۔ اس مختصر سی کتاب میں ان پر تفصیلاً گفتگو نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ آپ کی حیات طیبہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ مقامات اور خصائص کا احاطہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے لئے ممکن نہیں (اور یہ بھی واضح رہے) کہ مخصوص اوصاف کے ساتھ آپ ہی کی ذات انور متصف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اوصاف کاملہ آپ ہی کے ساتھ مختص کر دیئے ہیں اور آپ کو ایسا منفرد بنایا کہ اس کی مثال نہیں۔ عالم دنیا میں ظہور سے پہلے صرف آپ کے اوصاف کا تذکرہ کیا اور وجود مصطفویٰ کی تخلیق کے بعد ان بے مثل اوصاف سے نواز دیا۔

لہذا ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ آپ کے علاوہ یہ اوصاف و خصائص کسی اور نبی میں نہیں پائے جاسکتے۔ یہاں ہم ان مقامات عالیہ میں سے بعض کا تذکرہ کرتے ہیں:

۱۔ اللہ رب العزت کا تمام انبیاء و رسل سے آپ پر ایمان کا عہد

اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام انبیاء اور رسولوں سے یہ عہد لیا کہ اگر ان کی حیاتِ نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تو وہ آپ پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ آپ کی اتباع اور مدد کریں گے۔ جبکہ ان انبیاء سے یہ عہد بھی لیا گیا تھا کہ وہ اپنی اپنی امت سے بھی یہی عہد لیں گے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ  
لَمَا آتَيْتُكُم مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ  
ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ  
لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَ  
لَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ  
وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذُلِّكُمْ إِضْرِي قَالُوا أَفُورِنَا  
قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ  
مِنَ الشَّاهِدِينَ

اور (یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ نے تمام  
پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب تم کو  
کتاب و حکمت سے سرفراز کروں پھر  
تمہارے پاس یہ رسول آئے۔ اس  
کتاب کی تصدیق کرنے والا جو تم کو  
دی گئی ہے تو تم اس رسول پر ضرور  
ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد لازماً  
کرو گے (مزید تاکید) فرمایا کیا تم

سب پیغمبروں نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا (اگر تم خود اس نبی کو  
پاؤ تو اس کی تصدیق کرو ورنہ اپنی امت کو تاکید کر جاؤ کہ بعد میں آنے والے پیغمبروں  
کی تصدیق کریں پیغمبروں کے ميثاق میں ان کی امت بھی شامل ہے سب پیغمبروں  
نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا کہ ہم اپنے عہد پر ثابت قدم رہیں گے اور اپنی  
امتوں کو اس عہد پر قائم رہنے کی تاکید کریں گے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو (اس  
عہد و پیمان کے) تم گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔  
امام طبری، حافظ ابن کثیر اور دیگر جلیل القدر مفسرین نے حضرت علی بن ابی طالب،

حضرت عبداللہ بن عباسؓ، قتادہ، مہدی، حسن اور طاووس سے نقل کیا ہے۔

مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ  
مِن لَّدُنْ نُوْحٍ إِلَّا أَخَذَ مِيثَاقَهُ  
لِيُؤْمِنُنَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيَنْصُرُنَّهُ

اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی اس کا نسا  
میں مبعوث فرمایا اس سے یہ عہد لیا کہ  
اگر آپ کی زندگی میں حضور علیہ السلام  
کی تشریف آوری ہو جائے تو وہ آپ



خروج و ہجرت اور  
 پر ایمان لائے تھے آپؐ مدد کرے گا۔  
 یہی وجہ ہے کہ ہر نبی آپؐ کی تشریف آوری، زمانہ بعثت، آپؐ کے مقام ہجرت  
 اور علامات و اوصاف کا علم رکھتا تھا۔  
 حضور علیہ السلام نے فرمایا:

إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ لَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ  
 وَأَنَا آدَمُ لَمْ يَجِدْ لِي طِينَتًا  
 وَسَأُخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَمْرِي أَنَا  
 دَعْوَةُ إِبْرَاهِيمَ وَبَشَارَةُ عِيسَى  
 وَرُؤْيَا مَتَّى السَّيِّدَاتِ حِينَ  
 وَضَعْتَنِي وَخَرَجَ مِنْهَا نُورٌ  
 سَاطِعٌ أَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُوفُ  
 الشَّامِ  
 میں اللہ کے ہاں اس وقت سے  
 خاتم النبیین ہوں جب آدم علیہ السلام  
 ابھی مٹی کے درمیان تھے تم کو یہ اطلاع  
 دیتا ہوں کہ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام  
 کی دعا، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت  
 اور اپنی والدہ کے اس خواب کی تعبیر  
 جو انہوں نے ولادت کے موقع پر دیکھا  
 تھا۔ آپؐ کی ولادت کے موقع پر اتنا  
 نور چمکا کہ اس سے شام کے محلات روشن  
 ہو گئے۔

مسند احمد ۴ : ۲۱۷

دعائے ابراہیمی سے رہنا و البعث فیہم رسولاً منہم (اے اللہ ہم میں اب  
 اپنا رسول مبعوث فرما) اور بشارت عیسیٰ سے و مبشر اکبر رسول یاتی من بعدی  
 اسمہ احمد (میں تمہیں اپنے بعد آنے والے عظیم رسول کے بارے میں خوشخبری دیتا ہوں  
 جن کا اسم گرامی احمد ہوگا) مراد ہے۔

۲۔ اہل کتاب کو آپؐ کے بارے میں کامل علم تھا

سابقہ جتنی آیتوں پر کتاب نازل ہوئی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علم

کامل رکھتی تھیں حتیٰ کہ انہیں یہ بھی علم تھا کہ آپ کا مقام بعثت، زمانہ بعثت اور مقام ہجرت کونسا ہوگا؟ چونکہ ان کتابوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے اوصاف اور آپ کی امت کے اوصاف کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہوا تھا حتیٰ کہ ان کے پاس آپ کے انکار کی کوئی دلیل و حجت نہ رہی تھی۔

درج ذیل ارشادات باری تعالیٰ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔  
 وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ  
 عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ  
 مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِمْ  
 یہ اہل کتاب آپ کی تشریف آوری سے پہلے کافروں کے خلاف آپ کے مبارک وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فتح کی دعا کرتے تھے۔ پس جب آپ تشریف لائے تو انہوں نے نہ پہچانتے ہوئے آپ کا انکار کر دیا۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ  
 الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا  
 عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ  
 يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ  
 عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُخَبِّرُهُمُ  
 الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ  
 وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ  
 وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نہی اُمی ہے جس کے ذکر مبارک کو وہ اپنے ہاں توریت و انجیل میں لکھا ہوا تھا پاتے وہ ان کو نیک کام کرنے کا حکم دیتے اور بُرے کاموں سے روکتے ہیں اور سب پاک چیزیں ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزیں ان پر حرام کرتے ہیں اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ طوق (یعنی قیود) جو ان پر (ان کی نافرمانیوں کے باعث) لگائے گئے تھے اتار دیتے ہیں۔



تیسرے مقام پر ارشاد فرمایا :

الَّذِينَ اتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ  
يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ  
أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ  
لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے  
یقیناً وہ آپ کو اس طرح پہچانتے ہیں  
جیسے اپنی اولاد کو اور ان میں ایک فرقہ  
جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔ اور وہ

جانتے ہیں

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے کسی نے آپ کے اوصاف کے بارے  
میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کے اوصاف کا تذکرہ قرآن سے پہلے توراۃ میں بھی  
تھا وہاں جن الفاظ سے آپ کو خطاب تھا وہ یہ ہیں :

”آپ میرے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں۔ آپ کا نام میں نے متوکل رکھا  
ہے آپ نہ نفرت دلانے والے ہیں اور نہ سخت ہیں۔ اور نہ ہی بازار میں  
اونچی آواز کرنے والے۔ بُرائی کا بدلہ بُرائی کے ساتھ نہیں دیتے ہاں عفو و  
مغفرت سے کام لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک انہیں موت نہیں عطا  
فرمائے گا جب تک یہ ملت توحید کے پیغام لا الہ الا اللہ سے سرشار نہیں ہو  
جائے گی۔ اندھی آنکھیں، بہرے کان، زنگ آلود دل اس کی نگاہ سے فیض یاب  
ہوں گے البخاری، کتاب البیہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عموریہ کے سب سے بڑے عالم سے اپنے  
پادریوں کی زندگی میں تضاد کا تذکرہ کیا اور کہا میری کسی کامل کے بارے میں رہنمائی کی جائے  
تو اس نے کہا :

”اے بیٹے اللہ کی قسم آج دنیا میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں جس کی صحبت  
میں جانے کا میں کہوں۔ ہاں دینِ ابراہیمی پر مبعوث ہونے والے پیغمبر

کے سایہ فگن ہونے کا وقت قریب ہے۔ عرب کی سرزمین پر ان کا ظہور ہوگا۔ ان کا مقام ہجرت کھجوروں کی جگہ (مدینہ طیبہ) ہے۔ جو کہ مشہور ہے۔ یہ قبول فرمائیں گے، صدقہ نہیں کھائیں گے۔ ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر ختم نبوت ہوگی۔

فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَلْحَقَ      اے سلمان اگر ہو سکے تو ان کی  
بِتِلْكَ الْبِلَادِ فَافْعَلْ      بستی میں جا (تاکہ تو اپنے مقاصد کو  
مسند احمد ۵۰ : ۴۴۱، ۴۴۲      پالے۔

۳۔ حضرت آدم کا جسدِ اطہر تیار ہونے سے پہلے آپ ﷺ کا نبی ہونا

آپ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل نبوت کے درجے پر فائز تھے۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنِي عِنْدَ اللَّهِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ      میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت  
وَأَنَا آدَمُ لَمْ تَجِدْ لِي طِينَتَهُ      سے خاتم النبیین ہوں جب آدم  
مسند احمد ۴ : ۲۱۷      علیہ السلام ابھی مٹی کے درمیان تھے۔

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

هَلْ كُنْتُ نَبِيًّا ؟      آپ کو نبوت کے درجہ پر کب فائز  
کیا گیا ؟

آپ نے ارشاد فرمایا:

وَأَدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ      میں اس وقت نبی تھا جب آدم



علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان

تھے۔

اسے امام احمد، امام حاکم اور دیگر ائمہ نے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا۔  
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام نے آپ کی بارگاہ میں عرض کیا:

یا رسول اللہ متی وجبت اے اللہ کے رسول آپ کو نبوت

کب ملی؟

لک النبوة؟

فرمایا:

و آدم بین الروح والجسد ابھی آدم علیہ السلام روح اور جسد

کے درمیان تھے۔

سنن ترمذی کتاب المناقب

مذکورہ روایت امام ترمذی اور امام حاکم نے روایت کی اور اسے صحیح قرار دیا

ہے۔

حضرت عبد اللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے بھی رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم سے یہی سوال کیا:

آپ کو کب نبی بنایا گیا؟

متی جعلت نبیاً؟

فرمایا جب آدم روح اور جسد کے

قال و آدم بین الروح والجسد

درمیان تھے۔

مسند احمد ۲: ۲۷۹

### ۴۔ پہلا مسلمان ہونا

اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بھی لوگوں پر واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس

پر اس کائنات میں سب سے پہلے ایمان لانے والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اَعْبُدُوا اللَّهَ اَتَّخِذُ وَلِيًّا  
فَلَا يَخْلُقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَهُوَ  
يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ قُلْ اِنِّيْ  
اَمَرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ  
اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ  
تم فرماؤ کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو  
والی بناؤں وہ اللہ جس نے آسمان  
اور زمین پیدا کیے اور وہ کھلاتا ہے  
اور کھانے سے پاک ہے۔ تم فرماؤ مجھے  
حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن  
رکھوں اور ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔

دوسرے مقام پر ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ  
مَخْطِئًا وَمَا لِيْ اَللّٰهُ رَبِّ  
الْعٰلَمِيْنَ  
تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری  
قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب  
اللہ کے لئے ہے جو رب سارے  
جہاں کا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم ہے اور میں سب سے  
پہلے اسلام لانے والا ہوں۔

ایک اور مقام پر فرمایا :

قُلْ اِنِّيْ اُصِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ  
مُخْلِصًا لِّلْدِيْنِ وَاُصِرْتُ  
لَا اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ  
آپ فرما دیجئے کہ مجھے تو حکم ملا ہے کہ  
میں خلوص کے ساتھ اللہ کی عبادت  
کروں محض اس کے لیے اور یہ بھی حکم  
ملا ہے کہ سب سے پہلا مسلمان میں ہوں۔

## ۵۔ آپ کا خاتم النبیین ہونا

اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات اقدس پر سلسلہ نبوت و رسالت اور آپ



کے دین اسلام پر اویانِ سماویہ کو ختم فرما دیا جس طرح آپ کے دین کے بعد کوئی دین نہیں اسی طرح آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے :

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ بَلْ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

سیدنا ابوبرزیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بِنْيَانًا فَاحْسَنَهُ وَاجْمَلَهُ الْأَمْوَاعَ بِنْتَهُ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَا فَجَعَلَ النَّاسَ لِيَطُوفُونَ بِهِ وَيُعْجِبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَذَا وَضَعَتْ هَذِهِ اللَّبْنَةُ قَالَ فَاثُمَّ اللَّبْنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ يَوْمَ

میری اور سابقہ انبیاء علیہم السلام کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے ایک صہبن و جمیل مکان بنایا مگر گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی لوگوں نے جب اس مکان کو ملاحظہ کیا پسند کرتے ہوئے کہا کہ تو نے اس جگہ کو خالی کیوں رکھا ہے (کاش تو اسے بھی پُر کر دیتا تو مکان کے حسن و جمال میں اور اضافہ ہو جاتا) آپ نے فرمایا میں وہ اینٹ ہوں اور میں آخری نبی ہوں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں :

فَاثُمَّ مَوْضِعَ اللَّبْنَةِ جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ يَوْمَ

وہ اینٹ کی جگہ میں ہی ہوں جب میری آمد ہو گئی تو نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان فرمایا :

”ایسا ہولناک منظر ہوگا۔ نفسی نفسی کے عالم میں تمام لوگ انبیاء کے پاس جائیں گے مگر کوئی بھی سفارش کی حامی نہیں بھرے گا اس کے بعد تمام لوگ میرے پاس آکر یوں گویا ہوں گے۔

یا محمد انت رسول اللہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے  
 رختہ الانبیاء وقد رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ نے  
 غفرلک ما تقدم من آپ کو اگلے اور پچھلے تمام گناہوں (اگرچہ  
 ذنب وما تاخر اشفع لنا نہیں) کی معافی کی خوشخبری دی ہے۔  
 الی ربیب الی اس لیے آپ اللہ کے حضور آج ہماری  
 سفارش فرمائیں۔“

## ۶۔ آپ رسول الاسلام ہیں

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے خصوصی فضل و نطف کی وجہ سے اپنے پسندیدہ دین اسلام کا نبی اور رسول بنایا اور یہی وہ دین ہے جس کی دعوت تمام انبیاء دیتے رہے اور تمنا کرتے رہے کہ اسی پر ہمارا دل ہو اور یہ کتنی قابلِ عظمت بات ہے کہ آپ کو اس پسندیدہ دین کے لیے منتخب فرمایا۔ اور آپ کے متبعین کو مسلمان کہا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ اب پسندیدہ دین تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک



اسلام ہی ہے۔

اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کی خواہش کرے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں

نقصان اٹھانے والوں میں رہے گا۔

اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسے جہاد کرنے

کا حق ہے اس نے تم کو پسند فرمایا اور

دین میں تم پر کوئی تنگی (روا) نہ رکھی یہی

تمہارے باپ حضرت ابراہیم کا دین ہے

اللہ رب العزت نے تمہارا نام (بھی) اگلی

کتابوں اور اس (قرآن مجید) میں مسلمان

رکھا ہے تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں

پر گواہی دو پس تم نماز قائم رکھو۔

جو شخص بھی ہدایت کا متلاشی ہے وہ اسلام کی طرف آئے کیونکہ اسلام کی راہ پر چلنا ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور کی رہنمائی میں چلنا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

پس جس کو اللہ ہدایت کرنا چاہتا ہے تو

اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔

(یعنی کشادہ کر دیتا ہے)

وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا  
فَلَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي  
الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ ۝

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ  
هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ  
فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مَثَلَهُ آيَةُ  
ابْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ  
مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ  
شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ  
عَلَى النَّاسِ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۝

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ  
يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۝

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ  
يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۝

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ  
يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۝

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ  
يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۝

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ  
يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۝

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ  
يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۝

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ  
يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۝

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ  
يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۝

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ  
يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۝

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ  
يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۝

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ  
يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۝

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ  
يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۝

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ  
يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۝

ایک اور مقام پر ہے :

أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ  
فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّنْ تَرْتِيبٍ ۖ  
بجلاس کا سینہ اللہ نے اسلام کے  
لیے کشادہ کر دیا ہو وہ تو اپنے رب  
کی طرف سے نور پر ہے ۔

## ۷۔ حضور علیہ السلام کا تعلق انبیاء سے ان کی امتوں سے بڑھ کر ہے

جب یہود و نصاریٰ نے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہم میں سے  
ہیں تو اللہ جل مجدہ نے ان کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ ان کا تعلق تم سے نہیں بلکہ ان  
کے ساتھ میرے محبوب کریم اور آپ کے امتیوں کا تعلق ہے۔ کیونکہ یہ ہی آپ کی سنت  
پر چلنے والے ہیں۔

یہود و نصاریٰ نے دین ابراہیمی کو تبدیل کر دیا اور کفر کی راہ اختیار کی لہذا سیدنا  
ابراہیم علیہ السلام ان میں سے نہیں ہو سکتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا  
مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ  
رَأَىٰ أَوَّلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ  
(سنو) ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی  
وہ تو سیدھی راہ پر چلنے والے مسلمان  
تھے اور وہ ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھے  
بے شک لوگوں میں سے ابراہیم کے ساتھ



لِّلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ  
وَالَّذِينَ آمَنُوا ۚ  
سے خصوصی نسبت کے مستحق، یہ نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور وہ لوگ جو  
آپ پر ایمان لائے ہیں۔

یہ تعلق کا ذکر سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے تھا۔ اب آئیے بنی اسرائیل کے  
جلیل القدر اور مشہور دو پیغمبروں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے ساتھ  
آپ کو جو تعلق ہے اس کا ذکر کرتے ہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
انا اولی الناس بعیسی ابن  
محمّد عیسیٰ علیہ السلام سے دنیا و آخرت  
مریم فی الدنیا والاخرہ کے  
میں سب سے زیادہ قرب حاصل ہے۔  
سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے شہر مدینہ میں قدم رنجہ فرمایا تو آپ نے ملاحظہ فرمایا

فوجد اليهود یصومون یوم  
یوم یوم یوم ماشورہ کے دن فارہ  
عاشورہ رکھتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ السلام نے ان سے اس دن روزہ رکھنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کیا:

هذا الیوم الذی اظهر اللہ  
فیہ موسیٰ وبنی اسرائیل  
علی فرعون فنحن نصوم  
تَعْظِیْمًا لِّہ  
یہ ماشورہ کا دن ہی وہ دن تھا جس  
میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا  
اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ادران  
کی قوم بنی اسرائیل کو حکومت و اقتدار

عطا کیا اس لیے ہم اس دن کی تعظیم کرتے ہوئے روزہ رکھتے ہیں۔

اس پر آقا نے دو جہاں نے فرمایا

فمن ادنیٰ سوسی منکوحہ اے یہود ہمارا تعلق سیدنا موسیٰ

علیہ السلام سے تم سے زیادہ ہے۔

اور یہ کیسے نہ ہو۔ دو دفعہ ساری نے کتابوں میں ترمیم و اضافہ کیا ان کے بارے

میں بے عقیدے گھر سے جن کا نے حکم نہیں دیا اور انہوں نے حضور علیہ السلام

ذکر تھا۔ اس کا نکال کر دیا تو ان امور کے ہوتے ہوئے یہود کا ان دونوں پیغمبروں

کے ساتھ کیسے تعلق ہو سکتا ہے۔

۸۔ آپ مومنوں کی جانور سے بھی زیادہ قریب ہیں اور

آپ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں

اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام سے زیادہ قرب عطا کیا

اسی طرح بلکہ بڑھ کر اس نے آپ کو آپ کی امت کے افراد کے ساتھ قرب عطا فرمایا۔

حق کہ آپ ان کی جانور سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اور آپ کی ازواج مطہرات کو تمام

مومنوں کی مائیں قرار دیا۔ آپ کے وصا کے بعد ان کے ساتھ کسی کا نکاح درست

نہیں۔ وہ دنیا و آخرت میں آپ کی بیویاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ نَفْسِهِ

نبی کریم کی ذات مقدس مومنوں



مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُمْ  
قَرِيبٌ هِيَ  
کی جانوں سے بھی بڑھ کر ان کے  
اور آپ کی ازواج تمام  
مومنوں کی مائیں ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ  
اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ  
مَنْ كَبُرَ بِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكَ  
كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا هِيَ  
اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو  
ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان  
کی بیویوں سے نکاح کر دے شک  
یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:  
انا اولیٰ بالمؤمنین من  
الفسھم ۛ  
میں مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ  
قرب ہوں۔

بخاری شریف کی روایت کے الفاظ ہیں:

ما من مؤمن الا وانا اولیٰ  
بہ فی الدنیا والاخرۃ و  
اقرؤوا ان ستتم النبی اولیٰ  
بالمؤمنین من الفسھم ۛ  
کوئی مومن ایسا نہیں جس کے ساتھ  
میں دنیا و آخرت میں قرب نہیں اس  
پر دلیل کے طور پر، یہ آیت مبارکہ  
شاہد ہے النبی اولیٰ بالمؤمنین  
من الفسھم

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اسی بارے میں سرکارِ دو جہاں کا ارشاد روایت

کرتے ہیں۔

انفالہی بكل مؤمن منت  
نفسہ لہ  
میں ہر مومن کی جان سے بھی زیادہ  
قرب ہوں۔

مومنین کے ساتھ آپ کی اولویت کا معنی یہ ہے کہ آپ ہر معاملہ میں ان کی بھلائی  
دیتے ہیں۔ اور ان پر رحمت و رافت کا سایہ ہیں۔ قرآن کی یہ آیت بھی شاہد ہے۔  
مَتَدُجَاءُ كَعْدِ رَسُولٍ مِّنْ  
مُّكْرٍ عَزِيزٍ عَدِيْبٍ مَا  
عَنْتُمْ حَرْبِيْ عَلَيَكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ  
رَدِّفْ تَرْحِيْمٌ لَّہ  
توہارے پاس تم میں سے ایک برگزیدہ  
رسول آگیا تمہاری تکالیف و پریشانیاں  
اس پر گراں گزرتی ہیں تمہارا وہ نہایت  
خیر خواہ ہے اور مومنین پر اس کی ذات  
نہایت مہربان اور رحیم ہے۔

## ۹۔ مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان آپ ہی

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر جو احسانات فرمائے ہیں ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
تشریف آوری سب سے بڑا اور اعلیٰ احسان ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے علاوہ کسی  
کے لیے احسان کے الفاظ استعمال نہیں فرمائے۔  
ارشاد ہوتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ  
إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ  
أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو آيَاتِهِ  
بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر بڑا  
ہی احسان فرمایا کہ ان میں انہیں میں سے  
ایک رسول بھیجا جو ان کو آیتیں پڑھ پڑھ



وَيَزِيغِيهِمْ وَيُفَكِّكُهُمُ الْكِتَابَ  
وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ  
قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝

کر سنا تا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور  
ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور  
رسول کے آنے سے پہلے تو یہ لوگ کھلی  
گمراہی میں تھے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ  
رُسُلًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ  
آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَلِعَلَّهُمْ  
الْكَتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا  
مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝

وہی (تو) ہے جس نے عرب کے ان پڑھ  
لوگوں میں ان ہی (کی قوم) میں ایک رسول  
بھیجا جو ان (لوگوں کو) اس کی آیتیں پڑھ  
کر سنا تا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور  
ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور  
رسول کے آنے سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔

سورة الحجرات میں آپ کے لائے ہوئے دین اسلام کے بارے میں فرمایا :  
يَسْتَوُونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قَلْ  
لَا تَمْتُوا عَلَى إِسْلَامِكُمْ لِلَّهِ  
يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ  
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

یہ لوگ آپ پر احسان رکھتے ہیں کہ وہ  
مسلمان ہو گئے۔ آپ فرمادیجئے کہ اپنے  
اسلام لانے کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ یہ  
تو اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے  
تم کو ایمان کا راستہ بتا دیا اگر تم سچے ہو۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے  
حجرۃ اوردے باہر تشریف لائے تو صحابہ کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمایا :

آج تمہارا بیٹھنا کس

ما اجلسکم ؟

انہوں نے عرض کیا :

جلسنا نذکر اللہ و نحمدہ

آج ہم بیٹھ کر اس رب کی حمد و ذکر کر

علیٰ ہدانا لدینی و من علینا

رہے ہیں جس نے فقط اپنے فضل و کرم

سے اپنا محبوب کریم ہمیں عطا کیا اور اپنے دین کے ماننے کا شرف بخشا۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا :

ان اللہ عز وجل یباہی بکم

تمہارے اس عمل پر اللہ اپنے فرشتوں

السلامۃ لہ

میں فخر فرما رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس احسان کو صحیح طور پر صحابہ نے پہچانا اور اس کا حق ادا کیا۔

یہاں تک کہ ہر ہر شی کو اللہ اور اس کے رسول کا احسان تصور کرتے تھے یہی وجہ ہے

جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کوئی چیز بطور تالیفِ قلب عنایت فرماتے تو وہ پکار

اٹھتے :

اللہ و رسولنا امن

اللہ اور اس کا رسول احسان فرمانے

والے ہیں۔

## ۱۰۔ آپ مخلوق خدا سے افضل اور اولادِ آدم کے سردار ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بلند و عالی مرتبہ پر

فائز فرمایا ہے۔ اور تمام انسانوں میں منتخب اور اپنا محبوب بنایا۔ آپ تمام مخلوق کے

لے المسلم، کتاب الذکر والدعا

لے البخاری، کتاب المغازی



رسول، انبیاء علیہم السلام کے امام اور ان کے سردار ہیں۔ وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

والله بن الاسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: "یقیناً اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیل میں سے کنانہ اور کنانہ میں سے قریش اور قریش میں سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا ہے مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے :

انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب  
عبد المطلب ان الله خلق  
الخلق فجعلني في خيرهم  
فرقتهم فجعلهم فرقتين  
فجعلني في خيرهم فرقتي  
ثم جعلهم قبائل فجعلني  
في خيرهم قبيلة ثم جعلهم  
بيوتاً فجعلني في خيرهم بيتاً  
وخيرهم نفساً رواه الترمذي  
وحسنه

میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں  
اللہ تعالیٰ نے جب تمام مخلوق کو پیدا فرمایا  
تو اس کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا مجھے ان  
میں سے بہتر گروہ میں رکھا۔ اس کے بعد  
اللہ تعالیٰ نے جب انسانوں کو قبائل میں  
تقسیم فرمایا مجھے بہتر قبیلہ عنایت فرمایا پھر  
انہیں جب خاندانوں میں تقسیم فرمایا تو  
مجھے ان میں بہتر خاندان میں بنایا۔

امام ترمذی نے عباس بن عبد المطلب سے بھی ایک روایت ذکر کی ہے اور اسے بھی حسن قرار دیا ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سید الاولین والآخرین ہونے پر متعدد احادیث شاہد ہیں اس مقام پر فقط متوجہ کرنے کے لئے بعض کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ محبت ثانی میں اس پر تفصیلی گفتگو آئے گی۔

امام ترمذی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور امام اعظمؒ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

اناسید ولد لکدم ولا فخر لہ  
میں اولاد آدم کا سردار بنایا گیا ہے اور  
مجھے اس پر فخر نہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

امی ربما خلقتنی سید ولد  
اے پروردگار تو نے مجھے اولاد آدم  
آدم ولا فخر (رواہ احمد والبیہقی)  
کا سردار بنایا ہے میں اس پر فخر نہیں  
والبزار درجالہ ثقات) لہ

سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :  
انا سید الناس یوم القیامہ میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار  
ہوں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اولاد آدم کے سردار اور مخلوق میں منتخب ہیں اولین و آخرین آپ کی حمد و تعریف کریں گے، قیامت کے دن حضرت آدم اور تمام مخلوق آپ کے مبارک جھنڈے کے نیچے ہوگی۔



## ۱۱۔ آپ کی طاعت و بیعت اللہ ہی کی طاعت و بیعت ہے

اللہ تعالیٰ نے آپ کی طاعت و بیعت کو اپنی طاعت و بیعت قرار دیا ہے۔  
اور جس طرح آپ کی اطاعت بلکہ آپ کی اتباع کو اپنی محبت کا واحد ذریعہ قرار دیا ہے۔  
اس سے پہلے یہ درجہ کسی نبی کو عطا نہیں ہوا۔

ارشاد ہے۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ  
اللَّهِ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ  
عَلَيْهِمْ حَفِظًا ۚ  
جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ  
ہی کا حکم مانا (اس اعلان کے بعد بھی)  
جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو  
ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

دوسرے مقام پر فرمایا :

إِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ إِنَّمَا  
يَبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ  
أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا  
يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ  
بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِمُ اللَّهُ فَيُؤْتِيهِ  
أَجْرًا عَظِيمًا ۚ  
(اے رسول) بے شک جو لوگ آپ سے  
(آپ کے ہاتھ پر) بیعت کرتے ہیں  
فی الحقیقت وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے  
ہیں۔ گویا اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر  
ہے پھر جو کوئی عہد توڑے تو عہد توڑنے  
کا نقصان اسی کو ہوگا۔ اور جو اللہ سے

اپنا اقرار پورا کرے (اور مرتے دم تک اسی پر قائم رہے) تو اللہ ان کو عنقریب بڑا  
اجر دے گا۔

تیسرے مقام پر فرمایا:

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ  
فَإِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ لَا تُحِبُّوا  
الْكُفْرَ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ

و اے محبوب، فرماد دیجئے کہ اللہ اور  
اس کے رسول کا حکم مانو پس اگر وہ  
زمانہ میں تو اللہ کا فرسوں سے ذرا محبت  
نہیں کرتا۔

۱۷

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ  
تَرْحَمُونَ

۱۸

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ  
وَيَعِدْ عِدَّةً فَإِنَّ اللَّهَ يُدْخِلْهُ  
فِي الْأَخْيَارِ الَّذِينَ فِيهَا

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت  
کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی  
کرے گا اور اس کی حد و دوسے تہاؤں  
کرے گا تو اللہ اس کو دوزخ کی آگ  
میں ڈال دے گا وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیتے ہوئے اس کو اپنی محبت کا

سبب قرار دیا اور فرمایا

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ  
فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ  
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ  
رَحِيمٌ

(اے محبوب) فرماد دیجئے اگر اللہ سے  
محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔  
اللہ تم کو محبوب بنائے گا اور تمہارے  
گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ تو بڑا  
بخشنے والا اور مہربان ہے۔



جب یہ آیت نازل ہوئی تو کفار نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ مجھے اسی طرح احنان بنایا جائے جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بنا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے متصلاً دوسری آیت نازل فرمائی۔

قَدْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنَّ  
تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ  
(اے محبوب) فرما دیجئے کہ اللہ اور اس  
کے رسول کا حکم مانو پھر اگر وہ نہ مانیں تو  
اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

## ۱۲۔ آپ پر ایمان اللہ تعالیٰ کی ذات کے ایمان کے ساتھ متصل ہے

آپ کے خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر ایمان کے ساتھ آپ پر ایمان کو متصل و مشروط فرما دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے مگر آپ پر نہیں تو کافر ہوگا۔ اس طرح ایمان کے اتصال کا تذکرہ کسی نبی کے بارے میں نہیں۔

ارشاد فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا  
بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ  
آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا  
مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلِفِينَ فِيهِ  
اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر  
اور اس کے رسول پر  
تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ  
اور جس مال میں تم کو (اللہ نے) نائب  
بنایا ہے اس میں سے خرچ کرو۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا  
 بِاللَّهِ وَرُسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَكُفُّوا  
 فَاْمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُولِهِ النَّبِيِّ  
 الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ  
 كَلِمَاتِهِ  
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ  
 عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ  
 أَلِيمٍ تُوْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرُسُولِهِ  
 بے شک مومن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ  
 اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں  
 پھر (اس میں ذرا) شک نہیں کرتے۔  
 پس اللہ پر اور اس کے رسول نبی اُمّی  
 پر ایمان لاؤ (جو نبیاد ایمان ہیں) جو اللہ  
 پر اور اس کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں۔  
 اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایسی بات  
 بتاؤں جو تم کو آخرت کے دردناک عذاب  
 سے بچالے۔ تم اللہ پر اور اس کے رسول  
 پر ایمان لاؤ۔

### ۱۳۔ آپ رحمت اللعالمین ہیں

اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو اپنی امت کے لیے رؤوف و رحیم بنایا ہے اسی  
 طرح آپ کو تمام مخلوق (خواہ مومن ہو یا کافر) کے لیے سراپا رحمت بنایا۔

ارشاد فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً  
 لِّلْعَالَمِينَ  
 (اے رسول) ہم نے آپ کو تمام جہانوں  
 کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:



یا ایہا الناس انما انا رحمة  
مہداتہ لہ  
اے لوگو میں تمہارے لیے سراپا رحمت  
ہدایت ہوں۔

امت کے لیے رؤف و رحیم ہونے کے بارے میں قرآن مجید میں ہے۔  
لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ  
الْفُسُكُمُ عَزِيزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ  
حَرِصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ  
رُؤُفٌ رَّحِیْمٌ  
بے شک تمہارے پاس تمہیں میں سے  
ایک رسول آئے۔ جو تکلیف تم کو پہنچتی  
ہے (وہ تم سے زیادہ) ان پر گراں  
گزرتی ہے۔ اور تمہارے لیے تو وہ  
رحمت و خیر کی فراوانی کے طالب رہتے ہیں اور مومنوں کے حق میں نہایت شفیق  
اور مہربان ہیں۔

وَمِنْهُمْ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ  
وَلِیَقُولُوْنَ هُوَ اَذْنُ قُلْ اَذْنُ  
خَیْرٌ لِّكُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَیُؤْمِنُ  
لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ  
اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ  
رَسُوْلَ اللّٰهِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ  
اور اس کے باوجود ان میں سے بعض  
نبی کو ایذا دیتے ہیں (بدگوئی کرتے  
ہیں) اور کہتے ہیں کہ وہ ہر کسی بات پر  
کان دھر کر سن لیتا ہے۔ آپ فرمادیجئے  
کہ ہاں، تمہاری بھلائی کے لیے وہ کان  
لگا کر سنتے ہیں۔ وہ اللہ پر ایمان رکھتے  
ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور تم میں ایمان والوں کے لیے سراپا رحمت  
ہیں۔ اور جو لوگ اللہ کے رسول کو لاپرواہی بدگوئی، کج فہمی سے ایذا دیتے ہیں تو ان کے  
لئے دردناک عذاب ہے۔

امت مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے کتنی بڑی رحمت ہے کہ اس امت کے اختتام سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال عطا فرمایا تاکہ آپ امت کے لیے آخرت میں بہتر انتظام فرما سکیں۔

اس بارے میں حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِذَا ارَادَ ۱  
رحمتاً امتاً من عبادہ ۲  
تَبَضُّضٌ بَيْنَهُمَا قَبْلَهُ فَيَجْعَلُهُ ۳  
لَهَا فَرْطاً وَّ سَلْفًا بَيْنَ يَدَيْهَا ۴  
وَ اِذَا ارَادَ هَلَكَةً اَمَةٍ عَذَّبَهَا ۵  
وَّ نَبِيَهَا حَتّٰى يَفْهَمُهَا ۶  
هُوَ يَنْظُرُ فَاَقْرَبَ عَيْنِيْهِ بِهَلَكَتِهَا ۷  
حَتّٰى كَذَبُوْهُ وَّ عَصَوْا اَمْرَهُ ۸  
انہوں نے اس نبی کی تکذیب کی ہوتی ہے اور اس کے حکم کی نافرمانی لہذا اس ہلاکت کے ذریعے اس نبی کی آنکھوں کو اللہ تعالیٰ ٹھنڈک عطا کرتا ہے۔

بلکہ آپ کی تمام حیات مبارکہ کو امت کے لیے سراپا خیر و برکت اور رحمت بنایا۔  
سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا :

حِیَاتِیْ خَیْرٌ لِّکُمْ تَحَدَّثُوْنَ ۱  
و یَحْدِثْ لَکُمْ و وِفَاقِ ۲  
میری ظاہری حیات بھی تمہارے لیے  
بہتر اور میرا وصال بھی تمہارے لیے



خیر لکم تعرض علی اعدا لکم فما  
 رأیت من خیر حمدت اللہ  
 علیہا وما رأیت من شر  
 استغفرت اللہ لکم  
 اور وہ البزار والحارث ورجال البزار  
 رجال صحیحہ  
 بہتر تمہارے اعمال میری بارگاہ میں پیش  
 کئے جاتے ہیں جب میں کسی کا نیک عمل  
 دیکھتا ہوں تو اللہ کی حمد کرتا ہوں اور جب  
 کوئی برائی دیکھتا ہوں تو تمہارے لیے  
 اللہ سے معافی مانگتا ہوں

### ۱۴۔ آپ کا وجود امت کے لیے محافظ ہے

اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود مسعود کو امت کے لیے عذاب و ہلاکت سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ بنایا۔ بخلاف سابقہ امتوں کے وہاں انبیاء کے ہوتے ہوئے ان پر عذاب مستط کر دیا گیا۔

جب کافروں نے کہا کہ اے اللہ اگر یہ نبی اور اس کا دین حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایا اور کوئی عذاب نازل کر تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ  
 فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ  
 وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ  
 اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے  
 جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف  
 فرما ہو اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا  
 نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے مروی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ستارے آسمان کے لئے محافظ ہیں۔ جب بیحدہ رہیں گے تو آسمان کو وہدہ کے مطابق پھیٹ دیا جائے گا۔

اور میں اپنے صحابہ کے لیے محافظ ہوں۔ میرے وصال کے بعد انہیں حسب وعدہ ملے گا اور میرے صحابہ میری امت کے لیے محافظ ہیں۔ جب صحابہ نہ رہیں گے تو امت حسب وعدہ پائے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آپ نے نماز کسوف پڑھتے ہوئے یہ الفاظ کہے :

الم تعدنی ان لا تعذبهم  
وانا فیہم الم تعدنی ان لا  
تعذبهم وہم یستغفرون  
ہوں، کیا تو نے وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ ان کے بخشش مانگتے ہوئے عذاب نہیں دے گا (تو یہ بخشش مانگ رہے ہیں)

## ۱۵۔ آپ کی رسالت تمام مخلوق کے لیے ہے

سابقہ انبیاء علیہم السلام ایک مخصوص قوم یا طبقہ کی طرف مبعوث ہوتے رہے لیکن آپ کی رسالت تمام انسانوں بلکہ تمام جہانوں کے لیے ہے۔  
ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً  
لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا -  
اور اے رسول! ہم نے آپ کو تمام  
لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے والا  
اور اعمال بد سے ڈرانے والا بنا کر

بھیجا ہے۔



دوسرے مقام پر ہے :

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ  
ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے  
لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

بخاری و مسلم میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا  
کہ مجھے ایسی پانچ چیزوں سے نوازا گیا جو سابقہ انبیاء علیہم السلام کو نہیں عطا کی گئیں۔  
بعثت الی الناس عامۃ و احلت  
لی الغنائم و لم یحل لاحد  
قبلی و جعلت لی الارض  
طیبۃ و طهوراً و مسجداً  
فایما رجل ادرکته الصلوۃ  
صلی حیث کان و نصرت  
بالرعب بین یدی سیرۃ شہرا  
واعطیت الشفاعۃ  
مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا  
ہے۔ غنائم میرے لیے حلال کر  
دیئے گئے ہیں حالانکہ پہلے کسی کے لیے  
جائز نہ تھے۔ میرے لیے تمام روٹے  
زمین کو پاکیزہ اور سجدہ گاہ بنا دیا ہے۔  
جہاں نماز کا وقت آجائے وہاں نماز ادا  
کی جاسکتی ہے اور ایک ماہ کی مسافت  
تک میرا رعب قائم کر دیا گیا اور مجھے  
مقام شفاعت کے درجے پر فائز کیا گیا ہے۔

#### ۱۶۔ آپ کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی

آپ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنا مقام و مرتبہ ہے ؛ اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس  
نے آپ کی حفاظت کا اس طرح ذمہ اٹھا رکھا ہے کہ کوئی دشمن آپ کو شہید نہیں کر سکتا۔  
ارشاد باری تعالیٰ ہے :

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ  
إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَوْ تَفَعَّلُ  
فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ  
يُعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۚ

اے رسول جو کچھ آپ پر آپ کے رب  
کی طرف سے اترا ہے (سب کا سب  
لوگوں کو) پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے  
ایسا نہ کیا تو اللہ کا پیغام نہ پہنچایا اور

(جہاں تک خطرے کا تعلق ہے) اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

اس آیت کے نزول سے پہلے بعض صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی خاطر  
پہرہ دیتے تھے۔ لیکن جب اللہ کریم نے اس ذمہ کا اعلان فرمادیا تو وہ پہرہ ختم کر دیا گیا۔  
دوسری جگہ فرمایا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ  
عَنِ الْمُشْرِكِينَ إِنَّا كَفَيْنَاكَ  
الْمُسْتَهْزِئِينَ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ  
مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ

پس آپ (وہ سب) کھول کر سنائی  
جس کا آپ کو حکم ہوا ہے اور مشرکوں  
کی ذرا پروا نہ کریں۔ ہم آپ کی طرف  
سے ان مذاق کرنے والوں کے لیے  
کافی ہیں (اور یہ تمہارے کرنے والے) جو اللہ کے ساتھ اور معبود بھی قرار دیتے ہیں۔ تو  
ان کو عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا۔

ایک اور مقام پر فرمایا

وَأَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا  
۝

اور (ان کی گستاخانہ باتوں اور دل آزاری  
رویت سے آپ ٹھگئیں نہ ہوں اور آپ اپنے

رب کے حکم کا انتہا کریں۔ بہر حال آپ ہماری نظروں میں ہیں۔



## ۱۷۔ آپ کے دین کی حفاظت بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو دین اسلام عطا فرمایا۔ جس طرح اس کی بقا کی ذمہ داری اس نے لی ہے اسی طرح اس کو تغیر و تبدل اور تحریف سے محفوظ رکھنے کا ذمہ بھی لیا ہے۔ سابقہ ادیان میں تحریف کی یہ وجہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فقط اسی ایک دین کی حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے اور دین حق اپنی حقیقی روح کے ساتھ تو تاقیامت باقی اور جاری رہے گا اور یہ معجزہ ہونے کے ساتھ ساتھ خیر الادیان بھی ہے۔

حفاظت کی ذمہ داری کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا:

اَنَا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اَنَا لَهُ  
لِحَافِظُونَ اے  
ہم نے یہ (کتاب) نصیحت آپ پر  
اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان

ہیں۔

تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات وقتی تھے لیکن آپ کا معجزہ قرآن اللہ تعالیٰ کی حفاظت

تاقیامت قائم و دائم ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ارشاد ہے:

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ  
وَأَمْسَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي  
وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ  
دِينًا اے  
آج میں نے تمہارے بے تمہارا دین  
کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری  
کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو  
(بطور) دین پسند کیا۔

## ۱۸۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی تمام زندگی کی قسم کھائی

اللہ تعالیٰ کے ہاں آپؐ کی عزت و عظمت یہاں تک ہے کہ اس نے آپؐ کی پوری زندگی کی قسم کھائی ہے۔ ایسی قسم اللہ جل مجدہ نے کسی نبی کے بارے میں نہیں کھائی۔  
ارشاد فرمایا:

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ  
يَعْمَهُونَ (اے محبوبؐ) آپؐ کی جان کی قسم وہ  
اپنی مستی میں مدہوش ہو رہے ہیں۔

امام بیہقی، امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے سیدنا ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ  
عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے:

ما حلف الله تعالى بحياة  
احد الا بحياة محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم قال  
لعمرك يا  
اس قسم میں جو فضیلت، عظمت اور کینائی ہے وہ ظاہر و باہر ہے۔

## ۱۹۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے شہر کی قسم کھائی

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے شہر کی قسم کھاتے ہوئے اس کو اس بات کے ساتھ مقید فرمایا  
کہ میں اس لیے قسم کھا رہا ہوں کہ تو اس شہر میں آباد ہے۔  
فرمایا:



لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ  
حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ  
مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس  
شہر میں تشریف فرما ہو۔

یہاں لانا فیہ تاکید کے لیے آیا ہے اور اس کا یہ استعمال کلام عرب میں مشہور ہے۔  
اس قسم میں آپ کی قسم کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح ہو گیا ہے کہ کسی بھی مکان کی شرافت اپنی  
نہیں ہوتی۔ بلکہ وہاں آباد رہنے والے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

## ۲۰۔ آپ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی

اللہ تعالیٰ نے آپ کی خاطر متعدد مقامات پر قسم کھائی اور یہ بھی مقام و مرتبہ کی انتہا  
ہے۔ ارشاد فرمایا :

وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ - مَا  
وَدَّعَاكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ - وَ  
لِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ وَ  
لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ -  
قسم ہے دن چڑھے کی یعنی عروج  
سرکارِ دو عالم کی، اور قسم ہے رات کی  
جب چھا جائے یعنی اس حجاب ذات  
کی جو نورِ ظہور پر چھایا ہوا تھا، نہ آپ کے  
رب نے آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے ناراض ہوا اور حقیقت یہ ہے کہ کھلی حالت  
اگلی حالت سے بہتر ہے اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو  
جائیں گے۔

قسم کھا کر ان آیات کے ذریعے آپ کے مقام و مرتبہ کو آشکار کیا ہے اور "مَا  
وَدَّعَاكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ" کے ذریعے اپنے تعلق کو واضح فرمایا "وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ  
مِنَ الْأُولَىٰ" سے آپ کے آخرت کے مقام پر مہر ثبت فرمائی۔ "لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ"

فَرَضْنِي "سے آپ کی رضا جوئی بیان فرمائی۔

ایک اور مقام پر فرمایا :

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ مَا ضَلَّ  
صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ وَمَا  
يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ  
إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ

قسم ہے ستارے (یعنی نور مبین) کی  
جب وہ (معراج سے) اترے۔ قسم اس  
بات پر کہ اسے لوگوں تمہارا رفیق (اللہ کا  
رسول) نہ بہکا اور نہ راہ سے بے راہ ہوا

اور وہ اپنی (یعنی نفس کی) خواہش سے بات ہی نہیں کرتے وہ تو وہی فرماتے ہیں  
جہاں اللہ کی طرف سے، ان پر وحی ہوتی ہے۔

سورہ قلم میں فرمایا :

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ  
مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ  
وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ  
وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۖ

ن۔ قسم ہے قلم کی اور (قسم ہے) ان  
(فرشتوں یا اہل قلم) کے لکھنے کی آپ  
اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں  
اور بے شک آپ کے لیے ایسا اجر ہے

جو کبھی ختم ہونے والا نہیں یقیناً آپ کا خلق عظیم الشان ہے۔

سورہ یس میں فرمایا :

يَسَ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ - إِنَّكَ  
لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَىٰ صِرَاطٍ  
مُسْتَقِيمٍ ۖ

یس (اے سردارِ دو عالم یعنی اے محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم) قسم ہے اس قرآن کی (جو  
حکمت سے پُر ہے) بے شک آپ (اللہ

کے) پیغمبروں میں سے ہیں آپ بلا شک و شبہ سیدِ راستے پر ہیں۔



## ۲۱۔ اللہ تعالیٰ نے نام لے کر خطاب نہیں فرمایا

اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء علیہم السلام کو خطاب فرماتے وقت اُن کے نام لئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی موقع پر نام نہیں لیا بلکہ جب بھی خطاب کیا کہیں نبوت کا وصف بیان کیا اور کہیں رسالت کا۔ ارشاد ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ  
إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ  
(اے رسول) جو کچھ آپ پر آپ کے  
رب کی طرف نازل ہوا ہے سب کسب  
لوگوں کو پہنچا دیجئے۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزَنْكَ الَّذِينَ  
يُكَفِّرُونَ فِي الْكُفْرِ ۖ  
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ  
اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ  
(اے رسول) جو لوگ کفر کی طرف بڑھتے  
ہیں آپ اُن کے لیے آزرہ خاطر نہ ہو یا  
اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے لیے  
اللہ کافی ہے اور جو آپ کی پیروی کرنے  
والے مسلمان ہیں ان کے لیے بھی۔

لیکن انبیاء علیہم السلام سے خطاب نام لے کر فرمایا۔

حضرت نوح علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَ  
بَرَكَاتٍ ۖ  
اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف  
سے سلام اور برکتوں کے ساتھ۔

حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا:

يَا أَدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ  
اے آدم تم اور تمہاری زوجہ جنت میں  
رہا کرو۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے فرمایا :  
يَا مُوسَى إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ  
اْعَالَمِينَ  
اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں سب جہانوں  
کا پالنے والا

حضرت سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کو فرمایا :  
يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ  
الرُّؤْيَا  
اے ابراہیم تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔

## ۷۷۔ آپ کے ذکر مبارک کو تمام انبیاء سے مقدم رکھا

باوجود اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد  
ہوئی مگر آپ کا تذکرہ انبیاء علیہم السلام سے فضیلت کی وجہ سے مقدم رکھا گیا۔ ارشاد فرمایا :

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ  
مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَ مِنْ نُوحٍ  
وَأِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى  
ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ  
مِيثَاقًا غَلِيظًا  
اور (وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے  
تمام پیغمبروں سے مستحکم وعدہ لیا اور  
آپ سے بھی نوح اور ابراہیم اور موسیٰ  
اور عیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے ان سب  
سے سخت عہد لیا کہ وہ اللہ کے احکام کی

بجائ آوری اور اس کی تبلیغ میں ہمیشہ ثابت قدم اور مستعد رہیں گے۔





یا محمد یا ابا القاسم کہہ کے پکارے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی عظمت کے پیش نظر کمرے سے منع کر دیا اور حکم دیا کہ آپ کو یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہہ کر پکارا جائے

حالانکہ سابقہ امتوں کے بارے میں بیان کیا گیا وہ اپنے نبی کو نام لے کر بُلاقی تھیں مثلاً

حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں قرآن میں ہے :

قَالُوا يَا نُوحُ قَدْ جَاءَ لَنَا  
فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا  
اے نوح اب تو ہم نے بہت جھگڑا  
کر لیا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں ہے :

قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ  
اے لوط اگر نہ اس کام سے باز نہ آیا۔

## ۲۴۔ آپ کی آواز سے بلند آواز نہ کرنا

جو تعظیم اور اکرام اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشا ہے اُن میں سے ایک یہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو منع کر دیا ہے کہ وہ اپنی آوازوں کو آپ کی آواز سے بلند نہ کریں اور نہ ہی وہ آپ کو اس طرح مخاطب کریں جس طرح لوگ آپس میں ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے اعمال ضائع ہو جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا  
أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ  
لَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ  
بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ  
اے ایمان والو نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں  
کو نبی (کریم) کی آواز سے اور نہ زور سے  
آپ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح تم  
زور سے ایک دوسرے کے ساتھ باتیں



اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ  
 اِنَّ الَّذِيْنَ يَبْنٰوْۤنَ مِنْ دُوۡنِكَ مِنْ وَّرَآءِ  
 الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ  
 وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوۡا حَتّٰى تَخْرُجَ  
 اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللّٰهُ  
 غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

کرتے ہو (اس بے ادبی سے) کہیں  
 ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور  
 تمہیں خبر تک نہ ہو بے شک جو لوگ  
 پکارتے ہیں آپ کو حجروں کے باہر سے  
 ان میں سے اکثر نا سمجھ ہیں اور اگر صبر کرتے  
 یہاں تک کہ آپ باہر تشریف لاتے ان

کے پاس تو یہ اُن کے لیے بہت بہتر ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔  
 سورہ حجرات کی اس آیت کا صحیح بخاری، کتاب التفسیر میں جو سبب نزول بیان کیا گیا  
 ہے وہ قابل توجہ ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت عمر بن الخطابؓ آپ کی خدمت عالیہ  
 میں اتنی آہستہ گفتگو کرتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بات دہرانے کو کہتے تاکہ اسے سمجھا جا  
 سکے۔

اور اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ثابت بن قیسؓ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا وہ بھی  
 قابل ذکر ہے۔

## ۲۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سے پہلے صدقہ دینا

جو تعظیم و اکرام اور احترام اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشے اُن میں سے ایک یہ ہے  
 کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو حکم دیا کہ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مقدسہ میں حاضری  
 کا ارادہ کریں جیسا کہ وہ اکثر کیا کرتے تھے۔ تو وہ حاضری سے پہلے صدقہ دیں پھر اس حکم کو منسوخ  
 کر دیا گیا اور مؤمنین کو اطاعت کا حکم دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا أَنَا جِئْتُمُ  
الرَّسُولَ فَقَدْ مُوَابِّينَ يَدَيَّ  
نَجْوَاكُمْ صَدَقْتُمْ. ذَلِكَ خَيْرٌ  
لَّكُمْ وَأَظْهَرُ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا  
فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ وَأَسْفَقْتُمْ  
أَنْ تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيَّ نَجْوَاكُمْ  
صَدَقَاتٍ، فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ  
اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ  
وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا اللَّهَ وَ  
رَسُولَهُ، وَاللَّهُ خَبِيرٌ ذَكِيلٌ  
تَعْمَلُونَ لَهُ

اے ایمان والو! جب تمہائی میں بات  
کرنا چاہوں رسول (اکرم) سے تو سرگوشی  
سے پہلے صدقہ دیا کرو۔ یہ بات تمہارے  
لئے بہتر ہے۔ اور اللہ اس کی پاک کرنے  
والی ہے اور اگر تم (اس کی سکت) نہ پاؤ  
تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ کیا  
تم (اس حکم سے) ڈر گئے کہ تمہیں سرگوشی  
ہے پہلے صدقہ دینا چاہیئے پس جب تم  
ایسا نہیں کر سکتے تو اللہ نے تم پر نظر کم فرمائی  
پس (اس بات پر) تم پر صحیح صحیح ادا کیا کرو اور  
زکوٰۃ دیا کرو اور تابعداری کیا کرو اللہ

اور اس کے رسول کی اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کرتے رہتے ہو۔

۳۶۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا نور بنایا

اللہ تعالیٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم چوہا زرشاد ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ  
نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا نور بنایا۔ اس نور سے ہر وہ شخص بدایت پاتا ہے جس کے لیے اللہ  
تعالیٰ نے دونوں جہانوں کی سعادت لکھ دی ہو۔ اور اس نور سے ہر اس شخص کو روشنی حاصل  
نہیں ہوتی جس کی قسمت میں بدبختی، دھتکار اور محرومی لکھ دی گئی ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:



تَدُجَاءُكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَ  
كِتَابٌ مُبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ  
مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ  
وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى  
النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى  
صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ١٤

بے شک تشریف لایا تمہارے پاس اللہ  
کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب  
ظاہر کرنے والی دکھاتا ہے اس کے ذریعہ  
اللہ تعالیٰ انہیں جو پیروی کرتے ہیں۔  
اس کی خوشنودی کی سلامتی کی راہیں اور  
نکالتا ہے انہیں تاریکیوں سے اُجالے

کی طرف اپنی توفیق سے اور دکھاتا ہے انہیں راہِ راست۔

ایک اور مقام پر اللہ جل شانہ نے آپ کو سراجِ منیر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا :  
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا  
وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَذَاعِيًّا إِلَى  
اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا  
وَلَبِشْرَ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ  
مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَثِيرًا ١٥

اے نبی (مکرم) ہم نے بھیجا ہے آپ کو  
(سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر اور خوشخبری  
سنانے والا اور بروقت ڈرانے والا اور  
دعوت دینے والا اللہ کی طرف اس کے اذن  
سے اور آفتابِ روشن کر دینے والا اور  
آپ مژدہ سنادیں مومنوں کو کہ اُن کے لیے اللہ کی جناب سے بڑا ہی فضل ہے۔

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں

داخل ہوئے تو :

اَضَاءَ مِنَ الْمَدِينَةِ كُلِّ شَيْ  
آپ کے نور کی برکت سے مدینہ پاک  
کی ہر شے روشن ہو گئی۔

اور جس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا

اَظْلَمَ مِنَ الْمَدِينَةِ كُلِّ شَيْءٍ (آپ کے بھر و فراق میں) مدینہ طیبہ کی

بہر شے پر تاریکی چھا گئی۔

اس کو امام احمد، امام ترمذی، ابن حبان، حاکم اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور ان تمام محدثین کرام نے اس کو صحیح قرار دیا۔

## ۲۷۔ شریعت کا کچھ حصہ آسمان پر عطا کیا گیا

پہلے انبیاء علیہم السلام پر آسمان سے کتب اور صحیفے نازل ہوئے اور انہیں جو احکام دیئے گئے وہ تمام کے تمام زمین پر دیئے گئے۔ ہاں حضور علیہ السلام کی ذات مقدسہ ایسی ذات ہے جسے بعض احکام آسمان پر عطا ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی نبی ایسا نہیں ہے کہ جس کو آسمان پر بلایا گیا ہو اور وہ پھر زمین کی طرف لوٹ آیا ہو۔

ربا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا جو قرآن کی نص سے ثابت ہے اور متواتر احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ وہ عنقریب زمین پر اتریں گے تو ان کا اترنا نبی شریعت اور نبی کتاب کے ساتھ نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ اسلام ہی کے ماننے والے اور اسی کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ اسلام کے علاوہ کسی دین کو پسند نہیں کریں گے۔ احادیث صحیحہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے اسلام کے علاوہ باقی تمام ادیان کو مٹا دیں گے معراج کی رات آسمان پر فرض کی گئی چیزوں میں سے ایک نماز ہے شروع میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں پھر اللہ تعالیٰ نے اس امت پر رحمت کرتے ہوئے ان میں تخفیف کر کے پانچ نمازیں کر دیں۔ معراج کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ عطا فرمایا گیا ان



میں سے سورۃ البقرہ کی آخری آیات بھی ہیں جیسا کہ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت میں مذکور ہے کہ:

..... فاعطى رسول الله ..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تین

صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثا۔ چیزیں عطا کی گئیں۔ پانچ نمازیں، سورۃ

اعطى الصلوة الخمس، واعطى البقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں اور

خواتیم سورۃ البقرہ، وغفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنت میں سے

لن من لم یشرک باللہ من ہر اس شخص کے کبیرہ گناہوں کو بخش دیا

امۃ شیئ المقدمات، گیا جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک

نہ کیا ہو۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے معراج کی رات نیکیوں پر کئی گنا

اجر و ثواب عطا کرنے کا وعدہ بھی فرمایا:

امام بخاری و مسلم نے حضرت ابن عباسؓ اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت انسؓ

سے روایت کیا ہے کہ

الحسنة بعشر امثالها الى سبع ایک نیکی کا بدلہ دس سے سات سو گنا

مائة ضعف ومن هم بمحنة تک ہو سکتا ہے اور جس شخص نے ایک

نیکی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہ کیا تو

اس کے حق میں ایک نیکی لکھ دی جاتی

ہے اور پھر اگر نیکی کا ارادہ کرنے کے بعد

اُس نے نیکی پر عمل کیا تو اس کے لیے دس

سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھ

فان عملها كتبت عشر الى سبع

مائة ضعف ومن هم بمحنة

فلم يعملها كتبت له حسنة

فان عملها كتبت عشر الى سبع

مائة ضعف، ومن هم بسئنة

فلم يعملها كتبت له حسنة،

فان عملها كتبت عليه سئنة.



دی جاتی ہیں اور جس شخص نے ایک گناہ کا ارادہ کیا پھر اس گناہ پر عمل نہ کیا تو اُس کے حق میں ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر (گناہ کا ارادہ کرنے کے بعد) اس نے گناہ پر عمل کیا تو اُس کے خلاف ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ کلام کرنا، حضرت جبریل علیہ السلام کو اصلی صورت میں دیکھنا اور مشاہدہ ذات الہی، سات آسمانوں سے آگے بڑھ جانا، جنت میں داخل ہونا اور سدرۃ المنتہی وغیرہ کو دیکھنا بھی ثابت ہے۔

## ۲۸۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ کا جواب دینا

جو عظمتیں اور شانیں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھتے ہوئے آپ کو ساحر اور مجنون (متغیر) کہنا شروع کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سے جواب دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء علیہم السلام (مہجوب کوئی جھوٹ باندھتا اور الزام تراشی کرتا تو وہ) اپنا دفاع خود کرتے تھے اور مخالفین کا رد کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا جواب دینا، اللہ عزوجل کے ہاں آپ کے بلند مرتبہ ہونے، آپ کی عزت افزائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی زیادتی پر قطعی دلیل ہے۔ مثلاً قرآن پاک میں حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے حکایت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ  
إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلَالٍ  
مُبِينٍ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ  
بِي رَسُولٌ مِنْكُمْ أَنَا  
فَرِحْتُ بِكُمْ وَأَنَا  
مِنْكُمْ لَكِنِّي رَسُولٌ مِنْ  
رَبِّ الْعَالَمِينَ

ان کی قوم کے سرداروں نے کہا (اے

نوح) ہم دیکھتے ہیں تمہیں کھلی گمراہی میں۔

آپ نے کہا اے میری قوم نہیں ہے مجھ



بِإِضْلَالَةٍ وَلَكِنِّي رَسُولٌ  
مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝

میں ذرا گمراہی بلکہ میں تو رسول ہوں ساک  
جہانوں کے پروردگار کی طرف سے

اسی طرح حضرت ہود علیہ السلام کی طرف سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا :  
قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا

کہنے لگے وہ سردار جو کافر تھے آپ کی قوم

مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي  
سَفَاهَةٍ رَّا لَنُظَنُّكَ مِنَ

سے کہ (اے ہود) ہم تو خیال کرتے ہیں  
کہ تم نرمے نادان ہو اور ہم گمان کرتے ہیں

الكَاذِبِينَ . قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ  
بِي سَفَاهَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ

کہ تم جھوٹوں میں سے ہو۔ ہود نے کہا۔  
اے میری قوم! انہیں مجھ میں ذرا نادانی

مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝  
لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم

بلکہ میں تو رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے  
ٹ باندھا گیا اور کفار نے آپ کو شاعر، ساحر اور

مجنون (استغفر اللہ) کہنا شروع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخالفین کا رد نہیں فرمایا بلکہ  
اللہ تعالیٰ نے آپ کا دفاع کرتے ہوئے جواب دیا۔

رَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ .  
وَلَقَدْ رَاكَ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ .

اور تمہارا یہ ساتھی کوئی مجنون تو نہیں اور  
بلاشبہ اس نے اس قاصد کو دیکھا ہے،

رَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ .  
رَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ .

روشن کنارے پر اور یہ نبی غیب بتانے  
میں ذرا بخیل نہیں۔ اور یہ (قرآن) کسی

فَأَيُّ تَذْهَبُونَ . إِنَّ هُوَ  
إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ۝

شیطان مردود کا قول نہیں پھر تم (منہ  
اٹھائے) کہ ہر چلے جا رہے ہو۔ نہیں ہے

یہ مگر نصیحت سب اہل جہان کے لیے۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا :

فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ  
وَمَا لَا تُبْصِرُونَ - إِنَّهُ لَقَوْلُ  
رَسُولٍ كَرِيمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ  
شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا لَوْ هُمْ مَشُورُونَ -  
وَلَا يَقُولُ كَاهِنٌ قَلِيلًا مَّا  
تَذَكَّرُونَ - تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ  
الْعَالَمِينَ ۝

پس میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کے  
جنہیں تم دیکھتے ہو اور جنہیں نہیں دیکھتے  
بے شک یہ قول ہے عزت والے رسول  
کا اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں (لیکن) تم  
ایسا ایمان لاتے اور نہ ہی کسی کاهن کا  
قول ہے تم لوگ بہت کم توجہ کرتے ہو  
بلکہ یہ نازل شدہ ہے رب العالمین کا۔

ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جادوگر اور مجنون (استغفر اللہ) ہونے کی نفی کرتے ہوئے فرمایا :

فَذَكِّرْ أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ  
بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ۝

پس آپ سمجھاتے رہیے۔ آپ اپنے رب  
کی مہربانی سے نہ کاهن ہیں اور نہ مجنون۔  
اسی طرح ایک اور مقام پر آپ کے شاعر ہونے کی نفی کرتے ہوئے فرمایا :

مَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ  
إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ ۝

اور نہیں سکھایا ہم نے اپنے (رسول) کو  
شعر اور نہ یہ ان کے شایان شان ہے۔

نہیں ہے یہ مگر نصیحت اور قرآن جو بالکل واضح ہے۔

الغرض قرآن پاک میں بے شمار ایسی آیات ہیں، جن میں اللہ جل جلالہ نے آپ کے شاعر،



ساحر اور مجنون وغیرہ ہونے کی نفی فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا ہے۔

## ۲۹۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر ہمیشہ درود پڑھنا

جو انعامات و اکرامات اللہ جل مجدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے تمام فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلسل درود پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ  
عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ  
آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِمْ وَسَلِّمُوا  
تَسْلِيمًا ۝

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے  
درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر ایمان والو!  
تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور در بڑے  
ادب سے، سلام عرض کیا کرو۔

اس آیت مبارکہ میں ”يُصَلُّونَ“ فعل مضارع کا صیغہ ہے جو کسی چیز کے بار بار  
میں اور مسلسل کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔

جب کوئی مومن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود پڑھتا ہے تو اس کے بدلے میں  
اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :  
مَنْ صَلَّى عَلَى وَاحِدَةٍ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا ۝

جس شخص نے ایک بار مجھ پر درود پڑھا  
اللہ تعالیٰ اس پر دس بار صلوٰۃ پڑھتا

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر صلوة پڑھنا اسے تاریکیوں سے نور کی طرف لاتا ہے۔  
جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ  
مَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ  
الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ

لے جائے تمہیں (طرح طرح کے) اندھیروں سے نور کی طرف  
پس کسی مسلمان کا اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا، یہ اُس کے لیے تاریکیوں  
سے روشنی کی طرف لے جانے کا سبب ہوگا۔

### ۳۔ سفر معراج

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جن خصائص سے نوازا اُن میں سے ایک یہ ہے  
کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سفر معراج عطا کیا اور یہ یعنی عظمت ہے جو آپ کے علاوہ کسی اور نبی کو  
عطا نہیں کی گئی۔ مکہ سے بیت المقدس تک اور بیت المقدس سے آسمان اور مکان و لامکان  
کے سفر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن اکرامات سے نوازا اُن میں آپ کا بیت المقدس میں انبیاء  
مسیح السلام کی امامت کرنا، اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھنا۔ اللہ تعالیٰ سے کلام کرنا، اللہ  
عزوجل کو دیکھنا اور قلموں (کہ جن سے نامہ اعمال لکھے جا رہے تھے) کے چلنے کی آواز سنا وغیرہ  
شامل ہے۔

معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو چیزیں عطا کی گئیں اُن میں نماز، سورۃ بقرہ کے  
آخری آیات، نیکیوں کو کئی گنا کرنا اور لاجول ولاقوة الا باللہ کا عرش الہی کے نیچے خزانوں میں سے



ہونا شامل ہے۔ اور یہ کہ معراج کی رات آپؐ نے جبریل علیہ السلام کو اس کی اصل صورت میں دیکھا، تمام انبیاء علیہم السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا اعتراف کیا۔ اور معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو وحی کیا گیا اُسے نہ تو کوئی فرشتہ جانتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی اور رسول اور جو کچھ آپؐ نے دیکھا اس کی نہ تو آپ کے دل نے تکذیب کی اور نہ ہی آپ کی چشمان مقدس دائیں بائیں ہوئیں۔

اس طرح معراج انبی صلی اللہ علیہ وسلم متواتر احادیث سے ثابت ہے اسی طرح مکہ سے بیت المقدس تک کا سفر قرآن پاک سے ثابت ہے۔

اس طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ  
لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ  
إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي  
بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنَ آيَاتِنَا  
إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

(ہر عیب سے) پاک ہے وہ ذات جس  
نے اپنے بندے کو رات کے تھوڑے  
حصے میں پیرکرائی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔  
جس کے گرد و نواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا۔  
تاکہ ہم اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں

دکھائیں۔ بے شک وہی ہے سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا۔

دوسری جگہ معراج انبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ کے ساتھ ارشاد فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنْ الْهَوَىٰ  
إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ  
عَلِمَ شَدِيدُ الْقُوَىٰ  
ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ وَهُوَ بِالْأَفْقِ

اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے  
نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی  
جاتی ہے۔ انہیں سکھایا ہے زبردست  
قوتوں والے نے بڑے دانانے بھر

الاعلى ثمّ دنى فتدنى  
فكان قاب قوسين أو أدنى  
فأدحى الى عبده ما أدحى  
ما كذب الفؤاد ما رأى  
افتخار ونسأ على ما يورى . ولقد  
رأى نزلة أخرى عند  
سدرۃ المنتهى . عندها  
جنة المأوى اذ يغشى السدرة  
ما يغشى . ما زاع البصر وما  
طغى . لقد رأى من آیات  
ربى الكبرى .

اس نے ( بلند یوں ) کا قصد کیا اور وہ  
سب سے اونچے کنارے پر تھا پھر وہ  
قریب ہوا ، اور قریب ہوا ۔ یہاں تک  
کہ صرف دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے  
بھی کم ۔ پس وحی کی اللہ نے محبوب بندے  
کی طرف جو وحی کی ۔ نہ جھٹلایا دل نے جو  
دیکھا ( چشم مصطفیٰ ) نے ۔ کیا تم جھکڑتے  
ہو اُن سے اس پر جو انہوں نے دیکھا ۔  
اور انہوں نے تو اسے دوبارہ بھی دیکھا ۔  
سدرۃ المنتہی کے پاس اس کے پاس ہی  
جنت الماویٰ ہے جب سدرہ پر چھا رہا  
تھا جو چھا رہا تھا ۔ نہ در ماندہ ہوئی چشم ( مصطفیٰ ) اور نہ ( حدادب سے ) اُگے بڑھی ۔

یقیناً انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں ۔

۳۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثل معجزات پانا

کسی بھی نبی کو عطا کئے گئے معجزات میں سے کوئی معجزہ ایسا نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کو اُس جیسا یا اُس سے بڑھ کر معجزہ عطا نہ کیا گیا ہو ۔

حضرت عمر بن سواد کا قول ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا ۔

مَا اعطى الله نبياً ما اعطى  
جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم



محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے وہی اور نبی کو عطا نہیں

فرمایا۔

میں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا کیا گیا تو اس پر امام شافعیؒ نے فرمایا کہ :

أعطى محمد صلى الله عليه وسلم حنين الجذع الذي كان يخطب الى جنبه حتى هوى له المنبر فلما هوى له المنبر، حن الجذع حتى سمع صوته، فهذا أكبر من ذلك . له

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کھجور کے تنے کو اس طرح محبت عطا فرمائی کہ منبر کے تیار ہونے تک جس کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ خطبہ دیا کرتے تھے جب آپ کے لیے منبر تیار کر دیا گیا تو وہ کھجور کا تنہا رو پڑا یہاں تک کہ صحابہ کو اس کی آواز سنائی دی اور یہ معجزہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کے معجزہ (مردوں کو زندہ کرنا) سے بڑا معجزہ ہے۔

پہلے انبیاء علیہم السلام کے معجزات وقتی اور حسی تھے جو آنکھوں سے دیکھنے والے تک محدود تھے۔ اور جب وہ نبی اس قوم سے گئے معجزات بھی چلے گئے۔ اس قسم کے کثیر معجزات اور خوارق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا کیے گئے۔ جیسے شق القمر، سورج کا روکنا، انگلیوں سے پانی جاری کرنا، تھوڑے کھانے کو زیادہ کرنا، (زمین پر ایڑی مار کر) چشمہ جاری کرنا، درخت کا گفتگو کرنا، کھجور کے تنے کا (فراق میں) رونا، جمادات اور حیوانات کا سلام کرنا، مریضوں کو شفا دینا، دُعا کا قبول ہونا اور تھوڑے سے پانی سے پورے لشکر کو سیراب کرنا وغیرہ۔

یہ معجزات سابقہ انبیاء کے معجزات کی طرح وقتی تھے۔ اگرچہ ان

معجزات میں سے بھی بہت سے ایسے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو عطا کیے گئے۔ لیکن ان معجزات کا اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال یا جس نے ان معجزات کو دیکھا اس کے بعد زائل ہو گیا۔ ایک سچا مومن ان معجزات کو اپنے ایمان میں زیادتی کرنے کے لیے تسلیم کرتا ہے۔

وہ معجزہ جو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی عطا کیا گیا، سابقہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو عطا نہیں کیا گیا اور تاقیامت باقی رہے گا، وہ قرآن حکیم ہے کہ اس کی مدد کرنے والا خسارے میں نہیں رہتا، اس کی قدرت فوت نہیں ہوگی اور اس کے فوائد منقطع نہیں ہوں گے۔ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی وجہ سے کسی قسم کی تبدیلی اور تحریف سے محفوظ ہے۔ یہ سینوں اور کتابوں میں محفوظ ہے۔ اس میں دوا اور شفاء ہے۔ نصیحتیں اور احکام ہیں جو ہم سے پہلے گزر گئے اُن کے بارے میں خبریں ہیں اور جو ہم سے بعد میں آئیں گے ان کے احوال ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے جو شخص قرآن پر ایمان لایا اور اس کی اتباع کی وہ ہدایت پا گیا اور جس شخص نے اس کو چھوڑ دیا اور اس سے منہ پھیر لیا وہ گمراہ اور ہلاک ہو گیا اور خسارے میں رہا۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما من انبیاء من	انبیاء علیہم السلام کو بھی نشانیاں
نبی الا اُعطي من الايات ما	عطا کی گئیں لوگوں پر ایمان لائے۔
مثل ما من علیہ البشر	اور جو کچھ مجھے وحی کے ذریعے عطا کیا
وانما كان الذی اوتیت	گیا میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے
وحیا، ایتھی اللہ الی فارجو	کے دن اُس کے ماننے والے اُن
اُن اكون اکثرهم تابعاً یوم	(سب) سے زیادہ ہوں گے۔
القیامۃ	



## ۳۲. آپ کے سبب سے آپ کے قیامت تک کے غلاموں کو بخش دیا گیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کی حیات مبارکہ میں ہی آپ کے قیامت تک کے غلاموں کے گناہوں کو بخش دیا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيُغْفِرَ لَكَ  
اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ  
وَمَا تَأَخَّرَ وَعَلَيْكَ  
وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا  
وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا  
انعام کو آپ پر اور چلائے آپ کو سیدھی راہ پر اور تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی ایسی مدد فرمائے  
جو زبردست ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث، جو کہ شفاعت کے بارے میں ہے،  
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

..... فَيَأْتُونِي فَيَقُولُونَ  
يَا مُحَمَّدُ، أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ  
وَأَخَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَقَدْ  
(جب تمام نبیاء علیہم السلام اپنی امتوں  
کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیج دیں  
گے، تو وہ میرے پاس آئیں گے اور

غفر لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر اشفع لنا الى ربك -  
 کہیں گے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔  
 آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی داگر  
 گناہ ہوتے بھی تو پھر صاف ہے۔ آپ ہمارے لیے اپنے رب کی بارگاہ میں شفاعت  
 کیجئے۔

شفاعت ہی کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے انبیاء علیہم السلام کا یہ ارشاد درج ہے۔

..... ولكن اتقوني محمداً رجب لوگ باقی انبیاء علیہم السلام سے  
 عبداً قد غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخره مایوس ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے  
 پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ تم مجھ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ فقط وہ اللہ کے لیے بندے ہیں کہ انہیں دنیا میں مغفرت  
 و بخشش کی خوشخبری دی گئی۔

۳۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی مقبول دعا کو قیامت تک مؤخر کر لینا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک منفرد شان یہ بھی عطا ہوئی کہ آپ نے اپنی دعا جو کہ  
 اللہ تعالیٰ کی عطا سے مقبول ہوئی کو قیامت تک مؤخر کر لیا۔ جبکہ سابقہ انبیاء علیہم السلام  
 نے اپنی دعاؤں کی مقبولیت میں جلدی چاہی۔ بعض نے اپنی قوم کے حق میں بددعا کی اور کسی  
 نے دنیا میں ہی اپنی دعا مانگ لی۔

۱۔ البخاری : کتاب الانبیاء — مسلم : کتاب الایمان

۲۔ البخاری : کتاب التوحید — مسلم : کتاب الایمان



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے متفق علیہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا :

لکل نبی دعوة مستجابة ، ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے پس ہر نبی  
فتعجل کل نبی دعوتہ و نے اپنی دعا میں جلدی کی لیکن میں  
انی اختبأت دعوتی شفاعتہ نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی  
لامتی يوم القيامة لہ امت کی شفاعت کی صورت میں محفوظ

کر لیا ۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے متفق علیہ حدیث مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا :

لکل نبی دعوة دعاها لامته ہر نبی اپنی امت کے لئے دعا کرتا ہے  
وانی اختبأت دعوتی شفاعتہ اور میں نے اپنی دعا کو قیامت کے  
لامتی يوم القيامة لہ دن اپنی امت کی شفاعت کی صورت  
میں محفوظ کر لیا ہے

اسی طرح حضرت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا :

لکل نبی دعوة لقد دعا بها ہر نبی کے لیے دعا ہوتی ہے اور ہر نبی  
فی امتہ وخبأت دعوتی نے اپنی امت کے لیے دعا کر دی ہے  
شفاعتہ لامتی يوم القيامة مگر میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن  
اپنی امت کی شفاعت کی صورت میں محفوظ کر لیا ہے ۔

## ۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلم عطا فرمایا گیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک منفرد شان یہ بھی ہے کہ آپ کو جوامع الکلم عطا فرمایا گیا کہ آپ چند الفاظ میں بڑی بڑی تفصیل بیان فرما دیتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فَضَّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ نَبِيَّكُمْ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَا مَجَّيْتُ اللَّهُ تَعَالَى

أَعْطَيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصْرَتِي

بِالرَّعْبِ وَأَحَلَّتْ لِي الْغَنَاءُ

وَجَعَلَتْ لِي الْأَرْضَ طَهْرًا

وَمَسْجِدًا وَأَدْرَسَتْ لِي

الْخَلْقَ كَافَّةً وَخَمَّرَتْ لِي الْبَيْنُونَ

مَخْلُوقِي جَانِبَ بَيْتِي أَوْ مَحْضًا أَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ كَوْنَهُمْ كَوْنِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے متفق حدیث مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا

بَعَثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ .....

جب کہ صحیح مسلم میں یہ الفاظ مذکور ہیں۔

وَأَوْتَيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ

امام بخاری نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد جوامع الکلم کا معنی بیان کرتے

ہوئے کہا کہ وہ طویل گفتگو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی کتب میں



موجود تھی۔ آپ اُسے چند الفاظ میں بیان فرما دیتے تھے۔

## ۳۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں

دوسرے انبیاء علیہم السلام سے ممتاز کرنے والی آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائیں نیز یہ کہ دنیا میں ہمیشہ رہتے کا اختیار دیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے ملاقات اور جنت کو اختیار فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بعثت بجوامع الکلم ونصرت	مجھ کو جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا
بالرعب وبینا انا نائم اتيت	گیا اور میری رعب کے ساتھ مدد کی
بمفاتيح خزائن الارض فو	گئی اور مجھے نیند کے دوران زمین کے
بین یدی	خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں پس
میرے دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھ دی گئیں۔	

جب کہ بخاری شریف میں "بین یدی کی جگہ" "فی یدی" (میرے ہاتھوں میں) کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (صحابہ سے) کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے تشریف لے گئے۔ اور تم اُن خزانوں کو حاصل کر رہے ہو۔

حضرت عقیبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نکلے پس آپ نے جنگِ اُحد کے شہداء پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر آپ منبر کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا:

انہ فرط لکم، وانا شہید میں تمہارے لئے آگے جا کر مغفرت گامان  
 علیکم، وانی، واللہ لانتظر کرنے والا ہوں اور میں تمہارے اوپر  
 الی حوضی الآن۔ وانی قد گواہ ہوں اور میں اپنے آپ کو اب اپنے  
 اعطیت مفاہیم خزائن الأرض حوض (کوثر) پر دیکھتا ہوں۔ اور بے  
 شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں۔

### ۳۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمزاد کا مسلمان ہونا

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے ہمزاد کو مسلمان کر دیا ہے۔ پس وہ آپ کو سوائے بھلائی کے اور کوئی حکم نہیں دیتا  
 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 صحابہ سے فرمایا:

ما منکم من احد الا وقد تم میں سے ہر ایک کے ساتھ شیطان  
 وکل بہ قرینہ من الجن بنا دیا گیا ہے صحابہ عرض کیا۔ یا رسول اللہ  
 قال وایاک یا رسول اللہ؟ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کے ساتھ بھی؟  
 قال وایای، الا ان اللہ آپ نے فرمایا۔ ہاں میرا ساتھ بھی مگر یہ کہ  
 اعانتی علیہ، فاسلمہ اللہ نے اس کے خلاف میری مدد کی پس  
 فلا یأمرنی بالخیر ۛ وہ اسلام لے آیا۔ لہذا وہ مجھے سوائے  
 بھلائی کے اور کچھ حکم نہیں دیتا۔



ایک دن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہؓ کے حجرے سے رات کے وقت باہر تشریف لے گئے۔ واپسی پر حضرت عائشہؓ نے اپنی غیرت و رشک کا اظہار کیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا:

أَقْد جَاءَكَ شَيْطَانُكَ؟ قَالَتْ:   
 يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ مَعِيَ شَيْطَانُ؟   
 قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: وَ مَعِ   
 كُلِّ إِنْسَانٍ؟ قَالَ: نَعَمْ -   
 قُلْتُ: وَ مَعَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟   
 قَالَ: نَعَمْ وَلَكِنْ رَبِّي أَعَانَنِي   
 عَلَيْهِ حَتَّى أُسَلِّمَ لَهُ   
 کیا تیرے پاس تیرا ہمزاد آیا تھا؟ میں نے   
 عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میرے   
 ساتھ ہمزاد ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا:   
 ہاں۔ میں نے عرض کیا: کیا ہر انسان کے   
 ساتھ ہمزاد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں   
 میں نے عرض کیا: کیا آپؐ کے ساتھ   
 بھی ہمزاد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں   
 لیکن میرے رب نے اُس کے خلاف میری مدد کی یہاں تک کہ وہ اسلام لے آیا۔

### ۷۳۔ ایک ماہ کی مسافت سے آپؐ کا رعب طاری ہو جانا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص اور اکرامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یہ خصوصیت عطا فرمائی تھی کہ ایک ماہ کی مسافت سے لوگوں پر آپؐ کا رعب طاری ہو جاتا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:   
 أُعْطِيتْ خَمْسًا لَمْ يُعْطِ أَحَدٌ   
 قَبْلِي   
 مجھ کو پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو   
 مجھ سے پہلے کسی شخص کو عطا نہیں کی گئیں

امام بخاری نے اُحد کے بعد "من الانبیاء" کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ (یعنی مجھ سے پہلے انبیاء میں سے کسی کو یہ چیزیں عطا نہیں کی گئیں)

..... ونصرت بالرعب ..... اور میری ایک ماہ کی مسافت

بین یدی میسرة شھر سے طاری ہو جانے والے رعب سے

لے مدد کی گئی ہے۔

حضرت ابو عمر ریحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فضلت علی الانبیاء بستة و مجھے انبیاء علیہم السلام پر چھ چیزوں کے

نصرت بالرعب ..... ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔

اور رعب کے ساتھ کی گئی ہے۔

### ۳۸۔ اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں کا حضور کے حق میں گواہی دینا

اللہ رب العزت اور اُس کے فرشتوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو کتاب اتاری ہے وہ حق ہے اور یہ کہ آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے مزید یہ کہ آپ کا دین تمام ادیان پر غالب آئے گا کیونکہ آپ کو دین حق کے ساتھ بھیجا گیا، یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور عظمت و سرمدی کی انتہا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَکِنَ اللّٰهُ یَشْهَدُ بِمَا اَنْزَلَ

اِلَیْکَ اَنْزَلَهُ بِعِلْمِہٖ و

اَلْمَلَائِکَۃُ یَشْهَدُوْنَ و

لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے۔ اس

کتاب کے ذریعہ جو اُس نے آپ کو

طرف اتاری کہ اس نے اسے اتارا ہے



اپنے علم سے اور فرشتے بھی گواہی دیتے  
ہیں اور اللہ تعالیٰ بطور گواہ کافی ہے

كُفِيَ بِاللّٰهِ شَهِيدًا ۝

دوسری جگہ فرمایا :

وَاَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَّ  
كُفِيَ بِاللّٰهِ شَهِيدًا ۝  
اور ہم نے آپ کو سب لوگوں کی طرف  
رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ  
کی رسالت کا گواہ کافی ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ جل شانہ نے فرمایا :

هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ  
بِالْحُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ  
عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ ۝ وَكُفِيَ بِاللّٰهِ  
شَهِيدًا ۝  
وہ (اللہ) ہی ہے جس نے اپنے رسول  
کو کتاب (ہدایت اور دین حق) دے کر  
بھیجا ہے۔ تاکہ اُسے تمام ادیان پر غالب  
کر دے اور (رسولِ کریم کی صداقت پر)  
اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔

### ۳۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت المقدس میں تمام انبیاء کی امامت کروانا

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت المقدس میں معراج انبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رات  
تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت کرنا آپ کی حکیم و فضیلت اور عظمت و سر بلندی پر دلالت  
کرتا ہے۔ کیونکہ امامت وہی کروانا ہے جو کہ سب سے زیادہ بہتر، افضل، زیادہ علم  
والا اور کامل ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار قریش کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اور اس کا ایک حصہ یہ ہے — بیت المقدس میں میں نے انبیاء علیہم السلام کی جماعت کو دیکھا).....

فحانت الصلوة فأمتهم فلما  
فرغت من الصلوة قال قائل  
يا محمد هذا مالك صاحب  
النار فسلم عليه - فالتفت  
إليه، فبدأني بالسلام له  
— پس نماز کا وقت ہو گیا تو میں نے  
ان کی امامت کی۔ جب میں نماز سے  
فارغ ہوا تو کہنے والے نے کہا 'اے  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ دوزخ کا فرشتہ  
مالک ہے آپ اسے سلام کیجئے پس  
میں اُس کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اُس نے  
مجھے سلام کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا  
میرے پاس ایک چوپائے کو لایا گیا جو کہ گدھے سے بڑا اور چمچے چھوٹا تھا).....  
ثم دخلت بيت المقدس  
فجمع لي الانبياء عليهم السلام  
فقدمني جبرئيل حتى أمتهم  
میرے (استقبال) لیے تمام انبیاء علیہم  
السلام کو جمع کر دیا گیا تھا۔ جبرئیل نے  
مجھے آگے بڑھایا۔ پھر میں نے اُن کے  
امامت کی۔

۴۰۔ بنی نوع انسان کے تمام زمانوں سے حضور کے زمانہ کا بہتر ہونا

اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جس زمانے میں مبعوث فرمایا



بنی نوع انسان کے تمام زمانوں سے بہتر بنایا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اپنی امت کے زمانوں سے بہتر ہے۔ اور وہ زمانہ جو آپ کے زمانہ سے متصل ہے وہ اپنے سے بعد والے زمانوں سے بہتر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بعثت من خیر قرون بنی  
آدم قرنا فقرنا حتی کنت من  
القرن الذی کنت منه له

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

خیر قرون الناس قرنی، ثم  
الذین یلونہم ثم  
تمام لوگوں کے زمانوں سے بہتر میرا زمانہ  
ہے پھر ان لوگوں کا (زمانہ بہتر ہے) جو  
اس (زمانہ) سے متصل ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا (

ایم الناس خیر؟ قال: القرن  
الذی أنا فیہ، ثم الشانی، ثم  
الثالث

کہ کون سے لوگ بہتر ہیں؟ آپ نے  
فرمایا اس زمانہ کے لوگ (بہتر ہیں) جس  
زمانہ میں میں (ظاہری حیات میں) موجود  
ہوں پھر اس زمانہ کے لوگ (بہتر ہیں) جو اس (زمانہ) کے بعد ہے۔ پھر اس زمانہ

کے لوگ (بہتر ہیں) جو اس (دوسرے زمانہ) کے بعد ہے۔

۴۱۔ آپ کے گھر اور منبر کے درمیان حصہ کا

جنت کے باغوں میں سے ہونا

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خصائص عطا فرمائے اُن میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ نے مسجد نبوی کے بعض حصے کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنایا ہے۔ یہ زمین کا وہ حصہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر اور آپ کے منبر (جس پر بیٹھ کر آپ خطاب کیا کرتے تھے) کے درمیان واقع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ منبر (قیامت کے دن) حوض کوثر پر ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن زید المازنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما بین بیتی و منبری میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان

روضة من ریاض الجنة جو (زمین کا حصہ) ہے یہ جنت کے

باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما بین بیتی و منبری میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان

روضة من ریاض الجنة جو (زمین کا حصہ) ہے یہ جنت

و منبری علی حوضی کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

اور میرا منبر (قیامت کے دن) حوض کوثر ہوگا۔



حضرت علی ابن ابی طالب اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ  
رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

ما بین بیتی و منبری میرے گھر اور منبر کے درمیان  
روضۃ من ریاض الجنۃ ہے جو (زمین کا حصہ) ہے یہ جنت کے  
باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

## ۴۲۔ شق القمر کا معجزہ عطا کیا جانا

آپ کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شق القمر  
کا معجزہ عطا کیا۔ جب قریش مکہ نے آپ سے آپ کی نبوت و رسالت پر دلالت کرنے  
والی نشانی دکھانے کا مطالبہ کیا تو اس وقت آپ نے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا اور قریش مکہ  
سے فرمایا کہ میری نبوت و رسالت پر دلالت کرنے والی نشانی پر گواہ ہو جاؤ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالْقَمَرُ وَإِنْ تَدْعُوا آيَةً يَعْصِبُوا  
وَلَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ وَكَذَّبُوا  
وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أُمَّرٍ  
مُّسْتَقَرٌّ ۝

قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہو گیا اور  
اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے  
ہیں اور کہنے لگتے ہیں یہ بڑا زبردست جادو  
ہے اور انہوں نے (رسول خدا کو) جھٹلایا  
اور اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں

اور ہر کام کا ایک انجام ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

مطالبہ کیا کہ وہ انہیں (اپنی نبوت و رسالت پر ولایت کرنے والی) نشانی دکھائیں:  
 فَأَرَاهُمُ الشَّقَاقَ الْقَمَرَ  
 پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں  
 شق القمر کا معجزہ دکھایا۔

بخاری کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شَقَّتَيْنِ حَتَّى  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چاند  
 رَاَوْ أَحْوَاءَ بَيْنَهُمَا ۚ  
 دو حصوں میں بٹا ہوا دکھایا۔ اس طرح  
 کہ انہوں نے جبل حراء (جبل نور) کو دونوں حصوں کے درمیان دیکھا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
 جب چاند دو ٹکڑوں میں بٹا، ہم منیٰ  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَمَنْى إِذَا  
 میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت  
 الْفَلَاقَ الْقَمَرَ فَلَقَّتَيْنِ، فَكَانَتْ  
 میں تھے۔ اس طرح کہ (چاند کا) ایک  
 فَلَقَهُ وَرَاءَ الْجَبَلِ وَفَلَقَهُ  
 ٹکڑا پہاڑ (جبل نور) کے پیچھے تھا اور  
 دُونَهُ، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ  
 ایک ٹکڑا پہاڑ (جبل نور) کے آگے  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُوا  
 تھا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 ۛ  
 ہم سے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے متفق علیہ حدیث مروی ہے کہ:

إِنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ عَلَى زَوَانِ رَسُولِ  
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات

ۛ البخاری: کتاب المناقب: باب سؤال المشركين أن يرجموا النبي صلى الله عليه وسلم آية فاراهم الشقاق القمر

المسلم: کتاب صفات المناقب: باب انشقاق القمر

ۛ البخاری: کتاب مناقب الأنصار: باب انشقاق القمر ۛ البخاری



اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا۔  
 جبکہ صحیح مسلم اور ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :  
 انقلب القمر على عهد رسول  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال  
 چاند پھٹ گیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 وستم نے فرمایا (چاند کے پھٹ جانے  
 پر) گواہ ہو جاؤ۔  
 اشهدوا ۛ

حضرت جبرین مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ  
 انشق القمر على عهد النبي  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیثیت  
 صلی اللہ علیہ وسلم حتی  
 کے زمانہ میں چاند دو حصوں میں بٹ  
 صار فرقتین : على هذا  
 گیا۔ چاند کا ایک حصہ اس پہاڑ پر تھا  
 الجبل وعلى هذا الجبل ،  
 اور دوسرا حصہ دوسرے پہاڑ پر تھا  
 فقالوا : سحرنا محمد  
 اس پر قریش مکہ نے کہا ہم پر محمد صلی اللہ  
 فقال بعضهم : لئن كان  
 علیہ وسلم نے جادو کر دیا ہے (نعوذ  
 سحرنا ما نستطيع أن نسحرنا  
 باللہ من ذلك) اس پر بعض قریش  
 الناس كلهم ۛ  
 مکہ نے کہا کہ کوئی تمام لوگوں پر جادو  
 کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

رزین نے ان الفاظ کا اضافہ ہے :

فَكَانُوا يَتْلُونَ الرُّكْبَانَ  
فَيُخْبِرُونَهُمْ أَنَّهُمْ قَدْ دَلُّوا  
فَيَكْذِبُوهُمْ ۚ  
سوار قریش مکہ سے ملتے تھے تو انہیں  
بتاتے تھے کہ انہوں نے بھی چاند کو  
دو ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے اس پر قریش  
مکہ انہیں جھٹلاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث جسے امام ابو داؤد الطیالسی نے روایت  
کیا ہے۔ اُس میں بھی اس قسم کے الفاظ ہیں۔

### ۳۔ جُزْءُ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاِیْتِ مُبَارَکِ کَے پیچھے بھی دیکھنا

آقائے نامدار صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا دوسرے انبیاء سے ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ آپ  
اپنی پشت مبارک کے پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح کہ اپنے سامنے دیکھتے تھے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

هَلْ تَرَوْنَ قِبَلْتِي هَاهُنَا ؟  
کیا تم گمان کرتے ہو کہ میرا قبلہ یہاں ہے؟

فَوَاللَّهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ  
اللہ رب العزت کی قسم! تمہارا نماز میں

خُشُوعٌ دِلْکُوْعُکُمْ اِنِّی لَادْأَکُوْ مِنْ  
خُشُوعٌ وَخُضُوعٌ اور رکوع کرنا مجھ

سے مخفی نہیں ہے۔ بے شک میں اپنی  
دِءِ ظَهْرِي ۚ

پشت کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ  
علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں نماز پڑھائی۔ نماز پڑھنے کے بعد آپ نے چہرہ انور پھیر کر فرمایا:



یا فلاں ألا تحسن صلاتک؟ اے فلاں تو اپنی نماز کو حسین کیوں  
 ألا ينظر المصلی اذا صلی کیف نہیں بناتا؟ نمازی جب نماز پڑھ رہا ہو  
 یصلی؟ فانما یصلی لنفسه تو کیا وہ نہیں دیکھتا کہ وہ کیسے نماز پڑھ  
 انی واللہ لأبصر من ورائی کما رہا ہے؟ بے شک نمازی اپنے لیے نماز  
 أبصر من بین یدئ لہ پڑھتا ہے۔ اللہ رب العزت کی قسم۔!  
 بے شک میں اپنی پشت کے پیچھے بھی اُسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح کہ اپنے اُگے  
 دیکھتا ہوں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی متفق علیہ حدیث ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے اور نماز کے بارے میں  
 فرمایا:

انی لأراکم من ورائی کما أراکم جس طرح میں تمہیں دیکھ رہا ہوں بے  
 شک اسی طرح میں اپنی پشت کے پیچھے  
 بھی تمہیں دیکھتا ہوں۔

نسائی شریف کی روایت ہے۔  
 فوالذی نفسی بیدہ انی اُس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری  
 لأراکم من خلفی کما أراکم جان ہے بے شک میں تمہیں اپنے پیچھے  
 من بین یدئ۔ سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح  
 کہ میں تمہیں اپنے اُگے دیکھتا ہوں۔

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں:

قال العلماء : معناه أن الله تعالى خلق له صلى الله عليه وسلم ادراكا في قفاه يبصر به من ورأى وقد انخرفت العادة له صلى الله عليه وسلم باكثر من هذا وليس يمنع من هذا عقل ولا شرع بل ورد الشرع بظاهرة فوجب القول به

علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہ خصوصیت رکھی ہے کہ آپ اپنی پشتِ مبارک کے پیچھے سے بھی دیکھتے تھے۔ یہ فوق العادت واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سے زیادہ بار صادر ہوئے اور یہ بات عقل اور شرع کے مانع نہیں ہے۔ بلکہ یہ بات نصوص سے ثابت ہے پس اس پر ایمان لانا واجب ہے۔

قاضي عياض کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کا قول ہے کہ هذه الروية روية بالعين حقيقة

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دیکھنا حقیقی آنکھ کے ساتھ دیکھنا تھا۔

## ۴۴۔ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا حق ہونا

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ جس شخص نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو اس کا خواب میں آپ کی زیارت کرنا حق ہے کیونکہ شیطان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شکل مبارک میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ بلکہ جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں



زیارت کی تو وہ عنقریب حالت بیداری میں بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہو گا۔ یہ  
سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ والی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من رآنی فی المنام فقد رآنی

فان الشیطان لا یمثل لی

جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا تو

بے شک اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ

شیطان میرے مشابہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی متفق علیہ حدیث ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

من رآنی فقد رآنی الحق

جس شخص نے مجھ کو دیکھا۔ اُس نے حق

دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من رآنی فی المنام فقد رآنی

فان الشیطان لا یمثل لی ورویا

المؤمن جزء من ستہ و

أربعین جزءاً من النبوة

جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا تو

اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان

میرے مشابہ نہیں ہو سکتا اور مؤمن

کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں

سے ایک جزء ہے۔

۱۷ البخاری : کتاب التبعہ

۱۷ البخاری : کتاب العلم

المسلم : کتاب الرؤیا

۱۸ البخاری : کتاب التبعہ

بخاری شریف میں ہی حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم سے یہ فرماتے سنا گیا۔

من رأی فقد رأی الحق فان الشیطان لا یتکون فی  
جس شخص نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔ بے شک شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من سآنی فی النوم فقد سآنی، انہ لا ینبغی للشیطان أن یمثل فی صورتی  
جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی متفق علیہ حدیث ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظة، ولا یمثل الشیطان بی۔  
جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا وہ عنقریب حالت بیداری میں مجھے دیکھے گا اور شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

## ۴۵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انبیاء کا ان کی امتوں سمیت پیش کیا جانا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک منفرد شان یہ بھی ہے کہ آپ کے سامنے انبیاء علیہم السلام

۱۔ البخاری : کتاب التبعیر

۲۔ المسلم : کتاب الرؤیا

۱۔ البخاری : کتاب التبعیر

۲۔ المسلم : کتاب الرؤیا



کو ان کی امتوں سمیت پیش کیا جانا۔ ہر نبی اپنی امت کے ساتھ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جو کہ تعداد میں سب امتوں سے زیادہ تھی آپ کے ساتھ تھی۔ بعض انبیاء علیہم السلام ایسے تھے کہ ان کی امت بہت تھوڑی تھی اور بعض انبیاء کے ساتھ ایک امتی بھی نہیں تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

عرضت علی الامم ، فأخذ  
النبي يرمعه الامم ،  
والنبي يرمعه النفس والنبي  
يرمعه العشرة ، والنبي  
يرمعه الخمسة ، والنبي  
يرمعه .....  
میرے سامنے (انبیاء علیہم السلام کی)  
امتوں کو پیش کیا گیا۔ ہر نبی اپنی امت  
کے ساتھ گزرتا شروع ہوا۔ کوئی نبی  
گزرا کہ اس کے ساتھ (آیتوں کا) ایک  
گروہ تھا اور کوئی نبی اس حال میں گزرا  
کہ اس کے ساتھ دس (امتی) تھے۔ او

کوئی نبی گزرا کہ اس کے ساتھ پانچ امتی تھے۔ اور کوئی نبی اس حال میں گزرا کہ اس  
کے ساتھ کوئی بھی امتی نہیں تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :  
عرض علی الانبياء ، فاذا  
بموسى ضرب من الرجال  
كانها من رجال شنوءة  
میرے سامنے انبیاء کو پیش کیا گیا۔ ان  
میں حضرت موسیٰ علیہ السلام قبیلہ  
شنوءة کے آدمیوں کی طرح تھے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ خوب باتیں ہوئیں پھر ہم گھروں کو لوٹ آئے۔ صبح جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

عرضت علی الانبیاء اللیلۃ  
بأتباعها من أمتها ، فجعل  
النبي یجئ ومعه الشلاته  
من قومه ، والنبي ومعه  
الحصاة والنبي ومعه  
النفر ، والنبي لیس معه احد  
من قومه ....

رات میرے سامنے انبیاء (علیہم السلام)  
پیش کیے گئے۔ ان کے امتیوں میں سے  
تبعین ان کے ساتھ تھے۔ پس ہر نبی  
نے آنا شروع کیا اس حال میں کہ کسی نبی  
کے ساتھ اس کی قوم میں سے تین آدمی  
تھے، کسی نبی کے ساتھ (افراد کی) ایک  
جماعت تھی، کسی نبی کے ساتھ ایک گروہ

تھا اور کسی نبی کے ساتھ اُس کی قوم میں سے ایک فرد بھی نہیں تھا۔

## ۴۶ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت کا ہونا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک منفرد شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت بنائی۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء مہرِ نبوت کے حامل ہیں۔ اس کا اظہار آپ کی مناداتِ باسعادت کے بعد قبیلہ بنو سعد میں رضاعت کے دوران ہوا۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے : میری خالہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں لے گئی اور عرض کیا کہ

یا رسول اللہ ان اختی  
وجع فمیح رأسی ، ودعالی بالبرکۃ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میرے بھانجے  
کو سر درو ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم



ثم توضأ فشربت من وضوئه      نے میرے سر پر اپنا دستِ اقدس پھیرا  
 ثم قمت خلف ظهره فنظرت      اور میرے لیے برکت کی دعا کی۔ پھر آپ  
 الى خاتمه بين كتفيه مثل      نے وضو کیا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 زوالحجته      کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو پی لیا۔ پھر  
 میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشتِ مبارک کے پیچھے کھڑا ہوا تو میں نے آپ کے کندھوں کے  
 درمیان آپ کی مہرِ نبوت کو دیکھا جو کہ کبوتری کے انڈے کے برابر تھی۔  
 حضرت عبد اللہ بن مسرج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی زیارت کی اور آپ کے ساتھ کھانا اور گوشت کھایا  
 ثم درت خلفه فنظرت الى      پھر میں گھوم کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 خاتم النبوة بين كتفيه      پیچھے گیا تو میں نے آپ کے کندھوں کے  
 عندنا هض كنفه اليسرى      درمیان مہرِ نبوت کو دیکھا۔ جو کہ آپ کے  
 جمعا، عليه خيلان كأمثال      بائیں کندھے کے ابھار کے نزدیک تھی۔  
 الثآليل      حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ  
 رأيت خاتماً في ظهر رسول      میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت  
 الله صلى الله عليه وسلم      مبارک میں مہر کو دیکھا جو کہ کبوتر کے انڈے  
 كأنه بيضة حمام      کی مانند تھی۔  
 آپ ہی سے مروی دوسری روایت میں ہے:

۱۰۱ المسلم : كتاب الفضائل

۱۰۲ المسلم : كتاب الفضائل

۱۰۱ البخاری : كتاب المناقب

المسلم : كتاب الفضائل

ورایت الخاتمہ عند کشفہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے  
 مثل بیضۃ الحمامۃ یشبہ کے پاس مہر کو دیکھا جو کہ کبوتری کے  
 جسدہ لے اندھے کی مانند تھی۔ اور (وہ مہر) آپؐ  
 کے جسم کے مشابہ تھی۔

## ۷۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب پر مطلع کیا جانا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایک خصوصیت یہ عطا فرمائی ہے کہ آپؐ  
 کو ان امور کے بارے میں خبر دی کہ آپؐ سے پہلے کسی اور نبی کو ان امور کے بارے میں  
 خبر نہیں دی تھی جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو آئندہ واقع ہونے والے بہت سے  
 امور کے بارے میں اطلاع دی بلکہ آپؐ کو علوم ماکان و مایکون عطا فرمائے۔ یہاں تک  
 کہ اہل جنت کے جنت میں داخل ہونے اور اہل دوزخ کے دوزخ میں داخل ہونے کے  
 وقت تک کی ہر شے کا علم دیا۔

جن غیبی اشیاء کے بارے میں آپؐ کو مطلع کیا گیا ان کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔  
 ہم چند احادیث کے ذریعے اس کی طرف محض اشارہ کریں گے۔  
 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کی کہ  
 جس ثناء کا وہ اہل ہے۔ پھر آپؐ نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ میں تم کو دجال  
 سے ڈراتا ہوں۔ کوئی بھی ایسا نبی نہیں ہے جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو۔  
 حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا۔ لیکن میں تم کو دجال کے



بارے میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو کہ کسی بھی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔  
جان لو! کہ دجال کا نام ہوگا اور اللہ تبارک و تعالیٰ (نعوذ باللہ) کا نام نہیں ہے (یاد رہے  
کہ دجال اپنے خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا)۔ ۱۷

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

ہر نبی نے اپنی امت کو کانے، جھوٹے (دجال سے ڈرایا ہے جان لو کہ وہ کانا  
ہے۔ جبکہ تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ (نعوذ باللہ) اور اس کی دونوں آنکھوں کے  
درمیان "ک ف م" لکھا ہوا ہوگا۔ ۱۸

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

قام فينا النبي صلى الله عليه وسلم مقاماً فأخبرنا  
عن بدء الخلق حتى دخل أهل الجنة منازلهم وأهل النار  
منازلهم، وحفظ ذلك من حفظ ونسبه من نسبه۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ ایک ایسی نشست فرمائی جس میں آپؐ  
نے ہمیں ابتدائے خلق سے لے کر اہل جنت کے جنت میں داخل ہونے اور اہل  
دوزخ کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی خبریں دیں۔ اور یاد کرنے والوں نے ۱۹  
یاد کر لیا اور بھولنے والے بھول گئے۔ ۲۰

حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

۱۷ صحیح البخاری : کتاب الجہاد ، صحیح مسلم : کتاب الفتن

۱۸ صحیح البخاری : کتاب الفتن ، صحیح مسلم : کتاب الفتن

۱۹ صحیح البخاری : کتاب بدء الخلق

مسلمہ کو ایک خصوصیت بھی عطا فرمائی ہے کہ قیامت کے دن جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے امت مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کے اکرامات کو دیکھیں گے تو وہ متنا کریں گے کہ کاش وہ بھی امت مسلمہ میں سے ہوتے تاکہ وہ بھی اسے فضل و کرم اور احسان کو پا لیتے جو مسلمانوں پر ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

الْأَلِف - بَلِّغْ آيَاتِ الْكِتَابِ	الف - لام - را - یہ آیات ہیں کتاب
وَقُرْآنِ كُبَيْبٍ - رُبَّمَا يَوَدُّ	الہی کی - اور روشن قرآن کی - کفار
الَّذِينَ كَفَرُوا وَلَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ	(عذاب میں گرفتار ہونے کے بعد)
لے	بہت آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

## ۹۷۔ امت مسلمہ کا سب سے آخری اور سب سے پہلے ہونا

اللہ نے امت مسلمہ کو ایک یہ نشانی بھی عطا فرمائی ہے کہ وجود میں امت مسلمہ تمام امتوں کے آخر میں ہے لیکن یہی امت مرنے کے بعد زندہ کیے جانے حساب ہونے اور جنت میں داخل ہونے میں دوسری امتوں سے پہلے ہوگی۔ حضرت سیدنا ابومریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رحمت و جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ :

نحن الآخرون السابقون	ہم دنیا میں سب سے آخری اور
يوم القيامة ، بيد أنهم	قیامت کے دن سب سے پہلے ہیں



قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاماً ما تزل شیئاً یكون  
فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ ، الا حدث بہ ، حفظہ من  
حفظہ ونسیہ من نسیہ ، قد علمہ أصحابی ہولاء ، ولانہ  
لیکون منہ الشیئ قد نسیہ ، فأراہ فأذکرہ کما یذکر الرجل  
وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا راآ عوفہ ۔

ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپؐ  
نے قیامت کے قائم ہونے تک کی تمام اشیاء کی خبر دی۔ اسے یاد کرنے والوں نے  
یاد کر لیا۔ اور اسے بھولنے والے بھول گئے۔ صحابہ ان اشیاء کو جان گئے۔ اور ان اشیاء  
میں اگر کوئی شے میں بھول جاتا، تو اُس کو دیکھنے کے بعد اسے یاد کر لیتا۔ جس طرح کہ  
ایک شخص کسی دوسرے شخص جب وہ اُس سے غائب ہوتا ہے، یاد کرتا ہے۔ پھر  
جب اُس کو دیکھتا ہے تو اُسے جان لیتا ہے۔ لے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر، وصعد المنبر،  
وخطبنا حتی حضرت الظهر، فنزل فصلی، ثم صعد  
المنبر، فخطبنا حتی حضرت العصر، ثم نزل فصلی، ثم  
صعد المنبر، فخطبنا حتی غربت الشمس، فأخبرنا بما  
کان وبما ہو کائن ، فأعلمنا أحفظنا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔ اور منبر پر جلوہ افروز ہو گئے اور ہمیں

خطاب فرمانا شروع کیا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ پس آپ نیچے تشریف لائے اور نماز (ظہر) پڑھی۔ پھر آپ منبر پر طوہ افروز ہو گئے اور ہمیں خطاب فرمانا شروع کیا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ آپ پھر (منبر سے) نیچے تشریف لائے اور نماز پڑھی۔ آپ پھر منبر پر طوہ افروز ہو گئے اور ہمیں خطاب فرمانا شروع کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (فجر سے غروب شمس تک) ماکان و مایکون کی خبر دی۔ پس ہم نے خوب جان لیا اور اچھی طرح یاد کر لیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :

أخبرتني رسول الله صلى الله عليه وسلم بما هو كائن الى ان تقوم الساعة ، فما منه شيء الا قد سألته ، الا اني لم اسأله : ما مخرج اهل المدينة من المدينة .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے، کی خبر دی پس کوئی چیز ایسی نہ بچی جس کے بارے میں میں نے سوال نہ کیا ہو۔ مگر میں نے ایک سوال نہ کیا کہ مدینہ سے اہل مدینہ کو کون نکالے گا؟

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خصائص عطا فرمائے وہ اس تعداد سے کہیں زیادہ ہیں جو کہ میں نے بحث کے شروع میں ذکر کیے۔ بہر حال جو کچھ مذکور ہوا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ کے نزدیک جو عظمت، سر بلندی اور مقام و مرتبہ ہے اُس پر دلالت کرنے کے لیے کافی ہے۔ جو شخص مزید مطالعہ کرنا چاہے، چاہیے کہ وہ کتب خصائص کی طرف رجوع کرے۔





## باب ثانی

ان خصائص کے بیان میں جن سے  
اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو آخرت میں نوازا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM





اس دوسری بحث میں ان اکرامات کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرت میں عطا کیے۔

وہ انعامات و اکرامات جو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرت میں عطا کیے دیگر کسی نبی کو عطا نہیں ہوئے وہ بھی بے شمار ہیں۔ ہم چند خصائص کی طرف اشارہ کریں گے جو اس سے زائد چاہے اُسے کتب خصائص کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

### ۴۸۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گواہ ہونا

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سابقہ انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں پر گواہ بنایا اور آپ کی امت کو بھی سابقہ انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں پر گواہ بنایا ہے۔ آپ کو اپنی امت پر گواہ بنایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے : اے نبی (مکرم)، ہم نے آپ کو گواہ

خوشخبری سنانے والا اور بروقت

دراستہ والا، اور اللہ کی طرف اس کے

اذن سے بلانے والا اور روشن کردینے

والا آفتاب بنا کر بھیجا۔



دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ  
بشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ  
شَهِيدًا ۚ

اور (اُن نافرمانوں کا) کیا حال ہوگا  
جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لے آئیں  
گے۔ اور (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم)  
اُن سب پر آپ کو گواہ (بنالائیں گے)۔

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا  
عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ  
شَهِيدًا عَلَى هَؤُلَاءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ  
الْكِتَابَ بَيِّنَاتٍ لِكُلِّ شَيْءٍ ۚ

اور وہ دن (بڑا ہولناک ہوگا) جب  
ہم ہر امت سے انہیں میں سے اُن  
پر ایک گواہ اٹھائیں گے اور آپ کو اُن  
سب پر بطور گواہ لائیں گے۔ اور ہم نے

آپ پر یہ ایسی کتاب اتاری ہے جس میں ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے۔

جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی امت پر گواہ ہونے اور آپ کی امت کا  
سابقہ انبیاء علیہم السلام کی امتوں پر گواہ ہونے کا تعلق ہے اس کے بارے میں اللہ تبارک و  
تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا  
لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ  
وَيَكُونِ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ  
شَهِيدًا ۚ

اور اسی طرح (اے میرے محبوب کے  
غلامو!) ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا  
تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو۔ اور (ہمارا پیارا)  
رسول تم پر گواہ ہو۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے :

هُوَ سَمُّكُمُ الْمُسْلِمِينَ  
مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ  
الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ  
وَتَكُونُوا شَمَدًا عَلَى  
النَّاسِ ۚ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن آپؐ نے سہرا احمد پر نماز جنازہ پڑھی۔ نماز جنازہ پڑھنے کے بعد آپؐ منبر مبارک پر جلوہ افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا :

إِنِّي فَرَطُكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ  
عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ  
إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي قَدْ  
أَعْطَيْتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ  
الْأَرْضِ ۚ

میں تمہارے لیے آخرت میں منتظم ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور اللہ کی قسم بے شک میں اب اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سابقہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں ان کی امتوں کے خلاف گواہی دے گی۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے لئے گواہی دیں گے۔

۴۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا عطا کیا جانا

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو کثیر شفاعات عطا کی گئیں۔ بعض نے تیرہ تک



تک بیان کی ہیں بعض شفاعات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ بھی (خواہ وہ آپ کی امت میں سے ہوں یا سابقہ انبیاء علیہم السلام میں سے) شریک ہیں۔

متعدّد شفاعات ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ ہی خاص کیا ہے۔ خواہ وہ حساب قیامت کے شروع ہونے سے پہلے ہوں یا بعد میں۔ اسی طرح وہ شفاعت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ ہی خاص ہے جو کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَعْطِيتَ خَمْسًا لَمْ يُعْطَ لِحَدٍّ مِنْهُمْ  
مَنْ الْأَنْبِيَاءُ قَبْلِي .....  
وَأَعْطِيتَ الشَّفَاعَةَ .....  
مَجِّهِ پانچ ایسی اشیاء عطا کی گئیں جو کہ  
مجھ سے پہلے انبیاء میں سے کسی کو عطا  
نہیں کی گئیں ..... اور مجھے شفاعت  
عطا کی گئی۔

ہم نے اپنی دوسری کتاب میں اُن تمام شفاعات کو ذکر کیا ہے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء کے مابین انفرادیت حاصل ہے خواہ یہ شفاعت اُس شخص کو دوزخ سے نکلانے کے لیے ہو جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو، اُن گناہگاروں کی بخشش کے لیے ہو جن سے صغیرہ یا کبیرہ گناہ سرزد ہوئے ہیں، اُس شفاعت کے لیے ہو جس کو رد نہیں کیا جائے گا، قیامت کے خوف سے مخلوق کو امن دینے کے لیے ہو یا گناہگاروں کے جنت میں داخل ہونے کے لیے ہو۔

## ۵۔ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلے اُٹھایا جانا

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہلے

شخص ہوں گے جنکو سب سے پہلے اٹھایا جائیگا جبکہ باقی لوگ ابھی اپنی قبروں میں ہوں گے۔  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أنا سيد ولد آدم يوم القيامة      قیامت کے دن میں بنی آدم کا سردار  
 واول من ينشق عنه القبر      ہوں گا۔ اور میں پہلا شخص ہوں گا جو  
 واول شافع واول مشفع له      قبر سے نمودار ہوگا۔ اور میں سب سے  
 پہلے شفاعت قبول کیا جانے والا ہوں گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أنا سيد ولد آدم يوم القيامة،      میں بنی آدم کا قیامت کے دن سردار  
 وبيدي لواء الحمد ولا فخر      ہوں گا اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا  
 وها من نبى يؤمئذ: آدم      ہوگا اور اس پر مجھے فخر نہیں ہے۔  
 فمن سواها، الا تحت لوائي      اور حضرت آدمؑ سمیت تمام انبیاء  
 وانا اول من تنشق عنه      میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔  
 الارض ولا فخر      اور میں پہلا شخص ہوں گا جو زمین سے نمودار ہوں گا اور اس پر مجھے فخر نہیں ہے۔



## ۵۱۔ آپ کا نبیؐ علیہم السلام کا امام اور خطیب ہونا

قیامت کے دن آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء علیہم السلام کے امام، خطیب، بشارت دینے والے اور ان کے حق میں شفاعت کرنے والے ہوں گے اس پر آپ کو فخر نہیں ہے۔ اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور قدر و منزلت کی انتہا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا  
بُعِثُوا، وَأَنَا خَاطِبُهُمْ إِذَا  
وَفَدُوا، وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا  
أَلِيسُوا، لَوَاءِ الْحَمْدِ لِيَوْمِئِذٍ  
بِئْسَ دِي، وَأَنَا أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ  
عَلَى رَجُلٍ وَابِلٍ فَخْرٍ لَمْ  
يَسْ دُنْ حَمْدُكَ جَنْدًا حَيْرَ مَا تَهْمِي هُوَ كَا۔ اور میں اپنے رب کے پاس بنی آدم  
میں سب سے زیادہ مکرم ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ  
قِيَامَتِ كَ دُنْ مِي أَنْبِيَاءُ كَا إِمَامُ،

امام النبیین و خطیبہم  
خطیب اور ان کے حق میں شفاعت  
و صاحب شفاعتہم غیر  
کرنے والا ہوں گا۔ اس پر مجھے فخر نہیں  
فخر ہے

## ۵۲۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا آپ کے جھنڈے کے نیچے ہونا

قیامت کے دن تمام لوگ جن میں انبیاء علیہم السلام بھی شامل ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ یہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور قدرو منزلت کی انتہا ہے۔

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا :

أنا سيد الناس يوم القيامة	قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار
ولا فخر، ما من أحد الا هو	ہوں گا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔
تحت لوائى يوم القيامة	قیامت کے دن ہر کوئی میرے جھنڈے
ينتظر الفرج، وإن معى	کے نیچے کشادگی کا منتظر ہوگا۔ میرے
لواء الحمد، انا امشى و	ساتھ حمد کا جھنڈا ہوگا۔ میں چلوں گا اور
يمشى الناس معى، حتى	لوگ میرے ساتھ چلیں گے یہاں تک
آتى باب الجنة فاستفتح؛	کہ جنت کا دروازہ آجائے گا۔ پس میں
فيقال: من هذا؛ فأقول:	(اُسے) کھولنے کے لیے کہوں گا۔
محمد، فيقال: مرحباً	پوچھا جائے گا۔ کون ہے؟ میں



بمحمّد، فاذا رأيت ربّي      جوابِ دُعا گا۔ (محمّد صلی اللہ علیہ وسلم)  
 ضررت له ساجداً أنظر      اسپر کہا جائے گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 الیہ۔      کو خوش آمدید۔ پس اچانک اسی  
 لمحہ مجھے ربّ کریم کا دیدار ہو گا تو اس کی طرف دیکھتے ہوئے میں سجدے میں گر  
 جاؤں گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث جو ابھی (پچاسویں خصوصیت میں)  
 گزری، میں یہ الفاظ بھی ہیں:

آدم فمن سواک إلا تحت      آدم سمیت تمام انبیاء علیہم السلام میرے  
 لوائی .....      جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد  
 ہے ہر نبی کو ایک دعا کا حق ملا جس کو اس نے دنیا میں ہی پورا کر لیا۔ میں نے اپنی امت کے  
 لیے شفاعت کی دعا کو محفوظ کر لیا ہے۔ قیامت کے دن میں بنی آدم کا سردار ہوں گا اور  
 مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ میں پہلا شخص ہوں گا جو زمین سے نمودار ہو گا (اٹھایا جائے گا)  
 اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔

دبیدی لواء الحمد ولا فخر      اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہو گا اور  
 آدم فمن دونه تحت      مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ آدم اور  
 لوائی ولا فخر .....      اور ان کے بعد جتنے انبیاء (علیہم السلام)  
 آئے، میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَضَّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بَسْتُ  
لَمْ يُعْطِ هُنَّ أَحَدٌ كَانَ قَبْلِي:  
غَفَرْتُ مَا تَقْدَمُ مِنْ ذَنْبِي وَ  
مَا تَأْخِرُ، وَأَحَلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ  
وَلَمْ تَحُلْ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي وَ  
جَعَلْتُ أُمَّتِي خَيْرَ الْأُمَمِ، وَ  
جَعَلْتُ لِي الْأَرْضَ مَسْجِدًا وَ  
طَهْرًا وَأَعْطَيْتُ الْكُوفَرِ وَ  
نَصَرْتُ بِالرَّعْبِ وَالذَّمِّ  
نَفْسِي بَيِّدَةً إِنْ صَاحِبَكُمْ  
لصاحب لواء الحمد يوم القيامة  
تَحْتَهُ أَدْمُ فَمِنْ دُونِهِ لَمْ  
كُنْتُ وَأَرْسُ ذَاتِ كَيْسَمِ جَسَدِي  
تَهْدِي بِي مِيرِي جَانِي هِيَ - قِيَامَتِ كَيْسَمِ  
تَهْدِي بِي مِيرِي جَانِي هِيَ - قِيَامَتِ كَيْسَمِ  
أَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ هُيْ -

تمام انبیاء پر مجھے جھ ایسی اشیاء کے  
ساتھ فضیلت بخشی گئی ہے جو مجھ سے  
پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ کہ  
میرے غلاموں (جو پہلے گزر گئے اور  
جو بعد میں آئیں گے) کے گناہوں کو  
بخش دیا گیا اور میرے لیے مال غنیمت  
کو حلال کیا گیا جبکہ مجھ سے پہلے کسی نبی  
کے لیے مال غنیمت حلال نہیں تھا۔  
اور میری امت کو تمام اشیاء سے بہتر  
بنایا گیا اور میرے لیے تمام زمین کو مسجد  
اور پاک بنایا گیا۔ اور مجھ کو (حوض) کوثر  
عطا کیا گیا۔ اور میری رعب کے ساتھ مدد  
کی گئی اور اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ قیامت کے دن  
تمہارا سردار حمد کے جھنڈے والا ہوگا۔ اور اُس جھنڈے کے نیچے آدم سمیت تمام  
انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔

۵۳۔ آپ کا پل صراط پر سے سب سے پہلے گزرنا

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ پوری مخلوق میں



سے سب سے پہلے ہوں گے جو پل صراط پر سے اپنی امت کو لے کر گزریں گے۔  
حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ

و یضرب الصراط بین  
ظہری جہنم، فأکون أنا  
و امتی اول من یجیز...  
اور پل صراط کو جہنم کے درمیان قائم  
کیا جائے گا۔ پس میں اور میری امت  
مخلوق میں سے (سب سے پہلے ہوں  
گے جو کہ پل صراط پر سے گزریں گے۔۔۔

بخاری شریف میں یہ الفاظ منقول ہیں۔

فأکون اول من یجیز من  
الرسول بامته...  
انبیاء میں سے سب سے پہلا شخص ہوں  
گا جو کہ اپنی امت کے ساتھ پل صراط پر  
سے گزرے گا۔

## ۵۴۔ آپ کا سب سے پہلے جنت کے دروازے کو کھٹکھٹانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے شخص ہوں گے جو جنت کے دروازے کو  
کھٹکھٹائیں گے تو جنت کا دروازہ آپ کے لیے کھول دیا جائے گا۔ آپ سے پہلے  
کسی کے لیے نہیں کھولا جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أنا اکثر الانبیاء تبعاً یوم  
القیامة، و أنا اول من  
قیامت کے دن تمام انبیاء علیہم السلام  
سے زیادہ میرے امتی ہوں گے اور

۱۔ البخاری : کتاب الاذان

المسلم : کتاب الایمان

یقرع باب الجنة ۱۰ میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو جنت کے دروازے کو کھٹکھٹائے گا۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 آتی باب الجنة یوم القیامة، قیامت کے دن میں جنت کے دروازے  
 فاستفتح، فیقول الخاذن: پر اوّل گا۔ اور دروازہ کھولنے کیلئے  
 مَنْ أَنْتَ؟ فَأَقُولُ: مُحَمَّدٌ کہوں گا۔ اس پر دربان کہے گا۔ آپ  
 فیقول: بَلَّأُمْرَتُ، لَا أَفْتَحُ کون ہیں؟ میں کہوں گا۔ محمد صلی اللہ  
 لاحد قبل ۱۱ علیہ وسلم۔ اس پر وہ عرض کرے گا۔  
 آپ کے لیے ہی (دروازہ کھولنے کا) مجھے حکم دیا گیا ہے اور یہ کہ آپ سے پہلے  
 کسی شخص کے لیے دروازہ نہ کھولوں۔

## ۵۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلے جنت میں داخل ہونا

جس طرح آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے دروازے کو کھٹکھٹانے والے سب سے پہلے شخص ہوں گے اسی طرح جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے۔ اور آپ کے ساتھ آپ کی امت کے گناہگار بھی ہوں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



آتی باب الجنة یوم القیامة قیامت کے دن میں جنت کے  
 فاستقم فیقول الخازن: دروازے پر آؤں گا اور (دروازہ)  
 من أنت؟ فاقول: محمد کھولنے کا مطالبہ کروں گا۔ اس پر رہا  
 فیقول: بل امرت لا فتم کہے گا کہ آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا  
 لأحد قبلک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس پر وہ عرض  
 کرے گا۔ آپ کے لیے ہی (دروازہ کھولنے کا) مجھے حکم دیا گیا ہے۔ آپ  
 سے پہلے کسی کے لیے میں دروازہ نہیں کھولوں گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ گویا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس  
 کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے فرمایا:

فأخذ بحلقة باب الجنة میں جنت کے دروازے کی کڑی  
 فأقعقها، فیقول: من کو پکڑوں گا اور اسے کھٹکھاؤں گا۔  
 هذا؟ فیقال: محمد اس پر کہا جائے گا۔ کون ہے؟ میں  
 فیفتحون لی، ویرحبون کہوں گا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔  
 فیقولون: مرحبا... پس (لائکہ) میرے لیے دروازہ  
 کھول دیں گے اور خوش آمدید کہیں گے۔

۵۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ عطا کیا جانا

وسیلہ وہ مرتبہ عالیہ ہے جس کو جمیع مخلوق میں سے سوائے ایک ذات کے

کوئی شخص نہیں پہنچ سکا۔ اور وہ ذات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو کہ اس مرتبہ عالیہ کو پہنچے گی۔ اس مرتبہ عالیہ کو پانے پر اول تا آخر تمام لوگ آپ کی تعریف کریں گے اور اس عظیم بزرگی کے عطا ہونے پر آپ پر رشک کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو جو وہ کہتا ہے اُسی کی مثل کہو۔ پھر مجھ پر درود پڑھو۔

فان من صلی علی صلوۃ بے شک جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے۔

پھر تم اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کی دعا کرو۔ بے شک وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جس کو اللہ کے بندوں میں سے کوئی بندہ پائے گا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ پس جو شخص میرے لیے وسیلہ کی دعا کرے گا اس کے لیے میری شفاعت ثابت ہو جائے گی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اذان سننے کے بعد یہ الفاظ کہے۔

اللھم رب ہذا الدعوة التامة	اے ہماری اس دعائے تامہ کے رب
والصلوة القائمة ، آت محمداً	اور نماز (جو کہ قائم ہونے والی ہے) کے رب۔
الوسيلة والفضيلة ، والبعثه	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
مقاماً محموداً الذی وعدته	وسیلہ اور فضیلہ عطا فرما اور آپ کو مقام



حلت له شفاعتی یوم

القیامۃ

محمود پر مبعوث فرما جس کا تو نے وعدہ کیا ہے (تو) قیامت کے دن اسے شخص کے لیے میری شفاعت حلال (جائز) ہوگی

۱۷

نفسیۃ سے مراد تمام مخلوق پر مرتبہ زائدہ ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ کوئی اور مقام ہو۔

## ۵۷۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود عطا کیا جانا

آپ صلی اللہ کی ایک انفرادیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔ جس پر تمام مخلوق آپ کی تعریف کرے گی۔ اور انبیاء و سمیت تمام مخلوق میں سے صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات ہے جس کو مقام محمود عطا کیا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَمَجِّدْ بِهِ نَافِلَةً  
لَّكَ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَ رَبُّكَ  
مَقَامًا مَّحْمُودًا

اور رات کے بعض حصہ میں اٹھو اور

نماز تہجد ادا کرو۔ یہ نماز آپ کے لیے

زائدہ ہے۔ یقیناً آپ کا رب آپ کو

مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا۔ میں اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوگی۔

فیکسونی ربی تبارک وتعالیٰ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے سبز رنگ کی چادر

حلتہ خضراء، ثمر لیؤذن      کالباس پہنائیں گے۔ پھر مجھے اجازت  
لی فاقول ماشاء اللہ ان      دی جائے گی پس میں، جو اللہ چاہے گا  
أقول، فذاک المقام المحمود      کہوں گا۔ اور یہ مقام محمود ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت کے دن سورج اتنا قریب  
ہو جائے گا کہ پسینہ نصف کان تک پہنچ جائے گا۔ اس حال میں لوگ حضرت آدم علیہ  
السلام سے مدد طلب کریں گے۔ لیکن وہ انکار کر دیں گے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام  
سے مدد طلب کریں گے وہ بھی انکار کر دیں گے پھر لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد  
طلب کریں گے

یشفع لیقضی بین الخلق      تاکہ آپ کی شفاعت مخلوق کے درمیان  
فیمشى حثی یاخذ      فیصلہ کرے۔ پس آپ چلیں گے یہاں  
الباب فیومذیبعثہ اللہ      تاکہ آپ جنت کے دروازے کی  
مقاما محموداً یحمدہ      کندھی کو پکڑ لیں گے۔ پس اس دن اللہ  
أهل الجمع کلہم      تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا  
اس پر تمام ال قیامت آپ کی حمد و تعریف کریں گے۔

۵۸۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر عطا کیا جانا

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ  
نے کوثر عطا کرنے کے لیے آپ کی ذات گرامی کو مختص کیا۔ کوثر ایک نہر ہے جو کہ



حوض میں گرتی ہے اور اُس نہر کے جام آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔ جو شخص اس حوض میں سے پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا (اللہ تعالیٰ ہمیں اُس حوض میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے سیراب کرے۔ اور اس حوض میں سے پلینا ایسا پینا ہے کہ اس کے بعد کبھی بھی ہم پیاس محسوس نہیں کریں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

إِنَّا أَنْعَمْنَا عَلَى الْكَوْثَرِ ۖ لَ بَشَكِّهِمْ نَمْنَمُ كَوْنَهُ عَطَا كَمَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں سیر کر رہا ہوں گا کہ میں ایک نہر پر پہنچوں گا جس کے کناروں پر خولدار موتیوں کے گنبد ہوں گے۔ میں پوچھوں گا کہ جبرئیل یہ کیا ہے؟ اس پر وہ عرض کرے گا۔

هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي اعطاك ربك

فاذا احطيه اذق

اور اس کی خوشبو بڑی تیز ہوگی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد باری تعالیٰ " انا اعطيناك الكوثر " کے بارے میں مروی ہے کہ کوثر ایک نہر ہے جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا جائے گی۔ اس کے دونوں کناروں پر خولدار موتی ہوں گے اور اس نہر کے جام ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم

۱ سورۃ الکوثر :

۲ البخاری : کتاب الرقاق

۳ البخاری : کتاب التفسیر

کو یہ فرماتے سنا

یا معشر الانصار موعدا کہ  
حوضی لے اے انصار تم سے میری ملاقات حوض  
(کوثر) پر ہوگی۔

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں حوض پر تمہارا منتظم و منتظر ہوں گا جو شخص حوض پر آئے گا اور حوض میں سے پئے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ ۳۷

## ۵۹۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو حمد کا جھنڈا عطا ہونا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک انفرادیت یہ ہے کہ آپ کو قیامت کے دن حمد کا جھنڈا عطا کیا جائے گا۔

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

وان معی لواء الحمد اور (قیامت کے دن) حمد کا جھنڈا  
میرے ساتھ ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد درج ہے :

بیدی لواء الحمد ولا  
فخر ۳۸  
..... میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا  
اس پر فخر نہیں۔



حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ارشاد فرمایا:

لواء الحمد یومئذ بیدی قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے  
ہاتھ میں ہوگا۔

حمد کا جھنڈا حضور کے ہاتھ میں ہونے کے بارے میں اور بھی بے شمار احادیث  
مبارکہ ہیں۔ اور یہ کیسے نہ ہو؟ کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد جتنے نبی آئے  
تمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

۶۰۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عرش  
سے دائیں جانب کرسی کا ہونا

قیامت کے دن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک انفرادیت یہ بھی ہوگی کہ آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کرسی عرش الہی کے دائیں جانب ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم کے علاوہ مخلوقات میں سے کسی ایک کو بھی یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوگا۔  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ارشاد فرمایا:

فأکسی حلة من حل الجنة ثم أقوم عن یمن العرش  
لیس أحد من الخلاق یقوم ذلک غیری  
مجھے جنت کی پوشاکوں میں سے  
ایک پوشاک پہنائی جائے گی۔ پھر میں  
عرش الہی کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا۔  
میرے علاوہ مخلوقات میں سے کوئی

بھی شخص (عرش کے دائیں جانب) کھڑا نہیں ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ..... اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک خلقِ خدا میں سے سب سے زیادہ مکرم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدس ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو مرنے کے بعد ایک ایک امت کر کے اور ایک ایک نبی کر کے اٹھائے گا تو اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت تمام امتوں میں سے آخر میں آئے گی۔ پس حضور اللہ تعالیٰ اپنی دائیں جانب کرسی عطا فرمائے گا۔

عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوں گے تو آپ کی امت کے نیکو کار اور گناہگار بھی آپ کی اتباع کریں گے۔ پھر جہنم کا پل ڈالاجائیگا۔ کفار پل کو پکڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کی آنکھوں کی بینائی ختم کر دے گا۔ جس سے وہ پل کے دائیں بائیں گر پڑیں گے۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ جو صالحین ہوں گے وہ (پل عبور کرنے میں) کامیاب ہوں گے۔ پھر ان کو ملائکہ ملیں گے اور وہ صالحین کو جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں ان کے مقامات دکھادیں گے۔ یہاں تک کہ آپ اپنے رب کے پاس پہنچ جائیں گے۔ پس آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کے عرش کے دائیں جانب کرسی رکھی جائے گی۔ پھر منادی دینے والا ندا دے گا کہ حضرت موسیٰ اور ان کی امت کہاں ہے؟

۶۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کا سب انبیاء زیادہ ہونا

اُقلے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ قیامت کے دن آپ صلی اللہ



علیہ وسلم کے پیروکار تمام انبیاء سے زیادہ ہوں گے۔ متبعین کی اتنی کثرت کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوگی بلکہ انبیاء علیہم السلام میں سے بعض نبی ایسے ہوں گے کہ ان کے متبعین بالکل تھوڑی تعداد میں ہوں گے، کسی کا ایک پیروکار ہوگا۔ کسی کے تین، اور کسی کے دس۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کو ایسی نشانیاں عطا کی گئی ہیں جن پر لوگ ایمان لے آئیں اور مجھ کو جو نشانی عطا کی گئی وہ وحی ہے جو کہ اللہ نے میری طرف کی۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے متبعین تمام انبیاء سے زیادہ ہوں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

ہے :

أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
قیامت کے دن میرے متبعین تمام انبیاء سے زیادہ ہوں گے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنی میری تصدیق کی گئی اتنی انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کی تصدیق نہیں کی گئی اور انبیاء (علیہم السلام) میں سے بعض نبی ایسے ہیں کہ ان کی امت میں سے صرف ایک آدمی نے ان کی تصدیق کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) میرے سامنے امتوں کو پیش کیا جائے گا تو میں کسی نبی کو

۱۷ البخاری : کتاب فضائل القرآن

۱۸ المسلم : کتاب الایمان

۱۹ المسلم : کتاب الایمان



کو دیکھوں گا کہ اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ اور کوئی نبی ایسا ہوگا کہ اس کے ساتھ ایک آدمی ہوگا، کوئی نبی ایسا ہوگا کہ اس کے ساتھ دو آدمی ہوں گے اور کوئی نبی ایسا بھی ہوگا کہ اس کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں ہوگا۔ اچانک میرے سامنے ایک عظیم اکثریت لائی جائے گی تو میں گمان کر دوں گا کہ شاید یہ میری امت ہے۔ اس پر مجھ سے کہا جائے گا کہ یہ حضرت موسیٰ اور ان کی قوم ہے۔ آپ کنارہ آسمان کی طرف بکھیں تو میں دیکھوں گا کہ لوگوں کی ایک بہت بڑی کثرت ہے۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ آسمان کے دوسرے کنارے کی طرف دیکھو۔ میں دیکھوں گا کہ اس طرف بھی لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ اس پر مجھ سے کہا جائے گا کہ یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار وہ آدمی بھی ہیں جو کہ بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے.....

جبکہ بخاری شریف میں ہے کہ مجھ سے کہا جائے گا کہ آسمان کے کنارے کی طرف دیکھئے۔ (میں دیکھوں گا) کہ آدمیوں کی بہت بڑی تعداد ہے جس نے آسمان کے کنارے کو بھر دیا ہے۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ آسمان کے اس کنارے کو بھی دیکھئے۔ تو میں دیکھوں گا کہ آدمیوں کی کثرت نے آسمان کے کنارے کو بھر دیا ہے۔ پھر مجھ سے کہا جائیگا کہ یہ آپ کی امت ہے.....

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بڑی تعداد میں جنت میں داخل ہوگی۔ یہ تمام باتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے کثیر ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

۴۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت کے دن اولین و آخرین کا سردار ہونا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ رب العزت آپ صلی اللہ



علیہ وسلم کو قیامت کے دن اولین و آخرین کا سردار بنائے گا۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام حضور صلی اللہ علیہ کی اس شان کے بارے میں جانتے ہیں۔ آپ کو یہ شان عطا ہونے پر اولین و آخرین آپ پر رشک کریں گے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں لوگوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کس طرح ہوگا! (یہ اس طرح ہوگا کہ) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک بلند جگہ پر جمع کرے گا۔ پس لوگ پکارنے والے کونسیں گے اور لوگوں کی قوتِ بصارت چلی جائے گی۔ اور سوچ (زمین کے) قریب آجائے گا۔ پس لوگوں کو ایسا غم اور تکلیف پہنچے گی جس کی وہ طاقت نہیں رکھیں گے۔ اور نہ اُس کو اٹھا سکیں گے۔۔۔۔۔ پھر حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے طویل حدیثِ شفاعت بیان کی۔ اور وہ کیسا سماں ہوگا جب انبیاء ایک ایک کر کے آئیں گے اور پھر جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوگا۔ مثلاً عرشِ الہی کے نیچے آپ کا سجدہ کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شفاعت فرمانا

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

انا سید ولد آدم یوم القیامہ قیامت کے دن میں بنی آدم کا سردار  
 واول من ینشق عنہ القبر ہونگا اور پہلا شخص ہوں گا جو قبر سے  
 اٹھوں گا

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

۱۰۰ المسلم : کتاب احادیث الانبیاء

۱۰۱ المسلم : کتاب الفضائل

انا سید الناس یوم القيامة قیامت کے دن میں لوگوں کا سردار  
ولا فخر..... لے ہوں گا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔  
اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا :

انا سید ولد آدم یوم القيامة قیامت کے دن میں بنی آدم کا سردار  
وبیسی لواء الحمد ولا فخر ہوں گا۔ اور میرے ہاتھ میں حمد کا  
لے جھنڈا ہوگا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔

### ۶۳۔ آپ کا سب سے پہلے شفاعت کرنا اور آپ کی شفاعت کا سب سے پہلے قبول ہونا

ہادی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اعمال کے پیش  
کیے جانے کے دن اور جنت میں بھی آپ کی ذات ہوگی جو کہ سب سے پہلے  
شفاعت کرے گی۔ تمام مخلوق بشمول انبیاء و رسل علیہم السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کی اس شان کے بارے میں جانتے ہیں۔  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ارشاد فرمایا :

انا سید ولد آدم و اول میں بنی آدم کا سردار ہوں اور سب  
من ینشق عنه القبر و سے پہلا شخص ہوں جو کہ قبر سے اٹھوں گا



اول شافعؒ ، واول مشفعؒ اور میں سب سے پہلا شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلے شفاعت قبول کیا جانے والا ہوں۔  
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا اول الناس ليشفع في الجنة ، وانا اكثر الانبياء تبعاً۔  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی سے مروی دوسری حدیث ان الفاظ میں ہے:

أنا اقل شفيع في الجنة میں جنت میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں بنی نوع انسان کا سرکار ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔۔۔۔۔ اور میں سب سے پہلا شخص ہوں جو شفاعت کرے گا اور سب سے پہلا شخص ہوں جس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔۔۔۔۔

۱۔ المسلم : کتاب الفضائل

۲۔ المسلم : کتاب الایمان

۳۔ المسلم : کتاب الایمان

۴۔ مستند : (۲:۳)

۴۴۔ حضور علیہ السلام کا لوگوں کو اُس دن خوشخبری دینا  
جس دن انبیاء علیہم السلام بھی آپ کی پناہ لیں گے

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایک یہ خصوصیت بھی بخشی ہے کہ  
قیامت کے دن تمام لوگ بشمول انبیاء علیہم السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت  
کی پناہ لیں گے۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل  
کی بشارت دیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے  
ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میں پل صراط پر سے اپنی امت کے گزرنے کا انتظار  
کر رہا ہوں گا کہ میرے پاس عیسیٰ (علیہ السلام) آئیں گے اور عرض کریں گے کہ اے محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس تمام انبیاء آئے ہیں وہ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ سے  
یہ دعا کرتے ہوئے جمع ہوئے ہیں کہ اللہ امتوں کے اجتماع کو جہاں چاہے جدا جدا  
کر دے۔ یہ دعا وہ اس غم کے سبب سے مانگیں گے جس میں وہ مبتلا ہونگے۔ اور  
مخلوق کا یہ حال ہوگا کہ وہ منہ منہ تک پسینے میں (ڈوبی) ہوگی۔ اور مومن کی یہ حالت ہو  
گی جیسے اُسے زکام ہوا ہو۔ جبکہ کافر کی یہ حالت ہوگی کہ اُس پر موت چھائی ہوگی۔ حضرت  
انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے فرمائیں  
گے کہ اے عیسیٰ آپ انتظار کریں یہاں تک کہ میں تمہاری طرف لوٹ آؤں۔ آپ عرش  
الہی کے نیچے کھڑے ہو جائیں گے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چیز پائیں گے جو کہ کسی  
مقرب فرشتے اور نبی یا رسول نے نہیں پائی ہوگی۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ جبرئیل کی طرف  
وحی کریں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاؤ اور اُن سے کہو (اپنا سراٹھائیے اور  
سوال کیجئے، آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے



یہی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس پر میں اپنی امت کے حق میں شفاعت کروں گا.....)

حضرت انسؓ سے ہی مروی ہے کہ آقاؐ نے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

"(قیامت کے دن) جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو میں سب سے پہلا (قبر سے) نکلنے والا ہوں گا۔ اور جب لوگ آئیں گے تو میں ان کو خطاب کرنے والا ہوں گا۔ اور جب لوگ مایوس ہو جائیں گے تو میں ان کو بشارت دینے والا ہوں گا۔"

جب تمام انبیاء (علیہم السلام) مخلوقات کے لیے شفاعت کرنے سے برأت چاہیں گے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ اور ارشاد فرمائیں گے (اَنَا لَهَا، اَنَا لَهَا) کہ میں ہی شفاعت کے لیے ہوں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو جب اس غم، دکھ اور شدید تکلیف کہ جس میں لوگ مبتلا ہوں گے، قیاس کیا جائے تو یہ تمام مخلوق کے لیے بہت بڑا فضل اور بشارت ہے۔

۶۵۰۔ عرش الہی کے نیچے مسجد میں  
آپ کو خصوصی کلمات کا عطا کیا جاتا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ خصوصیت بھی عطا فرمائی ہے  
 کہ آپ عرش الہی کے نیچے سجدہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی طرف وحی کریں گے کہ

اس کی مثل پہلے آپ کو وحی نہیں کیا گیا اور انبیاء علیہم السلام میں سے بھی کسی نبی کو نہ اس سے پہلے بتایا گیا اور نہ اس کے بعد بتایا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بازو (کا گوشت) پیش کیا گیا۔ (بازو کے گوشت کو آپ پسند فرماتے تھے) پس آپ نے اس میں سے گوشت کھایا اور ارشاد فرمایا کہ :

انا سيد الناس يوم القيامة قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا

مردار ہوں گا۔

اسی حدیث میں ہے کہ ..... میں چلتا ہوا عرش الہی کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کو سجدہ کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر وحی کرے گا اور اپنی حمد و ثناء میں سے ایسی چیز مجھ پر الہام کرے گا جو مجھ سے پہلے کسی شخص کو نہیں بتائی گئی ہوگی۔ پھر کہا جائے گا یا محمد! ارفع رأسک اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اٹھائیے

سل تعط ، اشفع تشفع ۛ سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔

شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے صبح کی نماز پڑھی۔ نماز پڑھنے کے بعد آپ بیٹھ گئے۔ جب چاشت کا وقت ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نشست پر بیٹھ گئے اور وہیں ظہر، عصر، اور مغرب کی نماز پڑھی۔ اس دوران آپ نے کلام بالکل نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ نے عشاء



کی نماز پڑھی۔ پھر آپ گھر تشریف لے گئے۔ آپ کے جانے کے بعد لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہیں کیا کہ کیا معاملہ ہے؟ جو عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج فرمایا ویسا عمل اس سے پہلے آپ نے کبھی نہیں فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں نے سوال کیا تھا۔ میرے سوال کرنے پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ دنیا و آخرت میں ہونے والا ہے وہ مجھ پر پیش کیا گیا اور اولین و آخرین تمام لوگوں کو ایک اونچی جگہ پر جمع کر دیا گیا۔..... پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء سے شفاعت طلب کرنے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

فاذهب لاقع ساجداً فیاخذ

میں سجدہ کے لیے آگے بڑھوں گا۔

جبریل بصبیحہ

پس جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں بازوؤں سے پکڑ لیں گے،

اور اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی دعا وحی فرمائیں گے کہ اس سے قبل کسی انسان کو وحی نہیں کی گئی ہوگی.....

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کو لوگوں پر دراز کر دیں گے۔ اس پر لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ آؤ تمام انسانوں کے والد حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری شفاعت کریں تاکہ وہ شفاعت ہمارے درمیان فیصلہ کرے (تمام انبیاء سے لوٹ کر آخر حضور کی بارگاہ میں آئیں گے) آپ فرماتے ہیں میں نیچے سجدے میں گر پڑوں گا اور اپنے رب عز و جل کی ایسی حمد کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی شخص نے بھی ایسی حمد نہ کی ہوگی اور نہ ہی میرے بعد کوئی شخص ایسی حمد کرے گا۔

پس کہا جائے گا

ارفع رأسك ، وقل يسمع (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سر اٹھاٹھ  
منك ومنك تعطى واشفع تشفع --- لہ  
اور شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔  
اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں یہ الفاظ ہیں :

فلقی مالم یلق ملک مصطفیٰ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چیز  
ولا نبی مرسل .... لہ پائیں گے جو کہ آپ سے پہلے کسی مقرب  
فرشتے، نبی یا رسول نے نہیں پائی ہوگی۔

#### ۶۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کا حوض کوثر پر ہونا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایک یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے  
کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر جس پر بیٹھ کر آپ مسجد نبوی میں خطبہ دیا کرتے  
تھے، قیامت کے دن حوض کوثر پر نصب ہوگا۔  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے  
ارشاد فرمایا کہ :

ما بین بیتی و منبری میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان  
روضة من ریاض الجنہ جو جگہ ہے یہ جنت کے باغوں میں



و منبری علی حوضی لے ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض کوثر پر ہوگا۔

امام احمدؒ نے حضرت ابو ہریرۃ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر (قیامت کے دن) حوض کوثر پر ہوگا۔ لے

بعض احادیث میں اس طرح ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر جنت کی نہروں میں سے ایک نہر پر ہوگا۔ جیسا کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے :

منبری علی ترعة من میرا منبر جنت کی نہروں میں سے ایک ترع الجنہ لے نہر پر ہوگا۔

امام احمدؒ اور نسائیؒ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی درج ذیل حدیث کو منبر کی تعیین کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

منبری هذا علی ترعة من میرا منبر جنت کی نہروں میں سے ایک ترع الجنہ لے نہر پر ہوگا۔

۳ سند احمد (۵ : ۳۳۵، ۳۳۹)

۴ سند احمد (۲ : ۳۶۰، ۴۵۰)

۱ البخاری : کتاب فضل

المسلم : کتاب الحج

۲ سند احمد : (۳ : ۴)

اسی حدیث کو امام طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ  
عنه سے روایت کیا ہے یہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:  
إِنْ قَوَّيْتُمْ مَنَاسِكَ هَذَا بَيْتُكَ مِثْلَ مَنَاسِكَ هَذَا  
رواتب فی الجنۃ ۛ  
بے شک میرے اس منبر کے پائے  
جنت میں قائم ہوں گے۔

---



---

۱۔ مجمع الزوائد : ( ۴ : ۹ )

۲۔ سنن النسائي : کتاب المساجد





## باب ثالث

ان انعامات کے بیان میں جو اللہ تعالیٰ  
نے آپ کے سب سے اچھ کی اُمت پر کیے

نفاذ اسلام

فصل اول

[WWW.NAFSEISLAM.COM](http://WWW.NAFSEISLAM.COM)

ان انعامات کا بیان جو اُمت پر دنیا میں ہوئے





اللہ تبارک و تعالیٰ نے بڑی بڑی نعمتوں اور عظیم عطیات کے ساتھ اس امتِ مسلمہ پر جو اکرام کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ کرم اصل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے کیونکہ اگر یہ امتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتی تو اس کو ان انعامات، امتیازات اور عطیات سے نہ نوازا جاتا۔

جن انعامات، امتیازات اور عطیات سے ہم واقف ہیں ان تمام کو ان قلیل صفحات میں پیش کرنے کی استطاعت نہیں۔ مختصراً بعض کا ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ فصلِ اول میں کیا تھا۔ جو شخص ان انعامات و عطیات سے زائد جاننے کا خواہش مند ہو اُسے چاہیے کہ وہ ہماری دوسری کتاب کی طرف رجوع کرے۔

## ۶۷۔ اُمتِ مسلمہ کو تمام اُمتوں سے بہتر بنایا

اللہ تعالیٰ نے اس اُمتِ مسلمہ کو تمام اُمتوں سے بہتر بنایا۔ اور اس کو تمام مخلوق میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہونے کا شرف عطا کرنے کے لیے چنا۔ تاکہ یہ اُمتِ وسط اور سابقہ تمام اُمتوں پر گواہ ہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

رَكْنَتْكُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ

تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی بھلائی)



لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ  
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَ  
تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۚ

کے لیے ظاہر کی گئی جو ہم نیک  
کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے  
ہو۔ اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

دوسرے مقام پر اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً  
وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ  
عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرُّسُولُ  
عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۚ

اور اسی طرح (اے میرے محبوب  
کے غلامو!) ہم نے تمہیں بہترین  
امت بنایا۔ تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور  
(ہمارا پیارا) رسول تم پر گواہ ہو۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

هُوَ اجْتَبَاكُمْ، وَمَا جَعَلَ  
عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ

(اے مسلمانو!) اس نے تمہیں (حق  
کی پاسانی اور اشاعت) کے لیے چن  
لیا ہے اور اس نے تم پر دین کے معاملہ  
میں کوئی تنگی روا نہیں رکھی۔

حضرت بہزین حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ  
انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ  
لِلنَّاسِ" کے بارے میں فرماتے کتنا ہے کہ  
إِنَّكُمْ تَسْمُونَ سَبْعِينَ أُمَّةً  
تم پر ستر امتوں کا خاتمہ ہو گیا ہے اور

اَنْتُمْ خَيْرُهَا وَاَكْرَمُهَا  
 على الله  
 تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان تمام سے  
 بہتر اور مکرم ہو۔

آپ کا یہ ارشاد بھی مروی ہے کہ :  
 اَنْتُمْ اَفْخَرُهَا وَاَكْرَمُهَا عَلَى  
 اللہ عزوجل نے  
 تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سابقہ تمام  
 امتوں میں سے سب سے زیادہ فضیلت  
 والے اور مکرم ہو۔

جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے  
 وَجَعَلْتُ أُمَّتِي خَيْرَ الْأُمَمِ  
 میری امت کو تمام امتوں سے بہتر  
 بنایا گیا ہے۔

۶۸۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کا نام "مُسْلِمِينَ" رکھا  
 اور انہیں اسلام کے ساتھ خاص کیا!

✓ اللہ تعالیٰ نے اس امت مسلمہ پر جو انعامات و اکرامات کیے اور امت مسلمہ کے  
 علاوہ کسی اور امت کو ان سے نہیں نوازا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے  
 قرآن کریم اور سابقہ آسمانی کتابوں میں اس امت کا نام مسلمین رکھا ہے اور اس کے  
 لیے اپنے دین اسلام کو پسند کیا۔

✓ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ  
 اور (سرتوڑ) کوشش کرو اللہ تعالیٰ کی راہ



جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ  
وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي  
الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ، مِلَّةَ  
أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ، هُوَ  
سَمَّاكُمْ الْمُسْلِمِينَ مِنْ  
قَبْلُ وَفِي هَذَا يَكُونُ  
الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ  
وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى  
النَّاسِ ۚ

میں جس طرح کوشش کرنے کا حق ہے  
اُس نے تمہیں چُن لیا ہے۔ اور اس  
نے دین کے معاملہ میں تم پر کوئی تکلیف  
روا نہیں رکھی۔ اپنے باپ ابراہیمؑ  
کے دین کی پیروی کرو۔ اس نے تمہارا  
نام اس سے پہلے اور قرآن میں بھی  
مسلم (مہی) رکھا ہے تاکہ یہ رسولِ کیم  
تم پر گواہ ہو جائے، اور تم لوگوں پر  
گواہ بن جاؤ۔

وَدُوسِرے مقام پر ارشاد فرمایا :  
الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ  
وَأَتَمَّمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي  
وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین  
مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کر  
دی ہے اور میں نے تمہارے لیے  
اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے۔

حضرت حارث الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ارشاد فرمایا :..... کہ جس شخص نے دو رجائیت کے پکارنے کے ساتھ پکارا تو وہ  
شخص اس کی جماعت میں سے ہے۔ اس پر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ !  
صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وہ شخص نماز پڑھے اور روزہ رکھے؟ (پھر بھی وہ جہنمی ہے؟)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے (پھر بھی وہ جہنمی ہے) اگرچہ وہ گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے۔ پس مسلمانوں کو اُن کے اُن ناموں کے ساتھ پکارو جو اللہ تعالیٰ نے ان کے نام رکھے ہیں جیسے المسلمین، المؤمنین، عباد اللہ۔ اے

## ۶۹۔ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کیلئے دین کو کامل اور نعمت کو پورا کر دیا

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ پر اپنے احسانات کا ذکر بایں طور پر فرمایا کہ اس نے اس امت پر اپنے دین کو مکمل کر دیا، اس پر اپنی نعمت کو پورا فرمادیا اور اس کے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند فرمایا۔ یہ احسانات صرف اسی امت پر ہوئے۔ اس فضل اور ان نعمتوں پر تعریف کی مستحق فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَارْتَضَيْتُمْ  
 عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي، وَرَضِيتُ  
 لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ اے

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے اُن سے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ کی کتاب (القرآن) میں ایک آیت ہے جس کو آپ پڑھتے ہیں۔ اگر ہم یہود پر وہ آیت نازل ہوتی تو اس آیت کے نازل ہونے کے دن ہم عید مناتے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے؟ اس پر اُس یہودی نے



کہا۔ (وہ آیت ہے) ”الیوم اکملت لکم دینکم“ وَاَتَمَمْتُ  
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا“

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے دن کا بھی علم ہے  
اور اس جگہ کا بھی علم ہے جس جگہ پر یہ آیت نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی۔ وہ  
جگہ عرَفہ ہے جہاں آپ ﷺ کھڑے تھے اور دن جمعہ المبارک تھا۔ ۱۷  
جبکہ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اُس دن اور  
وقت کو کہ جس میں یہ آیت نازل ہوئی، جانتا ہوں اور اس جگہ کو بھی جانتا ہوں جہاں  
اس آیت کے نزول کے وقت آپ ﷺ موجود تھے۔ ۱۸  
(حضرت عمرؓ کا مقصد یہ تھا کہ وہ جمعہ کا دن تھا اور جمعہ کا دن مسلمانوں کی عید  
کا ہی دن ہوتا ہے)۔

## ۷۰۔ اللہ تعالیٰ کا اُمتِ مسلمہ سے بوجھ کو دور کرنا

اللہ تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ کو یہ ایک خصوصیت بھی بخشی ہے کہ اس سے  
اس بوجھ اور پابندی کو دور کر دیا ہے جو کہ سابقہ امتوں پر تھی۔ نیز یہ کہ اُمتِ مسلمہ کے  
دین کو بنایا ہے کہ جس میں نہ تو سختی ہے اور نہ ہی تسکین اور مشقت۔ بلکہ اس کا دین  
فطرت کے عین مطابق ہے تاکہ دعوت کا تسلسل اور دین کی بقا ہمیشہ رہے۔ ارشادِ باری  
تعالیٰ ہے :

۱۷ البخاری : کتاب الایمان

المسلم : کتاب التفسیر

۱۸ المسلم : کتاب التفسیر

هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ  
عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ  
(اے مسلمانو!، اس نے تمہیں حق  
کی پاسبانی اور اشاعت کے لیے) حُجُن  
لیا ہے۔ اور دین کے معاملہ میں تم پر کوئی تنگی روا نہیں رکھی۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ  
مِنْ حَرَجٍ ۚ  
اور اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ تمہارے  
لیے کوئی تنگی پیدا کرے۔

نیز سورہ بقرہ میں ارشادِ ربّانی ہے:-

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ  
لَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۚ  
اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ  
فرماتا ہے اور تمہارے لیے تنگی نہیں

چاہتا۔

وہ امور جن میں سابقہ امتوں پر سختی تھی لیکن امتِ مسلمہ پر ان امور میں تخفیف  
کر دی گئی۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ سابقہ امتوں میں سے جو شخص توبہ کا ارادہ کرتا  
تو اس کو اپنے آپ کو قتل کرنا پڑتا تھا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ  
يَا قَوْمِ إِنِّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ  
بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَىٰ  
بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ  
اور جب حضرت موسیٰ نے اپنی قوم  
سے کہا کہ اے قوم <sup>بھڑے</sup>  
(کو معبود) بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا  
ہے۔ پس اپنے خالق کی طرف رجوع

۱۷ الحج ۲۲ : ۷۸

۱۸ المائدہ ۵ : ۶

۱۹ البقرہ ۲ : ۱۸۵



ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ  
 يَا رَبِّكُمْ، فَتَابَ عَلَيْكُمْ  
 کرو۔ اور اپنے آپ کو قتل کرو۔ اس  
 میں تمہارے لیے تمہارے خالق کے  
 ہاں بھلائی ہے۔ پھر حق تعالیٰ نے  
 تمہاری توبہ قبول کر لی۔

جبکہ اسلام میں، گناہ پر نادم ہونے، اس سے باز آجانے، استغفار کرنے اور دوبارہ اُس کا ارتکاب نہ کرنا توبہ کہلاتا ہے۔

اسی طرح سابقہ امتوں میں یہ تھا کہ اگر کسی شخص کے کپڑے کو پیشاب لگ جاتا تو پاک کرنے کے لیے قینچی کے ساتھ اس کپڑے کو کاٹنا پڑتا تھا۔ اور مسلم شریف کی روایت کے مطابق اگر کسی شخص کے جسم کو پیشاب لگ جاتا تو اسے (پاک ہونے کے لیے) اپنے جسم کے اُس حصے کو قینچی کے ساتھ کاٹنا پڑتا تھا جیسا کہ ابو داؤد حضرت ابوموسیٰ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ وہ پیشاب کرتے وقت بڑی احتیاط کرتے ہوئے۔ قارورۃ (ایک برتن) میں پیشاب کرتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ جب بنی اسرائیل میں کسی ایک شخص کے جسم کو پیشاب لگ جاتا تو پاک ہونے کے لئے اسے قینچی کے ساتھ اپنے جسم کو کاٹنا پڑتا تھا۔ اس پر حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت ابوموسیٰؓ اتنے شدت پسند نہ رہیں۔ تو نے مجھ کو دیکھا ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے۔ آپ ایک دیوار کے پیچھے کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر آئے اور کھڑے ہو گئے جیسے کہ تم کھڑے ہوتے ہو۔ اس کے بعد آپ نے بول مبارک فرمایا۔ پس میں آپ سے الگ ہو گیا۔ تو آپ نے مجھے (قریب آنے کا) اشارہ فرمایا۔ میں آیا اور آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا (پردہ کر دیا) یہاں تک کہ آپ



فارغ ہو گئے۔ لے

جب کہ اسلام میں نقطہ پانی کے ساتھ دھونے سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے۔  
اسی طرح اور بھی بے شمار امور ہیں جن میں سابقہ امتوں پر سختی تھی جبکہ امتِ  
مسلمہ پر ان امور میں تخفیف فرمادی گئی۔

## ۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسلمانوں کے امام کے پیچھے نماز پڑھنا

یہ بات متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ  
میں ظہور ہوگا۔ وصال کو قتل کریں گے اور امتِ مسلمہ کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔  
”مناقب الشافعی“ میں الا بری کہتے ہیں کہ متواتر احادیث سے یہ بات ثابت  
ہے کہ امام مہدی اس امتِ مسلمہ سے ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے  
پیچھے نماز پڑھیں گے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ  
وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ میری امت میں ایک فرقہ قیامت تک حق پر لڑتا رہے گا اور  
غالب رہے گا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کا نزول ہوگا۔  
تو اس فرقے کا امیر کہے گا کہ آئیے ہمیں نماز پڑھائیے تو وہ کہیں گے کہ نہیں۔ اللہ نے اس  
امت کو یہ فضیلت بخشی ہے کہ تم میں سے بعض، بعض پر امیر ہیں۔  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
نے فرمایا کہ :

لے البخاری : کتاب الوضوء — المسلم : کتاب الطہارۃ

۲ فتح الباری : ( ۶ : ۴۹۳ )



کیف اُنتم اذ انزل ابن مریم تم کیا محسوس کرو گے جب عیسیٰ ابن مریم  
 فیکم و امامکم منکم ۛ کا تم میں نازل ہوگا اور تم سب کا امام تم میں  
 سے ہوگا۔

## ۷۲۔ اُمتِ مسلمہ کی صفوں کا ملائکہ کی صفوں کی طرح بنایا جانا

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ کو جو خصوصیات عطا کی ہیں اُن میں سے ایک  
 یہ ہے کہ نماز میں اُمتِ مسلمہ کی صفوں کی طرح بنایا۔ جیسا کہ حدیثِ حذیفہ رضی اللہ عنہ  
 میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فصلنا علی الناس بثلاث ہم کو لوگوں کو (دوسری امتوں پر تین  
 جعلت صفوفنا کصفوف جعلت صفوف الملائکۃ و جعلت لنا  
 الأرض کلها مسجداً و جعلت تربتها لنا طهوراً اذ لم یجد الماء ۛ  
 ہم کو لوگوں کو (دوسری امتوں پر تین  
 چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے  
 کہ ہماری صفوں کو ملائکہ کی صفوں کی  
 مانند بنایا گیا۔ تمام زمین کو ہمارے لیے  
 جگہ گاہ بنایا گیا اور جب ہم پانی نہ پائیں  
 تو زمین کی مٹی کو ہمارے لیے پاک بنا دیا گیا۔

حضرت جابر بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف  
 لائے اور فرمایا کہ کیا تم اس طرح صفیں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اللہ کے ہاں صفیں  
 بناتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے اللہ کے ہاں صفیں  
 کیسے بناتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ پہلے وہ صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور انہیں ترتیب

دیتے ہیں۔ ۱

## ۱۔ امتِ مسلمہ کے لیے مالِ غنیمت کا حلال ہونا

اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو یہ خصوصیت بھی بخشی ہے کہ اس کے لیے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا جبکہ سابقہ امتوں میں مالِ غنیمت کسی شخص کے لیے بھی حلال نہیں تھا۔ سابقہ لوگوں کے لیے مالِ غنیمت حلال نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ دو طرح کے تھے۔ بعض ان میں ایسے تھے کہ انہیں جہاد کا حکم ہی نہیں دیا گیا۔ لہذا ان کے لیے مالِ غنیمت ہو ہی نہیں سکتا۔

جبکہ بعض اُن میں سے ایسے تھے کہ انہیں جہاد کا حکم تو دیا گیا لیکن جب مالِ غنیمت ہوتا تو تمام مالِ غنیمت کو ایک جگہ پر جمع کر دیا جاتا پس اگر وہ مالِ غنیمت اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو جاتا تو آسمان سے آگ نازل ہوتی جو اس مالِ غنیمت کو جلا دیتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ضعف کو جانتے ہوئے ہم پر تخفیف کر دی اور مالِ غنیمت کو ہمارے لیے حلال کر دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

فَكُلُوا مِنَّا غَنِمَتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا  
سو کھاؤ جو تم نے غنیمت حاصل کی ہے  
حلال (اور) پاکیزہ ۱

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :

مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی شخص کو عطا نہیں کی گئیں۔



..... وَأَحَلَّتْ لِي الْغَنَائِمَ وَ..... اور میرے لیے مالِ غنیمت کو  
 لم تحل لأحد من قبلي حلال کر دیا گیا کہ مجھ سے پہلے وہ کسی  
 شخص کے لیے حلال نہیں تھا۔<sup>۱</sup>

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:  
 مجھے تمام انبیاء (علیہم السلام) پر چھ چیزوں کے ساتھ فضیلت بخشی گئی ہے۔  
 ان میں سے ایک یہ ہے کہ میرے لیے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا گیا۔.....<sup>۲</sup>  
 مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول کریم  
 صلی اللہ وسلم نے فرمایا:

..... ہم سے پہلے کسی شخص کے لیے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا۔ جب  
 اللہ تعالیٰ نے ہمارے ضعف اور عجز کو دیکھا تو اسے ہمارے لیے پاک اور حلال  
 قرار دے دیا۔<sup>۳</sup>

## ۷۔ تیمم اور نماز کے لیے رُوئے زمین کا پاک ہونا

امت مسلمہ کی ایک انفرادیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے پوری  
 زمین کو سجدہ گاہ اور پاک بنا دیا ہے۔ پس جس مسلمان کو نماز کا وقت پہنچ جائے اور  
 اسے پانی نہ ملے تو وہ تیمم کر لے اور نماز پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔  
 حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

۱۔

۲۔

۳۔ البخاری : کتاب فرض الخمس

..... میرے لیے تمام زمین کو پاک، صاف ستھری اور سجدہ گاہ بنا دیا گیا ہے پس جس شخص کو نماز کا وقت پہنچے تو وہ جہاں کہیں ہو نماز پڑھ لے۔  
حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

(امت مسلمہ) کو (سابقہ) تمام لوگوں پر زمین چنزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے کہ ہماری صفوں کو ملائکہ کی صفوں کی طرح بنایا گیا

و جعلت لنا الأرض كلها مسجداً اور ہمارے لیے تمام زمین کو سجدہ گاہ  
و جعلت تربتها لنا طهوراً بنایا گیا اور جب ہم پانی نہ پائیں تو زمین  
إذا لم نجد الماء ... لے کی مٹی کو ہمارے لیے پاک بنایا گیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

میرے لیے تمام زمین کو سجدہ گاہ اور پاک بنایا گیا۔ جہاں کہیں مجھ کو نماز کا وقت پہنچ جائے، میں مسح (تیمم) کرتا ہوں اور نماز پڑھتا ہوں۔ سابقہ لوگوں پر یہ دشواری تھی کہ وہ اپنے گرجوں اور کلیساؤں میں ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔

✓ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ ہر نبی اپنے محراب (مقرر جگہ) میں ہی نماز پڑھتا تھا۔ اس کے علاوہ کسی دوسری جگہ ان کے لیے نماز کی ادائیگی درست نہ تھی۔  
اس ضمن میں اور بھی بے شمار احادیث ہیں۔

۱۔ المسلم، کتاب المساجد

۲۔ مسند احمد (۲: ۲۲۲)

۳۔ مجمع الزوائد (۸: ۲۵۸)



## ۷۵۔ اُمتِ مسلمہ کو جمعہ کا دن عطا کیا جانا

امتِ مسلمہ کی ایک انفرادیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جمعہ کا دن عطا فرمایا جو کہ سال کے تمام دنوں میں سے بہتر دن ہے۔ امتِ مسلمہ سے پہلے کسی اور امت کو اللہ تعالیٰ نے یہ دن عطا نہ فرمایا۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ہم سے پہلے امتوں کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ کا دن عطا نہ فرمایا کہ یہود کے لیے ہفتہ کا دن اور عیسائیوں کے لیے آوار کا دن تھا۔ پھر ہماری باری آئی تو اللہ جل شانہ نے ہمیں جمعہ کا دن عطا فرمایا۔

اسی طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہدینا الی الجمعة وأضل  
اللہ عنہا من کان قبلنا  
اللہ تعالیٰ نے ہم (امتِ مسلمہ) کو  
جمعہ کا دن عطا فرمایا اور سابقہ  
امتوں کو یہ دن عطا نہ فرمایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ہم (امتِ مسلمہ) (دنیا میں) آخری ہیں، قیامت کے دن پہلے ہیں۔  
سوائے اس کے کہ ہم سے پہلے لوگوں کو کتاب عطا کی گئی اور ہمیں ان کے

بعد کتاب عطا کی گئی۔ اور جمعہ کا دن سابقہ امتوں پر فرض کیا گیا۔ لیکن انہوں نے اس میں اختلاف کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں جمعہ کا دن عطا کیا۔ پس سابقہ لوگ اس میں ہم سے پیچھے رہ گئے۔۔۔۔۔

## ۷۶۔ جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کا عطا کیا جانا

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم (اور آپ کی اُمت) کو جو نعمتیں عطا کی ہیں اُن میں سے جمعہ کے دن ایک ساعت ہے کہ جو مسلمان اُس لمحے کو پالے اور اس لمحے وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہا ہو اور بھلائی کا سوال کر رہا ہو تو جس چیز کا وہ سوال کرے وہ چیز ضرور اُس کو عطا کی جاتی ہے اور اس کی دعا کو قبول کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں بے شمار احادیث ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے جو مسلمان اس کو پالے اور وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ سے وہ جس چیز کا سوال کرے گا وہ چیز ضرور اُسے عطا کی جائے گی۔ اس کے بعد آپ نے ہاتھ مبارک سے اس گھڑی کے تھوڑا ہونے کا اشارہ کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

سے البخاری : کتاب الجمعہ

سے البخاری : کتاب الجمعہ



بہتر دن وہ ہے جس دن جمعہ کے دن کا سورج طلوع ہوا کہ جمعہ کے دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا.....

اسی حدیث میں ہے :

وفیہ ساعتا لا یصادفھا عبد مسلم دھو یدھو یصلیٰ یسأل اللہ شیئاً الا أعطاه  
اور جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو کوئی مسلمان اس کو پالے اس حالت میں کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ سے وہ جس چیز کا سوال کرے گا اللہ ضرور وہ چیز اسے عطا فرمائے گا۔

## ۷۷۔ اُمّتِ مُسلِمہ کو لَیْلَةُ الْقَدَر عطا کیا جاتا

امتِ مُسلِمہ کو اللہ تعالیٰ نے جن خصوصیات سے نوازا ہے اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے امتِ مسلمہ کو ایک ایسی رات عطا فرمائی ہے جو کہ ہزار ایسے مہینوں کے برابر ہے جن میں لَیْلَةُ الْقَدَر نہ ہو۔ پس جو شخص یہ رات ایمان اور احتسابِ (سابقہ گناہوں سے توبہ اور آئندہ کے لیے عہد) کے ساتھ گزارے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے پہلے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ  
وَمَا أَذْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ  
لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ  
شَهْرٍ تَنْزِيلُ الْمَلَائِكَةِ  
بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اتارا ہے۔ اور آپ کچھ جانتے ہیں کہ شبِ قدر کیا ہے ! شبِ قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اس میں فرشتے اور

وَالرُّوحُ فَيُصَابِذُنِ رَبِّهِمْ  
 رُوحُ الْقُدُسِ اَتَرْتَهُمْ  
 مِنْ كُلِّ اَمْرِ سَلَامٌ هِيَ حَتَّى  
 كے لیے اپنے رب کے حکم سے ۔ یہ  
 مَطْلَعُ الْفَجْرِ ۛ  
 سراسر امن و سلامتی ہے جو طلوع فجر  
 تک رہتی ہے ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے  
 ارشاد فرمایا کہ :

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا  
 وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ  
 وَخَلْفَهُ ۛ  
 جو شخص ایمان اور احتساب کے ساتھ  
 لیلۃ القدر کو عبادت کرے گا ۔ اللہ تعالیٰ  
 اُس کے پچھلے تمام گناہوں کو معاف  
 کر دے گا ۔

## ۷۸۔ زمین میں اللہ تعالیٰ کا امت مسلمہ کو گواہ بنانا

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو ایک انفرادیت بخشی ہے کہ اس نے اسے مشرف  
 اور مکرم بنایا ہے اور اس کو بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ اللہ امت مسلمہ کے قول اور گواہی  
 کو قبول فرماتا ہے ۔ اگرچہ وہ واقع کے مطابق نہ ہو ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام ایک جنازہ کے  
 پاس سے گزرے تو انہوں نے اچھے الفاظ کے ساتھ اُس (میت) کی تعریف کی  
 اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " رَجَبَتْ " (اس پر واجب ہو گئی)



پھر صحابہ کرام ایک اور جنازہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے بُرے الفاظ کے ساتھ اسے یاد کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”وجبت“ (اس پر واجب ہو گئی) اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا واجب ہو گئی؟ تو آپ نے جواباً فرمایا کہ جس مُردے کی تم نے اچھے الفاظ کے ساتھ تعریف کی ہے اُس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور جس مُردے کو تم نے بُرے الفاظ کے ساتھ یاد کیا اُس کے لیے دوزخ واجب ہو گئی۔ (اے صحابہ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔)

بخاری شریف میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

المؤمنون شهداء الله في  
الارض ۱۷  
مؤمنین زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔

جبکہ مسلم شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ جس (مرد) کی تم نے اچھے الفاظ کے ساتھ تعریف کی اُس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم نے مذمت کی اس پر دوزخ واجب ہو گئی۔ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو، تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ ۱۸

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:  
الملائكة شهداء الله في  
السماء وانتہ شهداء الله  
في الارض ۱۹  
فرشتے آسمان میں اللہ کے گواہ ہیں اور تم  
زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔

## ۷۹۔ سابقہ کتب میں اُمتِ مسلمہ کا ذکر

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ کو ایک فضیلت اور انفرادیت یہ بھی بخشی ہے کہ سابقہ آسمانی کتب میں اس کی مثالیں بیان کی ہیں۔ چنانچہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے پاس اُمتِ مسلمہ کا کامل علم تھا کہ جب انہوں نے اسے دیکھا تو پہچان لیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيَاهُهم فِي وُجُوهِهم مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهم فِي التَّوْرَةِ وَ مَثَلُهم فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأًا فَآذَرَهُ فَاسْتَظْلَمَ فَاسْتَوَى عَلَى سَوْقِهِ يُدْجِبُ الْزَّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا	محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور وہ (سعادت مند) جو آپ کے ساتھی ہیں کفار کے مقابلے میں بہادر اور طاقت ور ہیں۔ آپس میں بڑے رحم دل ہیں۔ تو دیکھنا ہے ان کو کبھی رکوع کرتے ہیں کبھی سجدے کرتے ہوئے۔ طلبگار ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا کے ان (کے ایمان و عبادت) کی علامت اُن کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے نمایاں ہے۔ یہ ان کے اوصافِ توراۃ میں مذکور ہیں۔ نیز ان کی صفات انجیل میں بھی مرقوم ہیں۔ (یہ صحابہ) ایک کھیت کی مانند ہیں۔ جس نے اپنا پٹھا نکالا۔ پھر اس کو تقویت دی۔ پھر وہ مضبوط ہو گیا۔ پھر سیدھا اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا
--	---



(اس کا جوین) بونے والوں کو خوش کر رہا ہے۔ تاکہ انہیں دیکھ کر کفار (آتش) غیظ میں جلتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں اور عمل صالح کرنے والوں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰؑ میں تیرے بعد ایک ایسی امت مبعوث کرنے والا ہوں کہ اگر پسندیدہ چیز انہیں ملے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر بجا لائیں گے۔ اور اگر کوئی ناپسندیدہ چیز انہیں پہنچی تو وہ رک جائیں گے اور صبر کریں گے۔ اور کسی کے لیے نہ تو حلم ہے (صبر و تحمل) اور نہ علم ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! جب تیرے سوا کسی کے پاس حلم (صبر و تحمل) اور علم نہیں ہے تو پھر وہ نعمت ملنے پر شکر کس طرح بجالائیں گے اور ناپسندیدہ چیز کے پہنچنے پر صبر کس طرح کریں گے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں انہیں اپنے حلم اور علم میں سے عطا کروں گا۔

حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما تھے کہ اچانک آپؐ نے مسجد میں ایک آدمی کو چلتے ہوئے دیکھا تو اسے بلایا۔ وہ شخص حاضر ہوا تو آپؐ نے اس سے فرمایا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس شخص نے جواباً کہا کہ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو نے تورات پڑھی ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا انجیل پڑھی ہے؟ تو اس نے پھر اثبات میں جواب دیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا قرآن پڑھا ہے؟ اُس نے جواباً کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں چاہتا تو قرآن ضرور پڑھ لیتا۔



آپ نے اس کو قسم دیتے ہوئے فرمایا کہ کیا تورات اور انجیل میں تو نے ہمارا ذکر پایا؟  
 اُس نے جواب دیا کہ ہم نے آپ کا، آپ کی بعثت کی جگہ اور آپ کی شکل و صورت  
 کی مثل تورات اور انجیل میں ذکر پایا ہے۔ ہم امید کرتے تھے کہ آخری نبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم ہم میں سے ہوں گے لیکن جب آپ مبعوث ہوئے تو ہم ڈرے کہ کہیں آپ  
 وہ (آخری نبی) نہ ہوں۔ پھر جب ہم نے غور کیا تو آپ وہ (آخری نبی) نہیں تھے۔  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اس کا کہیں کیسے پتہ چلا؟ تو اُس نے جواب  
 دیا کہ اُس آخری نبی کی امت میں سے ستر ہزار ایسے اُمّتی ہوں گے کہ جن کا قیامت  
 کے روز حساب نہیں ہوگا اور نہ ہی ان کو عذاب پہنچے گا۔ جبکہ آپ کے ساتھ تو  
 تھوڑے سے افراد ہیں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :

والذی نفسی بیدہ لانا  
 هو وانهم لأمتی وانهم  
 لا کے من سبعین الفاً  
 حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے، میری امت میں سے ہوں گے بلکہ وہ  
 ستر ہزار سے بھی زیادہ ہوں گے۔

۸۰۔ اُمّتِ مُسلمہ کو بھوک کے سبب ہلاک نہ کیا جانا اور  
 کسی غیر مُسلم دشمن کو اُن پر سُلطٰن نہ کیا جانا

اُمّتِ مُسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے دیگر اُمّتوں کے مقابلے میں جو خصائص  
 عطا کیے ہیں اُن میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ جمیع اُمّتِ مُسلمہ کو بھوک کے



سبب سے ہلاک نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی غرق کیا جائے گا اور یہ کہ کسی غیر مسلم دشمن کو جمیع امت مسلمہ پر اس طرح مسلط نہیں کیا جائے گا کہ وہ اس کی اصل (اسلام) کو ختم کر دے۔ اگرچہ اس بات پر سب ملکوں کے لوگ مجتمع ہو جائیں۔  
حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے زمین کو پیش کیا تو میں نے زمین کے مشرق و مغرب میں دیکھا۔ اور عنقریب میری امت کی بادشاہت زمین کے اُس اُس حصے تک پہنچے گی جتنی میرے سامنے پیش کی گئی۔ اور مجھ کو سُرخ اور سفید دو خزانے عطا کیے گئے۔ اور میں نے اپنی امت کے حق میں اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ اس کو ایسے قحط سے جو کہ عام ہو جائے ہلاک نہ کرے اور یہ کہ اس پر کوئی غیر مسلم دشمن مسلط نہ کر دے کہ وہ اس کے دین (اسلام) کو ختم کر دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو اُسے لوٹاتا نہیں ہوں۔ بے شک میں نے تجھ کو تیری امت کے حق میں یہ چیز عطا کر دی ہے کہ تیری امت کو ایسے قحط سے جو کہ (تمام امت میں پھیل جائے) ہلاک نہیں کر دوں گا اور یہ کہ تیری امت (جمیع امت) پر کوئی غیر مسلم دشمن مسلط نہیں کر دوں گا جو کہ اس کے دین کو ختم کر دے۔ اگرچہ اس بات پر تمام ملکوں کے لوگ مجتمع ہو جائیں۔ یہاں تک کہ امتِ مسلمہ میں سے بعض، بعض کو ہلاک کریں گے اور بعض، بعض کو گالیاں دیں گے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم



عالیہ (ایک جگہ کا نام) سے تشریف لائے۔ جب آپ بنو معادیہ کی مسجد کے پاس سے گزرے تو اُس میں داخل ہو گئے اور دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ ہم نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے اپنے رب سے طویل دعائیں پھر آپ ہماری جانب پھرے اور ارشاد فرمایا کہ :

میں نے اپنے رب سے تین چیزوں کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے دو چیزیں عطا فرمادیں اور ایک چیز سے مجھے روک دیا۔ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ میری امت کو قحط کے سبب ہلاک نہ کرے تو اُس نے میری دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ پھر میں نے دعا کی کہ وہ میری امت کو غرق کرنے کے سبب ہلاک نہ کرے تو اس نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی۔ پھر میں نے دعا کی کہ وہ امت مسلمہ کو تنگدست نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ دعا کرنے سے روک دیا۔

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک رات آپؐ نے نماز شروع فرمائی۔ ہم تمام رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے رہے کہ ابھی آپ ختم فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ فجر ہو گئی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے سلام فرمایا تو حضرت خبابؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آج رات آپ نے ایسی نماز پڑھی ہے کہ اس سے قبل میں نے آپ کو کبھی ایسی نماز نہ دیکھی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

یہ نماز شوق اور ڈر کی نماز تھی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کی کہ وہ امت مسلمہ کو اس چیز کے ذریعے ہلاک نہ کرے جس سے پہلی امتوں کو ہلاک کیا۔ (جبکہ



ترمذی شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ اللہ میری امت کو قحط کے سبب ہلاک نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ پھر میں نے دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار امت مسلمہ پر کسی غیر مسلم دشمن کو غلبہ نہ دینا تو اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی۔ پھر میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ ہیں گروہ درگروہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ دعا کرنے سے روک دیا۔ لے

## ۸۔ نمازِ عشاء کا عطا کیا جانا

دوسری امتوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو ایک یہ خصوصیت بخشی ہے کہ اسے عشاء کی نماز عطا کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات ہم آخری عشاء کی نماز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔ جب ایک تہائی رات گزر گئی تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے یا اس کے کچھ دیر بعد۔ ہمیں نہیں معلوم کہ آیا گھر میں کوئی کام تھا یا اور بات تھی۔ جب آپ تشریف لائے تو فرمایا کہ:

(اے صحابہ) بے شک تم ایسی نماز کا انتظار کر رہے ہو کہ تمہارے علاوہ کسی اور اہل دین نے اس کا انتظار نہیں کیا۔ لے

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رات کے پہلے تہائی حصے میں

نماز پڑھانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے یہاں تک کہ نصف رات ہو گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صحابہ کو نماز پڑھائی۔ جب آپ نے نماز ادا کر لی تو جو لوگ حاضر تھے انہیں فرمایا کہ

اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ۔ میں تمہیں بتاتا ہوں اور خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ تم پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ اس گھڑی تمہارے علاوہ کوئی اور (دوسرے دین والا) نماز نہیں پڑھتا۔ (یا آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ تمہارے علاوہ کسی اور شخص نے اس گھڑی نماز نہیں پڑھی) ...۔۔۔ لے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
ما ينتظرها أحد  
من أهل الأرض لے  
الزمین میں تمہارے علاوہ کسی اور شخص نے نمازِ عشاء کا انتظار نہیں کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت بخاری میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

بے شک تمہارے علاوہ اہل زمین میں سے کوئی شخص نہیں ہے جو اس نماز کو پڑھتا ہو  
حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:  
رات کے پہلے تہائی حصے میں اس نماز (نمازِ عشاء) کے لیے آؤ کیونکہ اس نماز کے سبب تمہیں تمام امتوں پر فضیلت عطا کی گئی ہے کہ تم سے پہلے کسی اور امت نے

۱۔ المسلم : کتاب المساجد

۲۔ البخاری : کتاب الواقیت

المسلم : کتاب المساجد

۳۔ البخاری : کتاب الأذان



یہ نماز نہیں پڑھی لے

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما صلی صلاتکم هذه امة تم سے پہلے کبھی کسی امت نے اس  
قط قبلکم لے نماز (نماز عشاء) کو نہیں پڑھا۔

کئی کتب احادیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

امت مسلمہ کے علاوہ کوئی بھی اہل دین ایسا نہیں ہے جو اس گھڑی (عشاء کے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہو۔ لے

## ۸۲۔ امت مسلمہ کا جمیع انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا

دوسری امتوں کے مقابلے میں ایک یہ انفرادیت بھی اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو عطا کی ہے کہ یہ سابقہ تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائی ہے۔ جبکہ سابقہ امتیں مثلاً یہود وہ نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اسی طرح عیسائی وہ بھی آقاؐ کے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے لیکن امت مسلمہ تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائی۔ اس میں کسی شخص کا ایمان اس وقت تک صحیح نہیں ہوتا جب تک وہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہ لائے۔

لے سند احمد : (۵ : ۲۳۷)

لے مجمع الزوائد : (۱ : ۲۱۳)

لے سند احمد : (۱ : ۳۹۶)

بالخصوص اُن انبیاء علیہم السلام پر کہ قرآن و حدیث میں جن کا ذکر ہوا ہے اور بالعموم اُن انبیاء علیہم السلام پر جن کا قرآن و حدیث میں ذکر موجود نہیں۔  
ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اَمِّنَ الرَّسُولُ بِمَا  
اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ  
كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهِ  
وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا فَرَقَ  
بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ وَ  
قَالُوا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرٰنًا  
رَّبَّنَا اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ  
یہ رسول کریم ایمان لائے اس کتاب پر  
جو اُس کی طرف اُس کے رب کی طرف  
سے آتا رہی گئی اور مومن ایمان لائے۔ یہ  
سب اللہ تعالیٰ کو اُس کے فرشتوں اُس  
کی کتابوں اور اُس کے رسولوں کو دل  
سے مانتے ہیں (نیز کہتے ہیں) کہ ہم اُس  
کے رسولوں سے کسی میں فرق نہیں کرتے  
اور انہوں نے کہا ہم نے سنا اور اطاعت کی اسے ہمارے رب ہم تیری بخشش کے  
طالب ہیں اور ہمیں تیری طرف ہی ٹوٹنا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا :

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا اَوْ نَصَارًا  
تَهْتَدُوا قُلْ : بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ  
حَنِيفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ  
قُولُوا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا  
وَمَا اُنْزِلَ اِلٰى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْحٰقَ  
وَاٰسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْاَسْبَاطِ  
اور (یہودی) کہتے ہیں یہودی بن  
جاؤ اور (عیسائی) کہتے ہیں عیسائی بن  
جاؤ تب ہدایت پاؤ گے۔ آپ فرمائیے  
میرا دین تو دینِ ابراہیم ہے جو باطل سے  
منہ موڑنے والا حق پسند تھا اور وہ  
شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھا



مَا أُوْتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝  
 کہہ دوہم ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر  
 اور اس پر جو نازل کیا گیا ہمارا طرف  
 اور جو ابراہیم، اسمعیل، اسحق، یعقوب  
 علیہم السلام اور ان کی اولاد کی طرف  
 اتارا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو عطا کیا گیا اور جو دوسرے انبیاء کو ان کے  
 رب کی طرف سے عطا کیا گیا۔ ہم ان میں سے کسی پر بھی ایمان لانے میں فرق نہیں  
 کرتے۔ اور ہم تو اللہ کے فرمانبردار ہیں۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا :  
 قُلْ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا  
 وَمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ  
 وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ  
 وَالْأَسْبَاطِ، وَمَا أُوتِيَ  
 مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالنَّبِيُّونَ  
 مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ  
 أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ  
 مُسْلِمُونَ ۝  
 کہہ دیجئے ہم اللہ پر ایمان لائے اور  
 جو ہم پر نازل کیا گیا اور جو ابراہیم، اسمعیل،  
 اسحق اور یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد  
 پر اتارا گیا اور جو موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام  
 کو عطا کیا گیا ان کے رب کی طرف سے  
 ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق  
 نہیں کرتے اور ہم تو اللہ تعالیٰ کے  
 اطاعت گزار ہیں۔

اہل کتاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :  
 وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ الْكِتَابَ  
 اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب

وَقَفَّيْنَا مِنْ لَدُنْهُ  
بِالرُّسُلِ، وَأَتَيْنَا عِيسَى  
ابْنَ مَرْيَمَ الْبَنَاتِ وَ  
أَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ  
أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا  
لَا تَهْوَى أَنْفُسُكُمْ اسْتَكْبَرْتُمْ  
فَفَرِّقِيَا كَذِبُكُمْ وَفَرِّقَا  
تَقْتُلُونَ، وَقَالُوا قُلُوبُنَا  
غُلْفٌ، بَلْ لَعَنَهُمُ  
اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا  
مَّا يُؤْمِنُونَ، وَكَلَّمَا  
جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ  
عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ  
لِمَا مَعَهُمْ، وَكَانُوا  
مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ  
عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا، فَلَمَّا  
جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا  
بِهِ، فَلَعَنَ اللَّهُ عَلَى  
الْكَافِرِينَ

عطا فرمائی اور ہم نے پے درپے  
ان کے چھے پیغمبر بھیجے اور ہم نے عیسیٰ  
بن مریم کو روشن نشانیاں عطا کیں۔ اور  
ہم نے جبریل کے ذریعے ان کو تقویت  
دی۔ تو کیا جب کہیں تمہارے پاس  
کوئی پیغمبر ایسا حکم لے آیا جسے تمہارے  
نفس پسند نہ کرتے تو تم اکڑ گئے۔ بعض  
کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو قتل کرنے  
لگے اور یہودی بولے ہمارے دلوں  
پر تو غلاف چڑھے ہیں۔ نہیں بلکہ  
انہیں اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے۔ ان  
کے کفر کی وجہ سے۔ وہ بہت ہی کم  
ایمان رکھتے ہیں۔ اور جب ان کے  
اللہ کی طرف سے وہ کتاب (قرآن)  
آئی جو تصدیق کرتی تھی اس کتاب  
کی جو ان کے پاس تھی اور (حالانکہ)  
اس سے پہلے وہ کافروں پر اس  
(نبی کے) وسیلہ سے فتح مانگا کرتے  
تھے، تو جب وہ نبی (آخر الزماں)



تشریف فرما ہوا ان کے پاس جسے وہ جانتے تھے تو انکار کر دیا پس کافروں پر  
اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو۔

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ :

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ      جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے  
يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ      وہ انہیں اس طرح پہچانتے ہیں  
أَبْنَاءَهُمْ، ذَاتَ      جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے  
فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ      ہوں۔ اور بے شک ایک گروہ  
الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ      اُن میں سے جان بوجھ کر حق کو چھپاتا

ہے۔

اہل کتاب کے بارے میں یہ بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ      جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے  
يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ      وہ اس نبی کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے  
أَبْنَاءَهُمْ، الَّذِينَ      اپنے بیٹوں کو، جنہوں نے اپنے  
خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ      آپ کو نقصان میں ڈال دیا ہے۔  
لَا يُؤْمِنُونَ۔      اور وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اسی طرح اور بھی بے شمار آیات ہیں جو کہ اہل کتاب کے کفر اور نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے پر دلالت کرتی ہیں۔ اور حقیقت حال بھی اس  
چیز کی گواہی دیتی ہے کہ یہود اور نصاریٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ

لائے۔ (اور یہود عیسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان نہ لائے) حالانکہ اُن کی کتابیں (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ظہور کے واقعات وغیرہ سے) بھری ہوئی ہیں۔

## ۸۳۔ اللہ رب العزت کی شان تنقیص سے محفوظ رکھنا

امت مسلمہ کے علاوہ دوسری امتوں (اہل کتاب) نے اپنی حدود کو توڑ دیا اور اول قول بکنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اللہ رب العزت کی شان میں انہوں نے طعن کیا اور اللہ تعالیٰ کے لیے (نعوذ باللہ) اولاد، بیوی اور شریک کے ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور یہ دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور خود مال دار ہیں۔ نیز یہ کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اُن کے ہاتھ باندھے گئے (یعنی دنیا میں انہیں خلیل کر دیا گیا، یا یہ کہ آخرت میں ہاتھ باندھ کر انہیں جہنم رسید کیا جائیگا) جب کہ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو اجتماعی طور پر اُن خرابیوں میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھا کہ جن خرابیوں میں سابقہ امتیں مبتلا ہوئیں۔ پس امت مسلمہ نے اپنے رب کے لیے شریک، بیوی اور اولاد وغیرہ کے ہونے سے مبرا بیان کیا۔ یہود و نصاریٰ کے بارے میں ارشاد باری ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ	اور یہود و نصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ
نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبُّوا	تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے پیارے
أَحِبُّوا	ہیں۔ آپ فرمائیے کہ اگر تم سچے ہو
أَحِبُّوا	تو پھر تمہارے گناہوں پر تمہیں عذاب
بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ	کیوں دیتا ہے۔ بلکہ تم بشر ہو اس کی
مِمَّنْ خَلَقَ، يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ	مخلوق میں سے بخش دیتا ہے جسے
وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ	



يَسَامُ، وَ لِلّٰهِ مُلْكُ  
السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ  
وَمَا بَيْنَهُمَا وَ اِلَيْهِ  
الْمَصِيْرُ۔

چاہتا ہے اور عذاب دیتا ہے جسے  
چاہتا ہے۔ اور اللہ ہی کے لیے  
ہے زمینوں اور آسمان کی بادشاہی  
اور جو کچھ انکے درمیان ہے سب  
نے اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اہل کتاب کے ہاں اللہ تعالیٰ کی اولاد اور شریک ٹھہرانے کو قرآن پاک میں  
یوں بیان فرمایا :

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ  
اللّٰهِ ، وَقَالَتِ النَّصَارَى  
الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ، ذٰلِكَ  
قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ  
يُضَاهِيْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ  
كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ  
قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ  
اِتَّخَذُوْا اَحْبَادَهُمْ  
رُحَبَاْنَهُمْ اَزْوَاجًا مِّنْ  
دُوْنِ اللّٰهِ ، وَالْمَسِيْحُ ابْنُ  
مَرْيَمَ ، وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا  
بِعِبَادَتِهَا وَاحِدًا

اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے،  
اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے  
یہ ان کی (بے سرو پا) بات ہے۔  
ان کے مونہوں سے نکلی ہوئی یہ  
اُن لوگوں کے کفر کی نقل تار تے ہیں۔  
جنہوں نے پہلے کفر کیا، ہلاک کئے  
انہیں اللہ تعالیٰ کدھر بھٹکے جا رہے  
ہیں۔ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنی  
اور راہبوں کو اپنا رب بنالیا اور مریم  
کے فرزند مسیح کو بھی۔ حالانکہ انہیں  
صرف ایک خدا کی عبادت کرنے کا  
حکم دیا گیا تھا۔ جس کے سوا کوئی معبود

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝  
 نہیں۔ وہ پاک ہے۔ اُس سے  
 جے وہ اس کا شریک بناتے ہیں  
 یہود کے قول "اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں" کو یوں ارشاد

فرمایا:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ  
 مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ  
 وَلِعَنُوا بِمَا قَالُوا، بَلْ يَدَاهُ  
 مَبْسُوطَتَانِ يُنفِقُ كَيْفَ  
 يَشَاءُ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا  
 مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ  
 رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۝

اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ  
 جکڑا ہوا ہے۔ جکڑے جائیں ان  
 کے ہاتھ۔ اور ان کے اس گستاخانہ  
 قول کی وجہ سے ان پر بھڑکار ہو بلکہ  
 اُس کے تودوں ہاتھ کھلے ہوئے  
 ہیں۔ خرچ کرتا ہے جیسے چاہتا ہے۔  
 اور ان میں سے اکثر کو ضرور بڑھا دیا

جو آپ کی طرف نازل کیا گیا، آپ کے رب سے سرکشی اور انکار ہیں۔  
 اور اہل کتاب کے اس قول کہ (معاذ اللہ) اللہ فقیر ہے اور وہ غنی ہیں کو سورہ  
 آل عمران میں یوں فرما دیا:

لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ  
 قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَ  
 نَحْنُ أَغْنِيَاءُ، سَنَكْتُبُ  
 مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْأَنْبِيَاءَ

بے شک اللہ تعالیٰ نے ان تجستاخوں  
 کا قول سنا جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ  
 مفلس ہے۔ حالانکہ ہم غنی ہیں جو  
 انہوں نے کہا ہم اسے لکھ لیں گے



بَغْيُ حَقٍّ، وَتَقْوَلُ ذُو قُوَا  
عَذَابُ الْحَرِيقِ؛ ذَلِكَ بِمَا  
قَدَّمْتَ أَيْدِيكَوَرِ إِنَّ  
اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ  
بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

اور شریک ہونے کو یوں بیان فرمایا :

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ  
اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ  
بے شک کافر ہو گئے وہ لوگ جنہوں  
نے یہ کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی تو ہے۔  
ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ  
اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ....  
بے شک کافر ہو گئے وہ جنہوں نے  
یہ کہا کہ اللہ تیسرا ہے تین خداؤں میں۔  
ایک اور مقام پر فرمایا :

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنُ  
مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ  
اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَهَيْنِ  
مِنْ دُونِ اللَّهِ، قَالَ سُبْحَانَ  
مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ  
اور جب پوچھے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ  
بن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ  
مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو خدا  
بنالو۔ وہ عرض کریں گے۔ پاک ہے تو  
شریک سے۔ کیا مجال تھی میری کہ میں

۱۔ آل عمران : ۱۸۱ - ۱۸۲

۲۔ المائدہ : ۷۱ - ۷۲

۳۔ المائدہ : ۷۳

مَالِيسَ لِي بِحَقِّكَ، إِنَّ كُنْتُ  
قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ، تَعْلَمُ  
مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي  
نَفْسِكَ، إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ  
الْغُيُوبِ ۝  
ایسی بات ہوں جس کا مجھے کوئی حق  
نہیں۔ اگر میں نے ایسی بات کہی ہوئی  
تو ضرور جانتا اس کو۔ (اے اللہ) تو جانتا  
ہے جو میرے دل میں ہے اور میں  
نہیں جانتا جو تیرے دل میں ہے۔

بے شک تو ہی تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔

جیکہ امتِ مسلمہ کے عقیدے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں بیان فرمایا:  
لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ  
السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝  
اُس (اللہ) کی مثل کوئی شے نہیں اور  
وہی سننے (اور) دیکھنے والا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، اللَّهُ  
الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ  
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝  
(اے محبوب) کہہ دو اللہ ایک ہے۔  
اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے  
کسی کو جنما اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔  
اور نہ ہی کوئی اُس کا برابر بننے والا ہے۔

۸۴۔ اُمّتِ مسلمہ میں سے ایک گروہ کا ہمیشہ حق پر رہنا

اللہ رب العزت نے امتِ مسلمہ کو ایک یہ خصوصیت بھی عطا فرمائی ہے

۱۔ المائدہ : ۱۱۶

۲۔ الشوری : ۱۱

۳۔ الاخلاص : (۱-۴)



کہ وہ امت مسلمہ کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اور یہ کہ وہ اس امت میں سے ایک گروہ کو حق پر قائم و باقی رکھے گا۔ وہی گروہ دجال کو قتل کرے گا اور وہ قیامت تک باقی رہے گا۔ اس ضمن میں حدیث متواتر موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لا تزال طائفة من أمتي  
ظاہرین علی الحق لا یضوہ  
میری امت میں سے ایک گروہ حق پر  
قائم و باقی رہے گا۔ کسی شخص کا ان  
کو چھوڑنا ان کے لیے نقصان دہ نہیں  
امر اللہ وہم كذلك  
یہاں تک کہ اللہ کا امر (قیامت) آجائے  
اور وہ اسی حال پر ہوں گے۔

یہ حدیث صحیحین اور ان کے علاوہ دیگر کتب حدیث میں حضرت جابرؓ، معاویہؓ، بن ابوسفیانؓ، مغیرہ بن شعبہؓ، عقبہ بن عامرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، حاذر بن سمرہؓ، ثوبانؓ، ابوہریرہؓ، ابوامامہؓ، عمر بن الخطابؓ اور حضرت جبر بن نصیر وغیرہم سے مروی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو یہ خصوصیت بھی بخشی ہے کہ ان کو اس چیز کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے جس کے ساتھ رسل عظام علیہم السلام کو مخاطب فرمایا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں غلو کرنے سے محفوظ رکھا ہے اور یہ کہ اس کو دنیا میں عذاب ہوگا (آخرت میں عذاب نہیں ہوگا) اور یہ کہ ابدال ہی میں سے ہوں گے۔ اور پھر یہ کہ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت مسلمہ میں موجود رہیں گے۔ اس کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ اسی طرح جب تک امت مسلمہ استغفار کرتی رہے گی، اس کو عذاب نہیں دیا جائے گا

فصلِ ثانی

ان انعامات کے بیان میں جو  
اُمت پر آخرت میں ہوں گے





وہ اکرامات جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب آخرت میں  
جہنم کو عطا فرمائے ۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب آخرت میں امت مسلمہ کو جو عظیم  
بہترین خصوصیات عطا فرمائیں ان میں سے بعض کا یہاں مختصراً ذکر کیا جاتا ہے ۔

### ۸۵۔ انبیاء علیہم السلام کے حق میں اُن کی امتوں پر گواہی

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو انبیاء علیہم السلام کے لیے اُن کی امتوں پر گواہ بنایا ہے ۔  
جب سابقہ انبیاء علیہم السلام کی امتیں ان انبیاء علیہم السلام کے نذیر اور بشیر بن کر آنے کا  
انکار کر دیں گی اور وہ کہیں گی کہ انبیاء علیہم السلام کی طرف سے ان کو کچھ نہیں پہنچا اور اپنے  
انبیاء کا انکار کر دیں گی تو امت مسلمہ انبیاء علیہم السلام کے ان کی امتوں کے پاس تشریف  
لانے کی گواہی دے گی ۔ (یہ فضیلت کی انتہاء ہے) اور یہ فضیلت امت مسلمہ کو کیونکر  
نہ ہو کہ یہی تو امت وسط ہے ۔ اور منتخب امت ہے ۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً	اور اسی طرح (اے مسلمانو!) ہم نے
وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ	تمہیں بہترین امت بنا دیا۔ تاکہ تم لوگوں
عَلَى النَّاسِ وَتَكُونَ الرُّسُلُ	پر گواہ بنو۔ اور ہمارا رسول تم پر گواہ ہو



ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ  
هُوَ أَجْتَبَاكُمْ، وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ  
فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ، مِلَّةَ  
أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ، هُوَ سَمَّاكُمُ  
المُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا  
لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا  
عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ  
عَلَى النَّاسِ.....  
کریم تم پر گواہ ہو جائیں اور تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ۔

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام کو پکارا جائے گا تو وہ کہیں گے اے میرے رب میں تیری خدمت میں حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کیا تو نے میرا پیغام پہنچایا تھا؟ تو حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے کہ ہاں پہنچایا تھا۔ پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا کیا حضرت نوح نے میرا پیغام تمہیں پہنچا دیا؟ تو ان کی امت کہے گی کہ ہمارے پاس کوئی نذیر (ڈرانے والا) نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت نوح سے ارشاد فرمائیں گے کہ تمہارا کون گواہ ہے؟ تو وہ عرض کریں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت (میری گواہ

ہے) پس امت مسلمہ گواہی دے گی کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت مسلمہ پر گواہ ہوں گے۔ باری تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی میں اسی کا تذکرہ ہے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً قَسْطًا  
لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ  
وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ  
شَهِيدًا ۚ

اسی طرح ہم نے (امت مسلمہ کو)  
امت وسط بنایا تاکہ یہ (دوسری امتوں  
کے) لوگوں پر گواہ ہو اور رسول صلی اللہ  
علیہ وسلم اس (امت مسلمہ) پر گواہ ہو۔

## ۸۶۔ امت مسلمہ کا سب سے پہلے پل صراط عبور کرنا

امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک یہ خصوصیت بھی عطا کی ہے کہ قیامت کے دن یہ تمام امتوں میں سے پہلی امت ہوگی جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پل صراط کو عبور کرے گی۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی طویل حدیث میں ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَيَضْرِبُ الصِّرَاطَ بَيْنَ ظَهْرِي  
جَهَنَّمَ، فَأَكُونُ أَنَا وَأُمَّتِي أَوَّلَ  
مَنْ يَجِيزُ ۚ

..... جہنم کے درمیان پل صراط بنایا جائے گا۔ پس میں اور میری امت سب سے پہلے ہوں گے جو کہ پل صراط کو عبور کریں گے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما چکے ہیں کہ قیامت کے دن پل صراط کو سب سے پہلے عبور کر نیا لے ہجرت کرنے والے غریب صحابہ رضوان اللہ علیہم ہوں گے۔

۱۔ البخاری: کتاب التفسیر

۲۔ البخاری: کتاب الرقاق



آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے جس میں یہود کے ایک عالم کے سوال کا قصہ مذکور ہے کہ اُس یہودی نے کہا اُس دن لوگ کہاں ہوں گے جس دن زمین کو غیر زمین کے ساتھ بدل دیا جائے گا؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اُس دن پل سے دوڑتا ریگی میں ہوں گے۔ اس یہودی عالم نے کہا کہ تمام لوگوں میں سے سب سے پہلے کس کو پل عبور کرنے کی اجازت دی جائے گی؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہجرت کرنے والے غریب صحابہ رضوان اللہ علیہم کو اجازت ہوگی۔ ۷

## ۸۷۔ سب سے پہلے جنت میں داخلہ اور دیگر لوگوں کا داخلہ حرام ہونا

جو سب سے پہلے پل صراط کو عبور کرے گا وہی سب سے پہلے جنت میں داخل بھی ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں سب سے آخری ہیں، قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ ۷

حضرت حذیفہؓ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے داخل ہونے سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام پر اور میری امت کے داخل ہونے سے پہلے تمام امتوں پر جنت کا داخلہ حرام کر دیا گیا ہے۔ ۷

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کا ایک گروہ اُٹھے گا جو کہ افق کو بھر دے گا۔ اُن کا نور سورج جیسا ہوگا۔ پھر پکارا جائے گا "اُمتی نبی کہاں ہے؟" تو ہر نبی اٹھنا چاہے گا۔ پھر پکارا جائے گا "محمدؐ اور اُن کی امت کہاں ہے؟" پھر لوگوں کا ایک اور گروہ اُٹھے گا جو کہ افق کے درمیان جگہ کو بھر دے گا۔ اُن کا نور آسمان میں ہر ستارے کی مانند ہوگا۔ پھر پکارا جائے گا "اُمتی نبی کہاں ہے؟" تو ہر نبی اٹھنا چاہے گا۔

ثم یحییٰ حشّین فیقال  
هذا لك یا محمد وهذا  
لك یا محمد ثم یوضع  
المیزان۔

پھر اللہ تعالیٰ دو چلو بھرے گا اور  
فرمائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
یہ میری طرف سے تیرے لیے ہے۔  
پھر میزان رکھا جائے گا اور حساب

شروع ہوگا۔  
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

ان اول زمرة تدخل الجنة  
من امتی علی صورة القمر  
لیلة البدر

سب سے پہلے میری امت کا گروہ  
جنت میں داخل ہوگا جو چودھویں  
رات کے چاند کی طرح ہوگا

جبکہ بخاری شریف میں ہے۔



اول من یدخل الجنة علی صورتہ القمر لیلة البدر  
جنت میں جو سب سے پہلے (گروہ) داخل ہوگا۔ وہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا۔

## ۸۸۔ جنت کے دروازے ”الباب الایمن“ سے صرف اُمتِ مسلمہ کا ہی داخل ہونا

امتِ مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک یہ انفرادیت بھی عطا کی ہے کہ جنت کے دروازے ”الباب الایمن“ سے داخل ہونے والا سب سے پہلا گروہ وہ امتِ مسلمہ میں سے ہوگا۔ اور یہ گروہ بغیر حساب و عقاب کے جنت میں داخل ہوگا۔ نیز یہ جنت کے بقیہ دروازوں سے داخل ہونے میں باقی کے ساتھ شریک ہوں گے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی طویل حدیث شفاعت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چلتا ہوا عرش الہی کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کو سجدہ کروں گا پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر کچھ کلمات منکشف فرمائے گا اور مجھے اپنی حمد و ثناء میں سے ایسے کلمات الہام کرے گا کہ میرے علاوہ کسی اور شخص پر وہ کلمات منکشف نہیں کیے گئے ہوں گے پھر باری تعالیٰ فرمائے گا:

یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سر  
یا محمد! ارفع رأسک  
سل تعطہ اشفع تشفع  
(مبارک) اٹھاؤ۔ سوال کرو تم کو

فارفع رأسی فاقول یا رب امتی  
 امتی، فیقال یا محمد! اذلل  
 الجنة من امتک من الاحاب  
 علیه من الباب الایمن من  
 ابواب الجنة وهم شرکاء  
 الناس فیما سوی ذلک من  
 الابواب..... لہ

عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کرو تمہاری  
 شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں  
 سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا کہ اے  
 میرے پروردگار میری امت! میری امت!  
 اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے محمد  
 (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت میں سے  
 ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں ہے

جنت کے دروازے الباب الایمن سے جنت میں داخل کر دو۔ یہ لوگ جنت کے  
 دیگر دروازوں (سے داخل ہونے) میں دوسرے لوگوں کے ساتھ شریک ہونگے

## ۸۹۔ اللہ کا اُمتِ مسلمہ کے فدیہ میں دوسری امتوں کے لوگوں کا دینا

دوسری امتوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو ایک یہ شان بھی  
 عطا فرمائی ہے کہ امتِ مسلمہ میں سے جو افراد عذاب کے مستحق ہوں گے ان کے بدلے  
 میں اللہ تعالیٰ سابقہ امتوں - یہود و نصاریٰ کے افراد کا فدیہ دے گا۔ دوسری  
 امتوں کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے فدیہ ہونے میں برابر بنایا ہے۔  
 یا پھر یہ کہ مسلمانوں کے گناہوں کو سابقہ امتوں کے افراد پر ڈال دیا جائے گا۔  
 حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا کہ :

اذا کان یوم القیامة، دفع جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تبارک



و تعالیٰ ہر دانا بیکار مسلمان کی طرف  
 او نصرا نیا فیقول : کسی یہودی یا نصرانی کو کر دے گا  
 هـ فكاك من النار اور ارشاد فرمائے گا کہ یہ جہنم ہے  
 چھٹکارے کے لیے تمہارا فدیہ ہے ۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا نہ کوئی گناہگار مسلمان جب مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ جہنم میں کسی یہودی یا  
 نصرانی کو ڈال دیتا ہے ۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک اور روایت بھی ہے جس میں  
 آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

يجبى يوم القيامة ناس قیامت کے دن مسلمانوں میں سے  
 من المسلمين بذنوب بعض لوگ اس طرح لائے جائیں  
 امثال الجبال فيغفرها لهم گے کہ ان کے پہاڑوں کی مثل گناہ  
 ويضعها على اليهود و ہوں گے ۔ پس اللہ تعالیٰ ان لوگوں  
 النصاری ۛ کے گناہوں کو بخش دے گا اور ان  
 گناہوں کو یہود و نصاریٰ پر ڈال دے گا ۔

۹۰۔ اُمّتِ مسلمہ کا چمکتے ہاتھ پاؤں اور چمکتے چہرے کے ساتھ آنا

اللہ تعالیٰ نے دوسری امتوں کے مقابلے میں اُمّتِ مسلمہ کو ایک یہ

خصوصیت بھی عطا فرمائی ہے کہ یہ قیامت کے دن وضو کے آثار بناؤ پر چمکتے ہاتھ، پاؤں اور چمکتے چہرے کے ساتھ آئے گی۔ یہ چیز دوسری امتوں میں سے کسی فرد کو نصیب نہیں ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ :

ان اُمتی یا اُتوم یوم	قیامت کے دن میری امت وضو
القیامة محجلین	کے اثر کے سبب چمکتے ہاتھ پاؤں
من اثر الوضوء فممن	اور چمکتے چہرے کے ساتھ آئے
استطاع منکم ان یطیل	گی۔ پس تم میں سے جو کوئی اپنی اس
فلیفعل لہ	چمک کو بڑھانا چاہے وہ وضو کیا کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن میرا حوض اُلیۃ اور عدن کے درمیانی فاصلے سے بڑا ہوگا۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد ملے دودھ سے زیادہ شیریں ہوگا۔ اس کے برتنوں کی تعداد، ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہوگی۔ اور میں (دوسری امتوں کے) لوگوں کو اس حوض سے روکوں گا، جس طرح کہ کوئی آدمی لوگوں کے اونٹوں کو اپنے حوض سے (پانی پینے سے) روکتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس دن آپ ہم کو پہچان لیں گے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

۱۔ البخاری: کتاب الوضو

۲۔ اُلیۃ اور عدن — یہ بحر احمر کے ساحلی شہر ہیں۔ اُلیۃ بحر احمر کے شمال میں ہے جبکہ عدن، یہ بحر احمر کے جنوب میں ہے اور جنوبی یمن کا دار الحکومت ہے۔



ہاں کہ تمہارے لیے ایسی علامت ہوگی جو کہ دوسری امتوں میں سے کسی شخص کے لیے نہیں ہوگی وہ یہ کہ تم میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ وضو کے اثر کے سبب تمہارے ہاتھ پاؤں اور چہرے چمک رہے ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

أَنْتُمْ الْمَحْجُورُونَ صحابہ تم قیامت کے دن چمکتے ہاتھ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ..... لے پاؤں اور چمکتے چہرے والے ہونگے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبرستان میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے مومنین کے گھر والو! السلام علیکم! بے شک ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ میں نے پسند کیا کہ (حیاتِ دنیوی میں) اپنے بھائیوں کو دیکھ لوں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ رہتے ہو۔ اور ہمارے بھائی وہ لوگ ہیں جو ہم سے بعد آئیں گے۔

صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس شخص کو کیسے جان جائیں گے جو آپ کی امت میں سے آپ کے بعد آئے گا؟ آپ نے فرمایا: کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا گمان کرتے ہو جس کے پاس چمکتے پاؤں اور چمکتی پیشانی والا گھوڑا ہو۔ اس گھوڑے کی پشت کے دونوں طرف ایسا سیاہ رنگ ہو جو کسی دوسرے سے نہ ملتا ہو۔ کیا وہ اپنے گھوڑے کو پہچان نہیں لے گا؟



صحابہؓ نے عرض کیا۔ کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپؐ نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) امتِ مسلمہ اس حالت میں آئے گی کہ وضو کے سبب سے ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے چمکتے ہوں گے اور میں حوض کوثر پر ان سے پہلے موجود ہوں گا.....

## ۹۱۔ اہل جنت میں سب سے زیادہ ہونا

امتِ مسلمہ کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایک یہ شان بھی حاصل ہے کہ جنت میں تمام امتوں سے زیادہ ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے ٹیلے پر ٹیک لگائی اور فرمایا کہ خبردار جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوگا۔ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟ اے اللہ تو گواہ ہو جا (پھر صحابہؓ سے پوچھا) کیا تم پسند کرتے ہو کہ تم اہل جنت کا تہائی حصہ ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہم پسند کرتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (لیکن) میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا نصف حصہ ہو گے۔ دوسری امتیں تمہارے مقابلے میں اس طرح ہیں جیسے سفیدیل پر ایک سیاہ بال ہو یا سیاہیل پر ایک سفید بال ہو۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

۱۔ المسلم: کتاب الطہارۃ

۲۔ البخاری: کتاب الرقاق



وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ الْخَفِ  
 لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا ثَلَاثَ أَهْلِ  
 الْجَنَّةِ -  
 اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں  
 میری جان ہے۔ میں خواہش کرتا ہوں  
 کہ تم اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہو۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اس کی بڑائی  
 بیان کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِيَّانِي  
 لَأَطْمَعُ فِي أَنْ تَكُونَ شَطْرَ  
 أَهْلِ الْجَنَّةِ .....  
 اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں  
 میری جان ہے۔ میں خواہش کرتا ہوں  
 کہ تم اہل جنت کا نصف حصہ ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ  
 وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ میری امت میں سے جو میرے متبعین  
 ہیں وہ اہل جنت کا ایک چوتھائی حصہ ہوں۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ یہ سن کر ہم  
 نے اللہ کی بڑائی بیان کی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ  
 میرے امتی اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہوں گے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم  
 نے (یہ سن کر) پھر اللہ کی بڑائی بیان کی ہے۔ پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا  
 کہ اُرْجُوا أَنْ يَكُونُوا الشَّطْرَ دِیْنِ امِید کرتا ہوں کہ میری امت اہل جنت کا  
 نصف ہوگی۔

بلکہ حدیث بریرۃ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ امت مسلمہ نصف سے زائد دو تہائی

۱۰ ابن خرمی : کتاب الرقاق

المسلم : کتاب الايمان

۱۱ مجمع الزوائد : ( ۱۰ : ۴۰۲ - ۴۰۳ )

ہوگی۔ جبکہ اہل جنت کا باقی ایک تہائی باقی تمام امتوں کے افراد ہوں گے۔  
حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ :

أهل الجنة عشرون و مائة صف ثمانون منها  
اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ ان میں سے اسی صفیں است  
من هذه الامة واربعون مسند کی ہوں گی اور چالیس صفیں  
من سائر الأمم باقی تمام امتوں کی ہوں گی۔

۹۲۔ اُمتِ مسلمہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر دے گا۔

امتِ مسلمہ کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت  
یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے میں راضی کر دے گا۔  
اور آپ کو کبیدہ خاطر نہیں کرے گا۔ یہ البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم کے لیے اکرام و تعظیم کی انتہا ہے :  
ارشادِ باری تعالیٰ ہے ۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى  
(اے محبوب) عنقریب آپ کا رب  
آپ کو اتنا عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیگی۔



حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں یہ آیت تلاوت فرمائی :

رَبِّ اِنَّهُمْ اَضَلُّنَ كَثِيْرًا  
مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ  
فَاِنَّهُ مِنِّیْ . لے

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے عرض کیا :

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ  
عِبَادُكَ ، وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ  
فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ .

اے میرے مولا ! اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو

زبردست حکمت والا ہے ۔  
پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے اور کہا۔ اے میرے پروردگار۔ میری امت۔ میری امت، اور آپ نے گریہ فرمایا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف جا۔ او جا کر پوچھ کہ کس چیز نے آپ کو رلایا ہے ؟ (حالانکہ تیرا رب خوب جانتا ہے) پس حضرت جبرئیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے اور آپ سے سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جو بتانا تھا بتا دیا ۔ (کیا بتایا ؟ یہ آپ ہی بہتر جانتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔ اے جبرئیل ! محمد



صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جا اور یہ کہہ کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کر دیں گے۔ اور آپ کو کبیدہ خاطر نہیں کریں گے۔ لے

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے غائب رہے۔ آپ اتنی دیر تشریف نہ لائے کہ ہم گمان کرنے لگے کہ آپ تشریف نہیں لائیں گے۔ پھر جب آپ تشریف لائے تو آپ نے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور اتنا طویل سجدہ کیا کہ ہم گمان کرنے لگے کہ آپ کی روح مبارک کو قبض کر لیا گیا ہے۔ پھر جب آپ نے سر اٹھایا تو ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ میں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار جو تو چاہے وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر دوسری بار اللہ تعالیٰ نے مجھ سے مشورہ طلب فرمایا۔ تو میں نے پہلے کی طرح عرض کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تجھ کو تیری امت کے بارے میں رنج نہیں دوں گا (مجمع الزوائد میں ہے کہ ہم تجھ کو تیری امت کے بارے میں رنج نہیں دیں گے) اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بشارت دی کہ جنت میں سب سے پہلے میری امت میں سے ستر ہزار افراد جنت میں داخل ہوں گے، اس طرح کہ ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار ایسے افراد ہوں گے کہ ان سے حساب نہیں لیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف پیغام بھیجا اور فرمایا کہ دعا فرمائیے آپ کی دعا قبول کی جائے گی اور سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ تو میں نے اس کے پیغامبر (جبرئیل علیہ السلام) سے پوچھا کہ کیا میرا رب میری طلب پر مجھے عطا فرمائے گا؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے آپ کی طرف بھیجا ہی اس لیے گیا ہے کہ آپ کا پروردگار آپ کو عطا فرمائے گا۔ اور میرے رب عزوجل نے (جو کچھ بھی میں نے طلب کیا) مجھے عطا فرما دیا اور مجھے اس پر فخر



ہیں ہے۔ اور میرے سبب سے میرے غلاموں، جو پہلے گزر گئے اور جو بعد میں آنے والے ہیں، کے گناہوں کو میری زندگی میں بھی معاف فرمادیا۔ اور مجھ کو یہ چیز عطا فرمائی کہ میری امت (جمع امت) فاقوں میں مبتلا نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی کوئی غیر مسلم قوم ان پر (جمع پر) غالب آئے گی اور میرے اللہ نے مجھ کو کوثر عطا فرمایا ہے جو کہ ایک نہر ہے، جو جنت سے میرے حوض کی طرف بہتی ہے اور اللہ نے مجھے غلبہ، نصرت اور رعب (جو کہ میرے امتی پر ایک ماہ کے مسافت کے فاصلے سے چھا جاتا ہے) عطا فرمایا ہے اور یہ کہ انبیاء علیہم السلام میں سب سے پہلے میں جنت میں داخل ہوں گا۔ اللہ نے میرے اور میری امت کے لئے مال غنیمت کو پاک (حلال) کر دیا ہے۔ اور بہت سی ایسی چیزوں کو حلال و جائز قرار دیا ہے جو ہم سے پہلے لوگوں پر حلال نہیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر تنگی نہیں کی۔

پس امت مسلمہ میں سے کچھ افراد ایسے ہوں گے جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے، اور کچھ افراد ایسے ہوں گے جو حساب کے بعد جنت میں داخل ہوں گے جب کہ باقی افراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے سبب سے جنت میں داخل ہوں گے۔ یہاں تک کہ تمام امت مسلمہ جنت میں داخل ہو جائے گی۔

### ۹۳۔ تھوڑے عمل پر زیادہ ثواب

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے امت مسلمہ کو ایک یہ فضیلت بھی عطا فرمائی ہے

پہلے مجمع الزوائد (۱۰ : ۴۸ - ۴۹)

مسند احمد (۵ : ۳۹۳)



کہ وہ سابقہ امتوں کے مقابلے میں امتِ مسلمہ کو زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے۔ باوجود اس کے کہ امتِ مسلمہ کا عمل، سابقہ امتوں کے مقابلے میں تھوڑا ہے، ان کی عمریں، سابقہ امتوں کے مقابلے میں تھوڑی ہیں اور امتِ مسلمہ کے افراد کی اس دنیا میں رہنے کی مدت بھی دوسری امتوں کے افراد کے مقابلے میں کم ہے۔ یہ دوسری امتوں کے مقابلے میں ایسے ہی ہے جیسے پورے دن کے مقابلے میں عصر سے مغرب کا وقت۔ (یعنی اگر دوسری امتوں کے افراد کی زندگی ایک دن ہو تو امتِ مسلمہ کے افراد کی زندگی عصر سے مغرب تک کے وقت جتنی ہے)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تمہاری دنیوی زندگی کی مدت، دوسری امتوں کے افراد (جو کہ فوت ہو گئے) کی دنیوی زندگی کی مدت کے مقابلے میں ایسے ہی ہے جیسے پورے دن کے مقابلے میں عصر سے مغرب کا وقت۔ تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی آدمی مزدوروں سے کام لے اور کہے کہ نصف النہار تک ایک قیراط معاوضے پر کون میرے لیے کام کرے گا؟ تو یہود نے اس معاوضے پر کہ نصف النہار سے نمازِ عصر تک ایک قیراط معاوضے پر کون میرے لیے کام کرے گا؟ تو نصاریٰ نے اس معاوضے پر نصف النہار سے نمازِ عصر تک کام کیا۔ پھر اس نے کہا کہ نمازِ عصر تک سورج کے غروب ہونے تک دو قیراط معاوضے پر کون میرے لیے کام کرے گا؟ صحابہ جان لو کہ تم وہ لوگ ہو جنہوں نے نمازِ عصر سے سورج کے غروب ہونے تک دو قیراط معاوضے پر کام کیا۔ اور یہ کہ تمہارے لیے دو گنا معاوضہ ہے۔ اس پر یہود و نصاریٰ غضب ناک ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا:

نحن اکثر عملاً و اقل ہم نے زیادہ عمل کیا لیکن ہمیں کم عطا



عطاء قال الله هل ظلمتكم  
من حقمكم شيئاً قالوا لا  
قال فانه فضلى اعطيه  
من شئت

کیا گیا۔ تو اللہ نے فرمایا کہ کیا تمہیں  
حق سے کچھ کم ملا ہے؟ انہوں نے  
جواب دیا کہ نہیں تو اللہ نے فرمایا کہ  
حق سے زیادہ دینا میرا فضل ہے،

جسے میں چاہوں عطا کرتا ہوں۔

حضرت ابو موسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسے ہے جیسے  
کوئی شخص کسی قوم کو اجرت پر لے کہ وہ اُس کے لیے دن سے، رات تک ایک  
مقرر اجرت پر کام کریں گے۔ ان لوگوں نے نصف النہار تک اس شخص کے لیے  
کام کیا۔ پھر کہا کہ جو اجرت تو نے ہمارے لیے مقرر کی ہے ہمیں تیری اس اجرت  
کی حاجت نہیں ہے۔ اور جو کچھ ہم نے کہا وہ باطل ہے۔ تو اُس شخص نے اُن سے  
کہا کہ ایسا نہ کرو، اپنا کام ختم کرو اور پوری اجرت لے لو۔ مگر انہوں نے انکار کیا اور  
کام چھوڑ دیا۔ پھر اس شخص نے اُن کے بعد کچھ اور لوگوں کو اجرت پر لیا اور کہا کہ آج  
بقیہ دن تم کام مکمل کرو تو تمہارے لیے وہی اجرت ہے جو پہلوں کے لیے اجرت  
تھی۔ اُن لوگوں نے نماز عصر تک کام کیا پھر کہا کہ تیرے لیے جو ہم نے کام کیا وہ باطل  
ہے۔ اور جو اجرت تو نے ہمیں دینا تھی وہ اپنے پاس ہی رکھو۔ اُس شخص نے اُن سے  
کہا کہ اپنے بقیہ کام کو مکمل کر دو کہ تھوڑا سا دن باقی رہ گیا ہے۔ مگر انہوں نے انکار  
کیا۔ پھر اس شخص نے ایک اور قوم کو اجرت پر لیا کہ وہ بقیہ دن کام کریں پس انہوں  
نے بقیہ دن سورج کے غروب ہونے تک کام کیا اور انہیں پہلے دونوں فرقوں  
کی مکمل اجرت مل گئی۔ یہ تمہاری اور اسلام سے پہلے جو لوگ گزرے اُن کی مثال ہے  
اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ یہ اُن مسلمانوں کی مثال ہے جنہوں نے



اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور کتاب اللہ کو قبول کیا اور ان یہود و نصاریٰ کی مثال ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترک کر دیا ہے۔  
پس پہلا اگر وہ یہود کا ہے، دوسرا اگر وہ نصاریٰ کا ہے اور تیسرا اگر وہ جن کے لیے دوسرا اجر ہے، مسلمانوں کا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا فرماتا ہے

## ۹۴۔ امتِ مسلمہ تمام کی تمام جنت میں داخل ہوگی

امتِ مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک یہ شان بھی عطا فرمائی ہے کہ تمام امتِ مسلمہ جنت میں داخل ہوگی۔ اس طرح کہ امتِ مسلمہ میں سے بعض لوگ بغیر حساب اور عقاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ بعض لوگ تھوڑے سے حساب کے بعد جنت میں داخل ہوں گے اور باقی لوگ گناہگار، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب سے جنت میں داخل ہوں گے۔ ان گناہگاروں کے گناہوں کو ان سے اتار کر یہود و نصاریٰ پر ڈال دیا جائے گا اور ان میں سے ہر ایک کے بدلے میں یہود و نصاریٰ میں سے کسی ایک کو فدیہ بنا کر آگ میں بھیج دیا جائیگا۔ جبکہ دوسری امتوں کے بعض افراد جنت میں داخل ہوں گے اور بعض دوزخ میں جائیں گے۔ تمام امتِ مسلمہ کا جنت میں داخل ہونا یہ تمام اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا :



کل اُمتی یدخلون الجنة      میرا امتی جنت میں داخل ہوگا مگر جس  
 الامن ابی      نے انکار کیا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔  
 صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منکر کون ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا:  
 من اطاعنی دخل الجنة      جس شخص نے میری اطاعت کی وہ  
 من عصانی فقد اُبی      جنت میں داخل ہوگا اور جس شخص نے  
 میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم سب ضرور  
 جنت میں داخل ہو گے۔ مگر جس شخص نے انکار کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے  
 اس طرح باہر ہوا جس طرح اونٹ فرار ہوتا ہے۔ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔  
 صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون شخص ہے جو جنت میں داخل  
 ہونے سے انکار کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے میری  
 اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس شخص نے میری نافرمانی کی اس نے  
 انکار کیا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُن سے حضرت خالد بن یزید بن  
 معاویہ نے کسی ایسے خوش کن کلمہ کے بارے میں سوال کیا جو انہوں نے نبی کریم صلی  
 اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو۔ آپؐ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے  
 سنا ہے کہ :

ألا كلکم یدخل الجنة الامن جان لو کہ تم تمام جنت میں داخل ہو گے  
 شرر علی اللہ شراد البعیر مگر جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے  
 علی اہلہ لے اس طرح باہر ہوا جس طرح مالک سے  
 اونٹ بھاگ جاتا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:  
 کہ امت مسلمہ میں سے کوئی فرد بھی ایسا نہیں بچے گا جو کہ جنت میں داخل نہ ہو مگر جو شخص  
 اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اس طرح دور ہوا جس طرح باؤلا اونٹ اپنے مالک سے بھاگ  
 جاتا ہے۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ پس جس شخص نے میری تصدیق نہ کی تو وہ جان  
 لے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا یَصْلَہَا اِلَّا الَّذِیْ دوزخ میں اللہ تعالیٰ بدبختوں کو ہی ڈالے  
 کَذَّبَ وَتَوَلٰی گا۔ بدبخت وہ لوگ ہیں جنہوں نے

مکذیب کی اور منہ پھیرا۔  
 یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ جو کتاب لائے اسے جھٹکایا اور آپ سے  
 منہ پھیرا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد  
 فرمایا کہ اس امت کا مشر بنی قیسوں میں ہوگا۔

ایک قسم وہ ہے جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگی۔ اور ایک قسم وہ ہے  
 جن سے تھوڑا سا حساب لیا جائے گا۔ پھر وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور



ایک قسم وہ ہے کہ ان کو اس حال میں لایا جائے گا کہ ان کی پشتوں پر پہاڑوں جتنے گناہ ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرشتوں سے دریافت فرمائے گا (حالانکہ وہ بہتر جانتا ہے) پس اللہ فرمائے گا کہ یہ کون ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے کہ یہ تیرے بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ ان کی پشتوں سے ان کے گناہوں کو گرا دو۔ اور ان گناہوں کو یہود و نصاریٰ پر ڈال دو :

ادخلوهم برحمتی الجنة  
جنت میں داخل کر دو۔ اور ان کو میری رحمت کے سبب سے

امام مسلمؒ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

یجیئ یوم القیامة ناس  
من المسلمین بذنوب  
امثال الجبال فیغفرها  
اللہ لهم، ویضعها علی  
الیهود والنصارى۔<sup>۱</sup>  
قیامت کے دن مسلمانوں میں سے کچھ  
لوگ پہاڑوں کی مثل گناہوں کے ساتھ  
لائے جائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ان  
کے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور  
ان کے گناہوں کو یہود و نصاریٰ پر ڈال  
دے گا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ :

لا یموت رجل مسلم الا  
جب کوئی مسلمان (گناہگار ہوتے

۱۔ التدرک : (۱ : ۵۸)

۲۔ المسلم : کتاب التوبة

أَدْخَلَ اللَّهُ مَكَانَهُ النَّارِ يَهُودِيًّا  
 او نصرانیؑ نہ کسی یہودی یا نصرانی کو ڈال دیتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ہم سے ایک اور حدیث بھی مروی ہے کہ آپ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر گناہگار مسلمان کی طرف  
 کسی یہودی یا نصرانی کو بھیج دیں گے۔ اور ارشاد فرمائیں گے کہ یہ جہنم کے لئے تیرا فدیہ  
 ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے ظاہر یہ سمجھیں آتا ہے کہ انکا  
 کرنے والے خواہ وہ کافر ہوں، خواہ مسلمان۔ وہ جنت میں کبھی بھی داخل نہیں ہوں  
 گے۔ حالانکہ مراد یہ ہے کہ ایسے مسلمان کو جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے  
 امت مسلمہ کے افراد کے ساتھ داخل ہونے سے روک دیا جائے گا۔ ہاں جسے  
 اللہ چاہے گا اسے بعد میں بھی داخل نہیں ہونے دے گا۔ واللہ اعلم!

## ۹۵۔ امت مسلمہ میں شفاعت کا کثرت سے ہونا

اللہ رب العزت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے امت مسلمہ  
 کو ایک یہ فضیلت بھی عطا فرمائی ہے کہ امت مسلمہ کے بعض افراد لوگوں کی کثیر تعداد  
 کی شفاعت کریں گے۔ یہ شفاعت اُن شفاعات کے علاوہ ہوگی جو عام مؤمنین  
 کریں گے۔

حضرت عبد اللہ بن شفیق سے مروی ہے کہ میں بیت المقدس میں ایک  
 جماعت کے ساتھ تھا۔ اُن میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



کو فرماتے سنا ہے کہ میری اُمت میں سے ایک آدمی کی شفاعت سے بنو تمیم سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ شخص آپ کے علاوہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ شخص میرے علاوہ ہوگا۔ جب وہ شخص کھڑا ہوا تو میں نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابن ابی الجعداء ہے۔<sup>۱</sup>

حضرت حارث بن اُقیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ان الرجل من امتی من میری امت میں سے ایک شخص ایسا  
یدخل الجنة بشفاعته ہوگا جو کہ اپنی شفاعت کے سبب  
اکثر من مضر سے قبیلہ مضر سے زائد افراد کو جنت  
میں داخل کرے گا۔<sup>۲</sup>

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

”بے شک میری امت میں سے ایک فرد ایسا ہوگا جو کہ لوگوں کی کثیر تعداد کی شفاعت کرے گا۔ پس وہ اُن کو اپنی شفاعت کے سبب سے جنت میں داخل کر دے گا۔“

وان الرجل يشفع للقبيلة اور ایک شخص ایسا ہوگا جو کہ لوگوں  
من الناس۔ فيدخلون الجنة کے ایک قبیلے کی شفاعت کرے گا

بشفاعته وان الرجل يشفع  
للرجل وأهل بيته فيدخلون  
الجنة بشفاعته ۱۷  
اور ان کو اپنی شفاعت کے سبب سے  
جنت میں داخل کر دے گا۔ اور  
زمیر امت میں سے، ایک شخص  
ایسا بھی ہوگا، جو کہ ایک آدمی اور اس کے گھر والوں کی شفاعت کرے گا۔  
پس وہ بھی اپنی شفاعت کے سبب سے ان کو جنت میں داخل کر دے گا۔  
ترمذی شریف میں یہی روایت درج ذیل الفاظ کی زیادتی کے ساتھ مروی ہے:

ومنهم من يشفع للعصبة  
اور امت مسلمہ میں سے بعض افراد  
ومنهم من يشفع للرجل حتى  
ایسے ہونگے جو کہ ایک گروہ کی شفاعت  
يَدْخِلُوا الْجَنَّةَ ۱۸  
کریں گے اور بعض ایسے ہوں گے جو  
کہ صرف ایک آدمی کی شفاعت کریں گے۔ یہاں تک کہ تمام (امت مسلمہ) جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کو فرماتے سنا ہے کہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کی مثل لوگ جنت میں ایک ایسے آدمی کی  
شفاعت سے داخل ہوں گے جو کہ نبی نہیں ہوگا۔

ایک آدمی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ شخص قبیلہ ربیعہ یا  
مضر میں سے ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ کہ جو کچھ میں نے کہنا تھا کہہ دیا۔ ۱۹

۹۶۔ کفار تمنا کریں گے کاش کہ وہ مسلمان ہوتے  
اللہ تعالیٰ نے امت

۱۷ مسند احمد : (۳ : ۶۲)

۱۸ سنن ترمذی : کتاب صفة القيامة

۱۹ مسند احمد : (۵ : ۲۵۷، ۲۶۱، ۲۶۷)



اولو الکتاب من قبلنا و سوائے اس کے کہ دوسری امتوں  
 اوتینا من بعدہم..... کو ہم سے پہلے کتابیں دی گئیں اور  
 ہمیں ان کے بعد کتاب دی گئی.....

آپ ہی سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم  
 سب سے آخری ہیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلے ہم جنت میں داخل  
 ہوں گے سوائے اس کے کہ دوسری امتوں کو ہم سے پہلے کتاب عطا کی گئی۔  
 اور ہمیں ان کے بعد کتاب عطا کی گئی.....  
 حضرت سیدنا ابو ہریرہ اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آقا علیہ  
 والسلام نے فرمایا:

نحن الآخرون من أهل الدنيا ..... ہم دنیا میں سب سے آخری  
 والاولون يوم القيامة المقضى ہیں اور قیامت کے دن سب سے  
 لهم قبل الخلاق لہم پہلے ہیں کہ تمام مخلوق سے پہلے امت  
 سلمہ کا حساب کیا جائے گا۔

پس امت مسلمہ زمانے کے اعتبار سے تو سب سے آخر میں ہے لیکن  
 مرتبہ کے اعتبار سے سب سے پہلے ہے کہ سب سے پہلے امت مسلمہ کا مشر ہوگا  
 اور پہلے اسی کا حساب ہوگا۔ امتوں کے درمیان سب سے پہلے اسی کا فیصلہ  
 ہوگا اور سب سے پہلے یہی جنت میں داخل ہوگی۔

۱۔ البخاری : کتاب الحجۃ

۲۔ المسلم : کتاب الحجۃ

۳۔ المسلم : کتاب الحجۃ

## ۹۸۔ اُمتِ مسلمہ کی کثیر تعداد کا بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونا

اللہ عزوجل نے اُمتِ مسلمہ کو ایک یہ شان بھی عطا فرمائی ہے کہ وہ اُمتِ مسلمہ کی کثیر تعداد کو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل کرے گا۔ ان کے چہرے سورج یا چودھویں رات کے چاند کی طرح (چمک رہے) ہوں گے۔  
حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي الْجَنَّةُ  
سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ  
میری اُمت میں سے ستر ہزار افراد  
بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔  
بخاری و مسلم میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں کہ

تَصِيُّ دَجْوَهُمْ اضْطَافَةُ  
الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ  
ان (بغیر حساب کے جنت میں  
داخل ہونے والوں کے چہرے  
چودھویں رات کے چاند کی روشنی کی طرح روشن ہوں گے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت میں سے ستر ہزار افراد جنت میں اس طرح داخل ہوں گے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہوں گے۔ بعض نے بعض کو پکڑا ہوگا۔ اُن میں سے کوئی پہلے داخل نہیں ہوگا جب تک کہ آخری نہ داخل ہو جائے۔



رہے سب اکٹھے داخل ہوں گے، اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

جبکہ بخاری شریف میں سات سو ہزار (سات لاکھ) کے الفاظ مروی ہیں۔  
حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت میں سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل کر دے گا۔

مع كل الف سبعون الفا وثلاث اور ہر ایک ہزار افراد کے ساتھ ستر ہزار افراد

حیثیات من حیثاتہ لے اور اپنے تین چلو بھر کر جنت میں داخل فرمائیں

حضرت رفاعہ بن عرابة الجبلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ..... اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، تم میں سے جو کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے پھر وہ جنت کے علاوہ ہر راستے سے رک جاتا ہے۔ اور میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت میں سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل فرما دے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ تم، تمہاری نیک بیویاں اور تمہاری نیک اولادیں جنت میں اپنے مکان نہ تیار کر لیں۔  
امت مسلمہ میں سے ستر ہزار سے زائد افراد کے بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہونے کے بارے میں کثیر روایات ہیں۔

لے سنن الترمذی : کتاب القیامۃ

سنن ابن ماجہ : کتاب الزہد

لے مسند احمد : (۴ : ۱۶)

## ۹۹۔ اُمّتِ مُسلمہ کے پاس ایسی نشانی کا ہونا جس سے وہ اپنے رب کو پہچان لے گی

اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ مُسلمہ کو ایک یہ انفرادیت بھی عطا فرمائی ہے کہ اس کے لیے ایسی نشانی بنا دی ہے جس سے قیامت کے دن کہ جب ہر اُمّت کو اس معبود کی طرف بھیجا جائے گا جس کی وہ دنیوی زندگی میں عبادت کرتے تھے، اپنے رب عزوجل کو پہچان جائیں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ ۚ  
يُذْعَوْنَ إِلَى السَّجْدِ فَلَا  
يَسْتَطِيعُونَ  
جس دن ساق سے پردہ اٹھایا جائے گا  
اور لوگوں کو سجدہ کی طرف بلایا جائے گا  
پھر یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے۔

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب عزوجل کو دیکھیں گے؟" آپ نے فرمایا قیامت کے دن ندا دینے والا ندا دے گا کہ ہر قوم اس کی طرف چلی جائے جس کی وہ دنیوی زندگی میں عبادت کرتے تھے تو صلیب کی عبادت کرنے والے اپنی صلیب کے ساتھ چلے جائیں گے اور بتوں کی پوجا کرنے والے اپنے بتوں کے ساتھ چلے جائیں گے۔ ہر کوئی اپنے معبود کے ساتھ چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ نیک اور فاجر لوگ باقی رہ جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کس چیز نے روکا ہے؟ جب کہ سب



لوگ اپنے اپنے معبودوں کی طرف چلے گئے ہیں۔ وہ کہیں گے کہ ہم ان سے علیحدہ ہو گئے ہیں اور آج کے دن ہمیں اپنے رب کا انتظار ہے کہ ہم نے ندا دینے والے کی ندا سنی ہے کہ ہر قوم دنیوی زندگی میں جس کی عبادت کرتی تھی اُس سے بل جائے۔ ہم اپنے رب کا انتظار کر رہے ہیں..... اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائے گا کہ کیا تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان کوئی ایسی نشانی ہے جس سے تم اپنے رب کو پہچان جاؤ؟ وہ عرض کریں گے کہ ہاں ہمارے اور ہمارے رب کے درمیان نشانی پنڈلی ہے۔ (کہ باری تعالیٰ قیامت کے دن اپنی پنڈلی ظاہر فرمائیں گے) پس اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کو ظاہر فرمائے گا جس سے ہر مومن سجدے میں گر جائے گا اور جو لوگ دنیوی زندگی میں دکھاوے اور شہرت کے لیے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے تھے وہ باقی رہ جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں کوئی رکاوٹ ہے؟..... فرمایا کہ تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا۔ اور ارشاد فرمائے گا کہ جو شخص جس چیز کی عبادت کرتا تھا وہ اُس کی طرف چلا جائے۔ پس جو کوئی سورج کی عبادت کرتا تھا وہ سورج کے ساتھ چلا جائے گا۔ جو کوئی چاند کی عبادت کرتا تھا وہ چاند کے ساتھ چلا جائے گا۔ جو کوئی طاغوت کی عبادت کرتا تھا وہ طاغوت کے ساتھ چلا جائے گا۔ آخر کار اُمتِ مسلمہ ان کے ساتھ منافقین بھی ہوں گے، باقی رہ

جائیں گے)۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے پاس ایسی صورت میں آئے گا جس صورت میں وہ اسے پہچانتے نہیں ہوں گے۔ اور ارشاد فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ تو وہ کہیں گے کہ ہم تم سے پناہ مانگتے ہیں۔ ہم یہاں اُس وقت تک ہیں جب تک کہ ہمارا رب نہ ہمارے پاس آجائے۔ جب ہمارا رب ہمارے پاس آئے گا تو ہم اُسے پہچان جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس ایسی صورت میں آئے گا جس کو وہ جانتے ہوں گے۔ اور ارشاد فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ تو سب عرض کریں گے کہ تو ہمارا رب ہے اور اس کے ساتھ چلے جائیں گے.....

### ۱۰۰۔ جنتیوں کے سرداروں کا امت مسلمہ میں سے ہونا

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت کے نوجوانوں کے سردار 'ادحیر عمر لوگوں کے سردار اور ختنی عورتوں کی سردار سب کو امت مسلمہ میں سے بنایا ہے۔

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ :

الحسن والحسين سيد شباب  
أهل الجنة ۛ  
حسن اور حسین دونوں جنت کے نوجوانوں  
کے سردار ہیں۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن اور حسین دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں ۛ

ۛ البخاری : کتاب الرقاق

ۛ سنن الترمذی : کتاب المناقب ، مسند أحمد : (۳ : ۶۲۰ : ۶۲۱ : ۸۲)

ۛ مجمع الزوائد : (۹ : ۱۸۴)



حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ

هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين  
الانبياء والمرسلين  
انبياء اور رسل کے علاوہ یہ دونوں  
جنت کے پہلے سے لے کر آخری  
الانبياء والمرسلين  
تک تمام عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں  
امام ترمذی اور امام احمد نے اسی حدیث کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی  
روایت کیا ہے

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے  
وصال مبارک سے پہلے سرگوشی فرمائی کہ :

ان جبریل كان يعارضني القرآن كل سنة مرة واحدة  
عارضني العام مرتين - و  
جبریل (علیہ السلام) ہر سال مجھ کو ایک  
مرتبہ قرآن سنانا تھا اور اس سال اس  
نے مجھے دو مرتبہ سنایا ہے - اب  
لاؤاذا الاحضر اجلی وانت  
میرے وصال کا وقت آگیا ہے اور  
اول اهل بيتي لحاقا بي .  
میرے اہل بیت میں سے تو مجھے سب  
سے پہلے لے گی۔

حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سن کر میں رو پڑی۔ تو آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے میری دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ :

اما ترضين ان تكوني سيدة  
نسأ اهل الجنة فضحكت  
کیا تم اہل جنت کی عورتوں کی سردار  
ہونا پسند نہیں کرتی ہو - اس

لذلك ۔

بات پر میں ہنس پڑی۔

حضرت خلیفۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان سے وہ فرشتہ نازل ہوا جو پہلے کبھی نازل نہیں ہوا تھا۔ اس نے اللہ سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرے۔ پھر اس نے مجھ کو بشارت دی کہ فاطمہؓ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔



ان مذکورہ خصائص کے علاوہ اور بھی سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار خصائص ہیں۔ مقصد فقط آگاہی تھا۔ تمام خصائص کا احاطہ کرنا مقصود نہیں تھا۔ جو خصائص میں نے ذکر کیے ہیں یہ اللہ رب العزت کے ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت اور مقام و مرتبہ کی بلندی اور دوسرے انبیاء علیہم السلام سے آپ کے منفرد و متمیز ہونے پر دلالت کرنے کے لیے کافی ہے



# خاتمہ

(آقا کے حضورِ مُصنّف کا اُعتسافِ عجز)

جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات، اخلاق اور خصائص، کہ جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سابقہ انبیاء علیہم السلام سے منفرد ہیں، میں نے ذکر کئے ہیں یہ آپ کے فضل و کمال کے سمندر میں سے ایک نقطہ، آپ کے احسانات کے بہت بڑے سمندر میں سے ایک نیکی، آپ کی بے شمار صفات میں سے ایک صفت اور آپ کی حیاتِ مبارکہ کے حسن و جمال میں سے ایک قطرہ ہے۔۔۔۔۔

اگر بندوں کا فخر نہ ہوتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف و تقدیر بیان کرنے کا جو حکم ہے اس کا شعور نہ ہوتا تو آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اور امتیاز کیسے بیان کر سکتا تھا۔

اور میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلق اور خلق میں پائے جانے والے حسن و جمال کا احاطہ کیسے کر سکتا ہوں جبکہ وہی تو ایک ہستی ہیں کہ جنہیں امامت اور بزرگی کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔

اور میرے لیے اس ہستی کے خصائص کا بیان کیسے ممکن ہے کہ انبیاء علیہم السلام جس کے جھنڈے تلے ہیں۔

بلکہ، میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت اور عظمت کو کیسے بیان کر سکتا

ہوں جبکہ آپ کے رب نے خود آپ کی تعریف بیان فرمائی اور تمام مخلوق کے لیے بہترین نمونہ بنایا۔

میرے لیے کیسے ممکن ہے کہ میں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائلِ مقدسہ کو جمع کر سکوں جبکہ اولوالعزم نبی آپ کے متبعین کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور آپ ان کی امتوں کی بہ نسبت اور مؤمنین سے ان کی جانوں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہیں۔ بلکہ یہ بھی کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعمتوں کی فضیلت کو لفظوں میں کیسے لاسکتا ہوں جبکہ اللہ کے بعد اول سے آخر تمام مخلوق پر آپ ہی کے تواضعات ہیں کہ سب اپنے دکھوں کے مداوے کے لیے آپ کی بارگاہ میں حاضری دیں گے۔

نیز یہ کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق کیسے ادا کر سکتا ہوں جبکہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی شان میں ارشاد فرمایا کہ میں اولین و آخرین کا سردار اور جمیع مخلوق سے بڑھ کر فضیلت والا ہوں۔ بلکہ یوں کہیے کہ میں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اس رحمت کی تعریف اور شان کے بیان کو کیسے طول دے سکتا ہوں جو مختلف رنگوں، مختلف ذہنوں اور مختلف انواع پر مشتمل تمام مخلوقات کے لیے ہے۔

میں یہ سطر میں تمام مخلوقات کے لیے لکھ رہا ہوں تاکہ وہ اس حبیب و محبوب، نبی کریم، شافع و شفیع اور اس بزرگی و لے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام جہانوں کے رب کا بھیجا ہوا ہے، کی قدر و منزلت اور آپ کے علو مرتبت کی پہچان کر سکیں۔ اگرچہ کوئی بھی آپ کی قدر و منزلت اور آپ کے حق کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ مگر اپنی طاقت کے مطابق کچھ پہچان تو کر سکتے ہیں تاکہ آپ کی اتباع اور اقتداء کے لیے بھرپور کوشش کر سکیں۔ آپ



کو عظیم نمونہ اور روشنی کا ایک مینار بنالیں اور آپ کے علاوہ دائیں بائیں کسی اور کی اقتدار نہ کریں۔ کیونکہ آپ کی اقتداء میں ہی ہدایت اور راستگی ہے اور اسی میں خوش بختی، خوش حالی، اجر عظیم اور دنیا و آخرت میں قائم رہنے والی نعمتیں ہیں۔ جبکہ کسی اور کی اتباع صریح گمراہی اور اندھیر نگری میں ٹھانک ٹوٹیاں مارنے کے مترادف ہے۔ نیز یہ کہ انسان کو سیدھے راستے سے نکال دینا ہے۔

امید ہے کہ جو شخص اس کا اندازہ کرنے کی طاقت رکھتا ہو (اور معاملہ اس کے اپنے ہاتھ میں ہے) وہ زندگی کی راہوں میں عبادت میں اور اپنی سچوں کے تعین میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نمونہ عمل بنائے گا۔

بے شک لوگوں کو زندگی کے تمام شعبوں میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ آپ ہی قابل تقلید نمونہ ہیں اور آپ ہی اسوۂ حسنہ ہیں، مخلوق کی ہدایت کی شدید خواہش رکھتے ہیں۔ پس جو اطاعت کر لے لے خوشخبریاں سناتے ہیں اور جو نافرمانی اور مخالفت کرے اسے اللہ کا ڈر سناتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ  
وَمَا نَهَاكُمُ عَنْهُ فَانْتَهُوا

اور رسول کی عنایت سمجھ کر جو عطا فرمائیں لے  
لو اور جس بات سے روکیں اس میں بھی اپنی غیر سمجھ

دوسری جگہ فرمایا

وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا حَافَّةً لِّلنَّارِ  
بَشِيرًا وَنَذِيرًا

اور (اے رسول) ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے  
خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا ہی بنا کر بھیجا ہے

مزید یہ کہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ  
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا  
اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ  
كَثِيرًا

(مؤمنو!) بے شک تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی  
میں بہترین نمونہ ہے (یہ نمونہ) اس کے لیے ہے جو  
اللہ سے ملنے اور یوم آخرت کے آنے کی امید  
رکھتا ہے اور اللہ کی یاد کرتا ہے۔

اور میں نے ان اوراق میں (جو کہ ان خصائص کے لیے بہت مختصر ہیں) اس  
بات پر روشن دلائل اور قطعی براہین پیش کی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو  
خصائص حاصل ہیں اور جو امتیازات آپ کو عطا کئے گئے ہیں۔ ان کی بناء پر آپ جمیع  
خلق بشمول رسل عظام علیہم السلام میں سے اتباع و اقتداء کے سب سے زیادہ حقدار  
ہیں۔

اگر میں یہ سب کچھ کما حقہ پیش کر سکا ہوں تو یہ اللہ کے فضل اور اس کی توفیق  
سے ہوا اور اگر ایسا نہ ہو سکا ہو تو میرے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ میں نے اپنی سعی  
کوشش کی اور (اس کی بھی) اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور وہی ہے جو سید  
راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

یہ کلمات لکھتے وقت میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اسے خالص  
اپنی رضا کی خاطر لکھا گیا بنادے اور ہر پڑھنے اور سننے والے کو اس سے نفع دے  
اور اسے نفع بخش اور خالص زاد راہ (آخرت کا) بنائے نیز یہ کہ میں اس سے  
دعا مانگتا ہوں کہ ہمیں اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطا فرمائے۔  
اور اس محبت کو ہمارے لیے اپنی جان، اپنے اہل و عیال اور شدید پیاس میں  
ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنائے۔ اور ہمارا حشر آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے جھنڈے تلے کرے اور اسے قیامت کے دن جبکہ مال اور اولاد فائدہ



نہیں دیں گے ہمارے لیے نفع بخش ذخیرہ بنادے اور اللہ تعالیٰ ہماری ،  
 ہمارے آباؤ اجداد ، ازواج ، اولاد ، مشائخ ، جن کا ہم پر حق ہے ، جو لوگ  
 اس کتاب کی طباعت اور نشر و اشاعت کا سبب بنے ہیں اور زندہ و مردہ تمام  
 مؤمنین کی مغفرت فرمائے ۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا ، قریب رہنے والا  
 اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی سَيِّدِنَا وَحَبِيْبِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ  
 وَعَلٰی آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اِلٰی يَوْمِ  
 الدِّيْنِ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



WWW.NAFSEISLAM.COM

## تعارف مؤلف کتاب!

ڈاکٹر شیخ ابراہیم ملا فاطر کا سلسلہ نسب سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ شام کے شمال مشرق میں ہنہ فرات پر واقع "دیر زور" نامی شہر میں ایک علمی و مذہبی خاندان میں پیدا ہوئے۔ قرآن پاک کی ابتدائی تعلیم کے بعد گورنٹ ہائی سکول میں داخلہ لیا اور میٹرک کی سند حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنے علاقے کے نامور علماء سے علوم شرعیہ، بلاغت اور عروض وغیرہ میں استفادہ کیا۔ جامعہ دمشق کے کلیۃ الشریعہ میں داخلہ لے کر آپ نے شریعت اسلامیہ میں ڈپلومہ کیا۔ اس کے بعد بھی آپ نے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے جامعہ ازہر (مصر) میں کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا۔ یہاں آپ نے ایم اے کے ساتھ ساتھ حدیث و علوم حدیث میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۲۸۶ کو آپ سعودیہ تشریف لے گئے اور جامعہ اسلامیہ محمد بن سعود میں تدریس کے فرائض انجام دینا شروع کئے۔

آپ کے بہت سے تلامذہ ہندوستان، پاکستان، بعض مغربی عرب ممالک، انڈونیشیا، ترکی اور یوگوسلاویہ میں اسلام کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ اسلام کی دعوت و تبلیغ میں مصروف ہیں۔ آپ کے ہاتھوں بے شمار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا جن میں اکثریت تعلیم یافتہ لوگوں کی ہے۔

جامعہ اسلامیہ محمد بن سعود کے آپ پہلے وائس چیرمین تھے اور اب چیرمین بن گئے ہیں۔ آپ نے چالیس سے زائد کتب تالیف فرمائیں۔



آپ کی بعض کتب کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور بعض کتب مختلف جامعات میں شامل نصاب ہیں۔ عالم اسلام سے مقتدر شخصیات سے آپ کے بڑے گہرے روابط ہیں۔ آپ مختلف ممالک کا دورہ کرتے رہے ہیں اور بہت سی کانفرنسوں میں شرکت فرما کر مختلف موضوعات پر بڑے تحقیقی مقالے پڑھے۔ آج کل آپ جامعہ طاعبد العزیز مدینہ منورہ میں حدیث و علوم حدیث کے استاد کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ بڑے بیٹے کا نام ابراہیم ہے۔ اس مناسبت سے کنیت ابو ابراہیم ہے۔

آپ کی اب تک منظر عام پر آنے والی کتب کی فہرست حسب ذیل ہے:

### أ - مدرسة الإمام الشافعي

- ۱ - الشافعي و أثره في الحديث و علومه / رسالة دكتوراه.
- ۲ - بيان خطأ من أخطأ على الشافعي - للحافظ البيهقي.
- ۳ - مسألة الاحتجاج بالشافعي فيما أسند إليه والرد على الطاعنين بعضهم جملهم عليه - للمخطيب البغدادي - طبعتهما الإفتاء بالرياض.
- ۴ - السنن للإمام الشافعي - رواية المزني.
- ۵ - مناقب الإمام الشافعي، لابن الأثير الجزري، طبعتهما دار القبلة بجدّة.
- ۶ - الشافعي شرح مسند الشافعي، لابن الأثير الجزري - طبع الأول منه.
- ۷ - ثلاثيات الإمام الشافعي - وهو هذا الكتاب.
- ۸ - مناقب الإمام الشافعي، للحافظ ابن كثير، سيطلع قريباً إن شاء الله تعالى.
- ۹، ۱۰ - المسند للإمام الشافعي ومعه شافعي العي على مسند الشافعي، للحافظ السيوطي، سيطلعان قريباً.
- ۱۱ - تخريج أحاديث الإمام، للحافظ البيهقي - تحقيق.
- ۱۲ - حجية المرسل عند الإمام الشافعي - ستعاد طباعته إن شاء الله تعالى.